(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں کیلئے پاکیزہ چیزیں حلال کرتے ہیں اور خبیث حرام کرتے ہیں (القرآن)

مُہلک گناہ

جنہیں معاشرہ میں معمولی سمجھا جاتا ہے
حالانکہ ان سے بچاؤ بہت ضروری ہے

تالیف
الشیخ محمد بن صالح المنجد حفظہ اللہ تعالیٰ

اعداد وتقدیم
عبداللہ ناصر الرحمانی

Marfat.com

Marfat.com

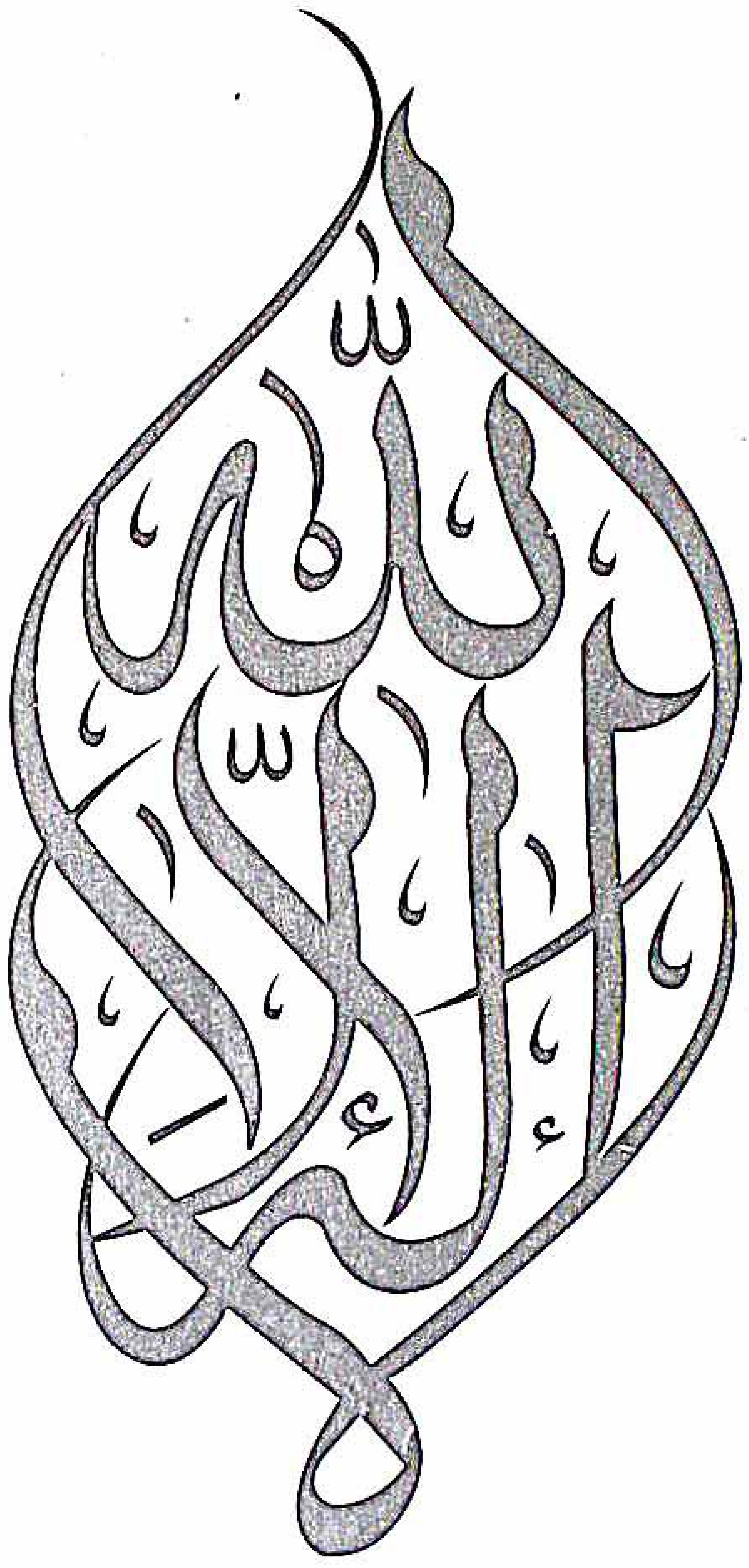

مہلک گناہ

جنہیں معاشرہ میں معمولی سمجھا جاتا ہے

حالانکہ ان سے بچاؤ بہت ضروری ہے

Marfat.com

حقوق الطبع محفوظة لمكتبة عبدالله بن سلام

سلسلة احياء منهج السلف (۲)

انتاج : مکتبہ عبداللہ بن سلام لترجمة کتب الاسلام، فرع (۱)

رئيس المكتبة : فضيلة الشيخ/ علی بن عبداللہ النمی حفظہ اللہ تعالیٰ

مدير المكتبة : فضيلة الشيخ/ عبداللہ ناصر الرحمانی حفظہ اللہ تعالیٰ

۱۱۵۲۸۴
۲

مکتبہ عبداللہ بن سلام لترجمة کتب الاسلام

ھیڈ آفس : 103 ـ ڈی ـ او ـ ایچ ـ ایس فیز II ملیر کینٹ کراچی۔

ملنے کا پتہ : جامع مسجد الراشدی موسیٰ لین لیاری کراچی ـ فون: 0300-3996630 0331

برائے رابطہ : سعد بن عبدالعزیز موبائل: 0300-2310189

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے (شروع) جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

فہرستِ مضامین

10	مقدمہ از مترجم	۞
23	مقدمہ	۞
34	اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا	۞
35	قبر پرستی	۞
38	غیر اللہ کے نام کی نذر ماننا	۞
38	غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا	۞
39	اللہ کے حرام کردہ کو حلال یا حلال کردہ کو حرام ٹھہرانا	۞
40	جادو، کہانت اور نجومیت	۞
43	ستاروں میں تاثیر کا عقیدہ رکھنا	۞
44	بعض چیزوں میں نفع کی موجودگی کا اعتقاد رکھنا	۞
45	عبادت میں ریاء کاری	۞
47	بدشگونی	۞
50	غیر اللہ کی قسم کھانا	۞

Marfat.com

منافقوں یا فاسقوں اور فاجروں کے ساتھ بیٹھنا	53
نماز میں عدم اطمینان	54
نماز میں کھیلنا اور زیادہ حرکت کرنا	56
مقتدی کا اپنے امام سے نماز میں عمداً سبقت لے جانا	58
کچی پیاز یا لہسن یا دوسری بدبودار چیزیں کھا کر مسجد میں آنا	61
زنا کاری	62
لواطت، اغلام بازی	65
عورت کا بلا عذر اپنے شوہر کے بستر پر آنے سے انکار کرنا	66
عورت کا اپنے شوہر سے بلا وجہ طلاق طلب کرنا	67
ظہار	69
دوران حیض بیوی سے جماع کرنا	70
عورت کی دبر میں جماع کرنا	72
بیویوں کے درمیان عدل برقرار نہ رکھنا	73
اجنبی ''غیر محرم'' عورت کے ساتھ خلوت وتنہائی اختیار کرنا	75
نامحرم عورت سے مصافحہ کرنا	76
عورت کا خوشبو لگا کر گھر سے نکلنا	78

Marfat.com

عورتوں کا بلا محرم سفر کرنا	80
اجنبی عورت کو قصداً دیکھنا	81
دیوثیت	83
اصل باپ کی بجائے کسی دوسرے کی طرف نسبت کرنا	84
سود خوری	85
سودے کے وقت سامان کے عیب کو چھپانا	89
دھوکے سے بولی بڑھانا	91
جمعہ کی دوسری اذان کے بعد خرید وفروخت کرنا	92
جُوا	93
چوری	95
رشوت لینا اور دینا	98
کسی کی زمین ناجائز ہتھیا لینا	100
سفارش کے عوض تحفہ قبول کرنا	101
ملازم سے کام تو پورا لینا مگر اس کی اجرت پوری ادا نہ کرنا	103
اولاد کے ساتھ برابری کا برتاؤ نہ کرنا	106
بلا ضرورت لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا	108

Marfat.com

110	لوگوں سے ادا نہ کرنے کی نیت وارادے سے قرض لینا	۞
112	حرام کھانا	۞
113	شراب نوشی خواہ ایک قطرہ ہی کیوں نہ ہو	۞
117	سونے اور چاندی کے برتن استعمال کرنا اوران میں کھانا	۞
118	جھوٹی گواہی	۞
121	گانے اور موسیقی سننا	۞
123	غیبت	۞
125	چغلی	۞
126	لوگوں کے گھروں میں بلا اجازت جھانکنا	۞
128	دو آدمیوں کا آپس میں سرگوشی کرنا تیسرے شخص کو شامل کئے بغیر	۞
129	ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانا	۞
131	مردوں کا سونے کا زیور پہننا، کسی بھی صورت میں	۞
132	عورتوں کا چھوٹے، باریک اور تنگ کپڑے پہننا	۞
134	مردوں یا عورتوں کا اپنے بالوں کے ساتھ مصنوعی بال جوڑنا	۞
135	مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنا	۞
137	بالوں میں سیاہ خضاب لگانا	۞

Marfat.com

۞	کپڑوں، دیواروں اور کاغذوں وغیرہ میں ذی روح چیزوں کی تصویریں بنانا	138
۞	خواب بیان کرنے میں جھوٹ بولنا	142
۞	قبر پر بیٹھنا، قبر کو روندنا، اور قبرستان میں قضائے حاجت کرنا	143
۞	پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا	145
۞	لوگوں کی باتیں سننے کی کوشش کرنا حالانکہ وہ اسے ناپسند سمجھتے ہیں	146
۞	پڑوسیوں سے بدسلوکی	147
۞	وصیت میں نقصان پہنچانا	150
۞	نردچوسر کا کھیل	151
۞	مؤمن پر لعنت کرنا اور اس شخص پر لعنت کرنا جو لعنت کا مستحق نہ ہو	151
۞	نوحہ کرنا	152
۞	چہرے کو مارنا، اور چہرے کو داغنا	153
۞	تین دن سے زیادہ کسی مسلمان کو بلا عذر شرعی چھوڑ دینا	155

۞۞۞

Marfat.com

مقدمہ از مترجم

ان الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ، ونستغفرہ ، ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات أعمالنا ، من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ، ومن یضلل فلا ھادی لہ ، وأشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ ، وأشھد أن محمدا عبدہ ورسولہ۔

[يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ] [1]

[يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا] [2]

[يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا] [3]

أما بعد: فان أصدق الحدیث کتاب اللہ ، وأحسن الھدی ھدی محمد ﷺ ، وشر الامور محدثاتھا ، وکل محدثۃ بدعۃ ، وکل بدعۃ ضلالۃ ، وکل ضلالۃ فی النار۔

زیرِ نظر مختصر مگر انتہائی جامع رسالے کا موضوع بیانِ محرمات ہے، یہاں محرمات سے مراد وہ امور ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ یا اسکے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے، جن سے بچاؤ از حد ضروری ہے؛ کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ شریعت جن چیزوں کو حرام قرار دیتی ہے تو اس کی وجہ ان کا خبیث

---

[1] سورۂ آل عمران:102۔

[2] سورۂ نساء:1۔

[3] سورۂ احزاب:70-71۔

Marfat.com

ہونا ہے؛ لقولہ تعالیٰ:

[وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ][1]

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر طیب چیز کی حلت، اور ہر خبیث چیز کی حرمت بیان فرماتے ہیں۔
اس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ ہر وہ چیز جو حرام کی گئی ہے خبیث ہے، لہٰذا کسی بھی حرام کام کے ارتکاب کا معنی یہی ہوگا کہ ایک خبیث چیز اختیار کرلی گئی ہے، جس کی بظاہر خباثت کا شاید ہمیں علم نہ ہوسکے لیکن اللہ رب العزت جو اپنے تمام حلال وحرام امور کے اسرار کو جانتا ہے، اس شیٔ کے خُبث سے بخوبی واقف ہے، جس کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ اس امرِ محرم کا ارتکاب کرنے والے کو ایک خبیث شیٔ اپنانے کی وجہ سے دنیا یا آخرت یا دونوں جہانوں میں اپنے عذاب کا نشانہ بنادے۔
یہی وجہ ہے کہ شریعتِ اسلامیہ نے حلال وحرام امور کو واضح طور پر ذکر کرکے بندوں پر حجت تمام کردی ہے، چنانچہ صحیح بخاری ومسلم کی درج ذیل روایت ملاحظہ ہو:

[عن النعمان بن بشير رضى الله عنهما قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: الحلال بين والحرام بين، وبينهما مشتبهات لا يعلمهن كثير من الناس، فمن اتقى الشبهات استبرأ لدينه وعرضه، ومن وقع فى الشبهات وقع فى الحرام كالراع يرعى حول الحمى يوشك أن يوقع فيه، ألا وان لكل ملك حمى، ألا وان حمى الله محارمه ...][2]

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: [حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے، اور ان دونوں کے درمیان

---

[1] سورۂ اعراف: 157۔
[2] صحیح بخاری وصحیح مسلم، رقم الحدیث: ۴۰۹۵۔

Marfat.com

کچھ مشتبہ امور بھی ہیں جنہیں بیشتر لوگ نہیں جان پاتے، پس جو شخص ان مشتبہ امور کے ارتکاب سے اپنے آپ کو بچا گیا، اس نے اپنے دین اور عزت کو بچالیا، اور جو شخص ان مشتبہ امور میں پڑ گیا تو اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو اپنے مویشی اپنے کھیت کے کنارے چرتا ہوا چھوڑ دے، عین ممکن ہے کہ وہ مویشی (کنارے پر ہونے کی وجہ سے) پڑوسی کے کھیت میں گھس جائیں، خبردار! ہر بادشاہ کی ایک سرحد ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی زمین پر سرحد اسکے حرام کردہ امور ہیں......]

اس حدیث سے کئی مسائل اخذ ہوتے ہیں، ایک مسئلہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حلال اور حرام امور کو الگ الگ، کھول کھول کے بیان فرمادیا ہے، جس کی حکمت یہ ہے کہ جو امور خالقِ کائنات نے حلال بیان فرمائے ہیں انہیں دل وجان سے قبول کیا جائے اور اپنایا جائے؛ کیونکہ وہ سب کے سب طیب ہیں۔ اور جو امور اللہ رب العزت نے حرام بیان فرمائے ان سے یکسر اجتناب کیا جائے؛ کیونکہ وہ سب خبیث ہیں۔

اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ حلال وحرام کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں جن کے حکم سے اکثر لوگ ناآشنا ہوتے ہیں، تقویٰ اور ورع کا تقاضا یہ ہے کہ ان امور سے بھی پوری طرح کنارہ کیا جائے؛ کیونکہ ان امور کا ارتکاب بندے کو حرامِ بیّن میں داخل کردیتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث میں مذکور مثال سے یہ نکتہ سمجھایا ہے۔

اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ زمین پہ اللہ تعالیٰ کی سرحدیں وہ امور ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دے دیا ہے، یہ بات نہایت زبردست وعید اور تنبیہ کی حامل ہے، چنانچہ زمین کے بادشاہوں کی اپنی اپنی سلطنتوں کی طے شدہ حدود ہوتی ہیں، اگر کوئی بادشاہ کسی دوسرے بادشاہ کی سرحد عبور کرکے بلا اجازت اس کی مملکت میں داخل ہوجائے یا کسی طور اس کی حد بندی

Marfat.com

میں تجاوز کا مرتکب ہو جائے، تو اس بادشاہ کو اسے سزا دینے یا اس سے جنگ کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔ واضح ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے کی بھی حدود ہیں، ان حدود کی مخالفت کرنے والا یا تجاوز کرنے والا کس قدر اس احکم الحاکمین کے غیظ وغضب کا نشانہ بنے گا؟

اللہ تعالیٰ کی حدود کیا ہیں؟ وہ امور جنہیں اس ذات نے حرام قرار دے دیا۔

یہی وجہ ہے کہ دنیا کے بادشاہوں کی سرحدوں سے تجاوز کرنے والے درحقیقت ان کی غیرت کو للکارتے اور چیلنج کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرنے والا یعنی محرمات کا ارتکاب کرنے والا بھی اس ذات کی غیرت کو للکارتا ہے۔

عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال: [ما من أحد أغير من الله، من أجل ذلك حرم الفواحش . . .][1]

عن ابي هريرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ أنه قال: [ان الله يغار وغيرة الله أن يأتي المؤمن ما حرم الله][2]

ترجمہ: [عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے بڑا غیرت والا کوئی نہیں، اسی لیئے اس نے فواحش کو حرام کر دیا ہے۔]

ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے، اور یہ غیرت اس وقت آتی ہے جب بندۂ مؤمن اللہ تعالیٰ کے کسی حرام کردہ کام کا ارتکاب کر بیٹھے]

مذکورہ دونوں حدیثوں سے بہت سی باتیں معلوم ہوئیں: ایک یہ کے غیرت میں آنا اللہ تعالیٰ کی صفات میں شامل ہے، دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا باغیرت ہے، اس جملہ کی تہہ میں

---

[1] صحیح بخاری، کتاب النکاح، 5220۔

[2] صحیح بخاری: 5223۔

Marfat.com

بڑی خوفناک وعید ہے، اور وہ اس طرح کہ انسانوں کے اندر بھی غیرت کی حس موجود ہے، اگر کسی انسان کی غیرت کو للکارا جائے تو وہ کس قدر غضبناک ہوجاتا ہے؟......اللہ رب العزت تو سب سے بڑا صاحبِ غیرت ہے، اس کی غیرت کو للکارنے والا اس کے کس قدر غضب اور عذابِ الیم کا نشانہ بنے گا......غور کیجئے۔

اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کا مظہر کیا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کی غیرت کو کیسے للکارا جاتا ہے؟ ان دونوں سوالوں کا جواب مذکورہ دونوں حدیثوں میں موجود ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کا مظہر، علامت اور پہچان قرآن وحدیث کے وہ نصوص ہیں جن میں حرام امور کا ذکر ہے، وہ تمام امور خبیث ہیں، فحش ہیں، اللہ تعالیٰ کی غیرت ان تمام امور کے حرام کرنے کی متقاضی ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انہیں حرام کردیا۔

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کے اللہ تعالیٰ کی غیرت کو وہ بندہ للکارتا ہے جو اس پر ایمان لانے کے باوجود اس کے حرام کردہ امور کا ارتکاب کرے۔

یہی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیرت کو بھی ابھارنے کا سبب تھی، چنانچہ صحیح بخاری ومسلم میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے یہ حدیث موجود ہے:

[...ما انتقم رسول الله ﷺ لنفسه فی شئ یؤتی إلیه ینتهك من حرمات الله فینتقم لله][1]

ترجمہ: [اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی شخص کتنا بھی دکھ دیتا آپ اپنی ذات کیلئے کوئی انتقام نہ لیتے، لیکن جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے کسی امرِ محرم کا ارتکاب کرکے اللہ تعالیٰ کی حد کو پامال کرنے کی کوشش کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (شدتِ غضب کی بناء پر) اللہ تعالیٰ کیلئے اس سے ضرور انتقام لیتے]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الحدود، رقم: ۶۸۵۳۔

Marfat.com

کسی بھی امرِ محرم کا ارتکاب کتنا شدید گناہ ہے اس کا اندازہ درج ذیل دو حدیثوں سے لگا لیا جائے:

عن عائشة رضی الله عنها أنها قالت: قال رسول الله ﷺ: [ستة لعنتهم، لعنهم الله وكل نبی كان: الزائد فی كتاب الله، والمكذب بقدر الله، والمتسلط بالجبروت ليعز بذلك من أذل الله، ويذل من أعز الله، والمستحل لحرم الله، والمستحل من عترتی ما حرم الله، والتارك لسنتی][1]

ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [چھ قسم کے انسانوں پر اللہ تعالیٰ کی، میری اور مجھ سے قبل ہر نبی کی لعنت ہے: ایک اللہ تعالیٰ کی شریعت میں اضافہ کرنے والا، دوسرا اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلانے والا، تیسرا قہر و جبر سے تسلط حاصل کرنے والا تا کہ اس تسلط کے ذریعے ان لوگوں کو عزت دے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے اور ان لوگوں کو ذلیل کر دے جنہیں اللہ تعالیٰ نے عزت عطا فرمائی ہے، چوتھا اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ امور کو حلال کرنے والا، پانچواں میرے خاندان میں سے کسی کی عزت و حرمت پر ہاتھ ڈالنے والا، چھٹا میری کسی سنت کو ترک کر دینے والا] (اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے نیز امام حاکم نے مستدرک میں روایت کر کے اسے صحیح الاسناد کہا ہے، امام ذھبی نے اس پر موافقت فرمائی ہے)۔

اس حدیث میں وہ چھ افراد مذکور ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیز تمام انبیاء و مرسلین کی زبانوں پر ملعون ہیں، ان میں سے ایک وہ شخص بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال سمجھنے والا ہو، واضح ہو کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء میں سے کسی شئ کو محض عملاً اختیار کرے تو یہ فسق و فجور ہے اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال قرار دینے کا عقیدہ رکھتا ہو تو یہ کفر ہے۔

(اعاذنا الله من الفسق والفجور والكفر)۔

---

[1] جامع ترمذی، کتاب القدر، ۲۱۵۴۔

Marfat.com

دوسری حدیث:

عن ثوبان عن النبی ﷺ أنه قال: [لأعلمن أقواما من أمتی یأتون یوم القیامة بحسنات أمثال جبال تهامة بیضاء، فیجعلها الله عزوجل هباء منثورا قال ثوبان: یارسول الله ﷺ، صفهم لنا، جلهم لنا أن لانکون منهم ونحن لانعلم۔ قال :أما إنهم إخوانکم ومن جلد تکم،ویأخذ ون من اللیل کماتأخذون، ولکنهم أقوام إذا خلوا بمحارم الله انتهکوها]

ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:[میں اپنی اُمت کے کچھ لوگوں کو جانتا ہوں جو قیامت کے دن تہامہ پہاڑوں کی طرح بڑی بڑی چمکدار نیکیاں لائیں گے،مگر اللہ رب العزت انہیں غبار بنا کے اڑا دے گا،ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ہمیں ان لوگوں کی صفات سے آگاہ فرمایئے،کہیں لاعلمی میں ہم ان میں شامل نہ ہوجائیں،تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ تمہارے ہی بھائی بند ہونگے اور تمہاری طرح شب بیدار بھی ہونگے ،لیکن جونہی تنہائی میں انہیں کوئی موقع ہاتھ آیگا تو وہ گناہوں کا ارتکاب کرکے اللہ تعالیٰ کی حدوں کو پامال کردینگے](اس حدیث کوامام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اورامام منذری نے الترغیب والترھیب میں بسندِ صحیح روایت کیا ہے،شیخ البانی نے الصحیحۃ میں اس حدیث کوصحیح اوراس کے تمام رواۃ کوثقہ قرار دیا ہے، دیکھیے(۲/۱۸)رقم(۵۰۵)

اس حدیث میں ارتکابِ محرمات کی نہایت شدید وعید وارد ہوئی ہے،بالخصوص وہ شخص جو لوگوں میں نیک مشہور ہو،حتی کہ تہجد کا اہتمام کرنے والا بھی ہو،لیکن تنہائی میسر آتے ہی گناہوں کا ارتکاب شروع کردے۔ایک اور حدیث ملاحظہ ہو:

Marfat.com

عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه أنه قال :[قال رسول الله ﷺ ان الله لم يحرم حرمة الا وقد علم أنه سيطلعها منكم مطلع، ألا وانی آخذ بحجزكم أن تهافتوا فی النار كتهافت الفراش أو الذباب]

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [اللہ تعالیٰ نے جس کسی چیز کو حرام قرار دیا تو اسے یہ بات معلوم تھی کہ تم میں سے کوئی نہ کوئی شخص اس کا ضرور ارتکاب کرے گا، خبردار! میں تو تمہیں تمہاری پشتوں سے پکڑ کر کھینچ رہا ہوں، مبادہ تم آگ پر منڈلانے والے پروانوں کی طرح آگ میں نہ گر جاؤ] (مسند احمد (۱/ ۳۹۰) حافظ احمد شاکر نے اس حدیث کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محرمات کا ارتکاب کرنے والا پروانے کی مانند آگ پر منڈلا رہا ہے، اگر اسے بچایا نہ گیا یعنی محرمات کی حرمتوں اور وعیدوں سے آگاہ کر کے اسے ان سے باز نہ کیا گیا تو وہ پروانوں کی طرح بالآخر آگ کا نشانہ بن جائے گا (نعوذ باللہ من النار وما قرب إليها من قول وعمل)

واضح ہو کہ جس طرح وقوعِ محرمات پر شدید ترین وعیدیں وارد ہوئی ہیں، اسی طرح اس بندے کیلئے جو محرمات ومنہیات سے اپنے آپ کو بچا کر رکھتا ہے بڑی بڑی خوشخبریاں ذکر ہوئی ہیں۔

محرمات سے بچاؤ کی صورت یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ ہر امر کو حرام سمجھے اور حلال کردہ ہر امر کو حلال سمجھے، اس کے بعد حلال امور کو اپنانے اور حرام سے اجتناب کرنے پر پوری توجہ مرکوز رکھے۔

عن جابر رضی الله عنه قال اتی النبی ﷺ النعمان بن قوقل فقال: ارسول الله ﷺ ! أرأيت اذا صليت المكتوبة وحرمت الحرام وأحللت

Marfat.com

الحلال أأدخل الجنة ؟فقال النبی ﷺ : [نعم]

ترجمہ: جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نعمان بن قوقل نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ اگر میں فرض نمازیں ادا کرتا رہوں اور اللہ تعالیٰ کے حرام کو حرام جانوں، اور اللہ تعالیٰ کے حلال کو حلال جانوں تو کیا میں جنت میں داخل ہوسکتا ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [ہاں] (اس حدیث کو امام مسلم نے کتاب الایمان میں روایت فرمایا ہے، جب کہ صحیح مسلم ہی کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ نعمان بن قوقل نے نبی ﷺ سے یہ بھی کہا: ''ولم أزد علی ذلك شیئًا'' یعنی اس کے علاوہ اور کچھ نہ کروں)

مسند احمد میں عبداللہ بن حبشی الخثعمی رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے، جس میں نبی ﷺ سے کچھ سوالات کیئے گئے اور آپ ﷺ نے ان کے جوابات دیئے، ایک سوال یہ بھی تھا '' فأی الھجرۃ أفضل ؟'' یعنی کون سی ہجرت سب سے افضل ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: [من ھجر ما حرم اللہ علیہ] یعنی [سب سے افضل مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ تمام اشیاء چھوڑ دے]

ان احادیث میں اس شخص کی فضیلت ومنقبت مذکور ہے جو اللہ تعالیٰ کے حرام کو حرام سمجھتا ہوا عملی طور پر اس سے پوری طرح کنارہ کشی اختیار کرلے، اس عظیم الشان تورع کو افضل ترین ہجرت قرار دیا گیا ہے، جبکہ ہجرت کا عام سا ثواب یہ ہے کہ اس سے تمام صغیرہ وکبیرہ گناہ مٹ جاتے ہیں [ان الھجرۃ تھدم ما کان قبلھا ... الحدیث] [1]

ہم آخر میں اولاً اپنے آپ کو اور پھر اپنے تمام قارئین کو ذنوب ومعاصی کی خطورت وہولناکی سے ڈراتے ہیں، اور ورع وتقویٰ کی زندگی بسر کرنے کی نصیحت کرتے ہیں، گناہ صرف آخرت ہی

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، مسند احمد۔

Marfat.com

نہیں بلکہ دنیا میں بھی انفرادی واجتماعی ہلاکتوں اور بربادیوں کا سبب بن سکتا ہے۔

آدم علیہ السلام کو جنات النعیم سے کس چیز نے نکالا؟ اور ایک ایسے گھر میں جو مستقل مصائب ومشاکل کی آماجگاہ ہے کس چیز نے پہنچایا؟ کیا وہ ایک اور صرف ایک معصیت نہیں تھی؟

ابلیس جو ملائکہ کے ساتھ ملکوتِ سماوی میں سکونت پذیر تھا، کس وجہ سے مطرود وملعون ہو کر راندۂ روزگار ہو گیا؟ اس کا ظاہر و باطن کیوں مسخ کر دیا گیا اور اسکی شکل کو قبیح ترین سانچہ میں ڈھال دیا گیا؟ رحمت کی جگہ لعنت، قرب کی جگہ بعد اور جنت کی جگہ جہنم کیوں اس کا مقدر بن گیا؟

نوح علیہ السلام کے دور میں ساکنانِ کرۂ ارضی کو کیوں غرق کر دیا گیا کہ گنتی کے چند افراد کے سوا کوئی باقی نہ بچا؟ اور اللہ تعالیٰ کے غضب کا عالم یہ تھا کہ طوفان کا پانی پہاڑوں کی چوٹیوں سے بھی اوپر جا چکا تھا۔ قومِ عاد پر تباہ کن ہوا کیوں مسلط کی گئی، حتیٰ کہ ان کے بھاری بھرکم اور طویل وعریض جثے کھجوروں کے تنوں کی مانند مردار ہو کر زمین پر بکھرے پڑے تھے اور صورتِ حال یہ تھی کہ یہ طوفانی ہوا جہاں سے گزرتی ہر چیز کو مسمار کرتی جاتی، ان کے بلند وبالا مکانات، باغات اور مویشی تباہ وبرباد ہو کر آنے والی امتوں کیلئے نشانِ عبرت بن گئے۔

قومِ ثمود پر انتہائی خطرناک چیخ کس وجہ سے مسلط کی گئی؟ جس کی خطورت کا عالم یہ تھا کہ وہ چیخ جس کی سماعت سے ٹکرائی اس کا دل چھلنی ہو گیا اور یوں پوری قوم موت کی وادی میں دھکیل دی گئی۔

قومِ لوط کی پوری بستی کو کون سی چیز آسمان کی بلندیوں تک لے گئی، حتیٰ کہ آسمان کے فرشتوں نے ان کے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنیں؟ پھر اتنی بلندی سے ان کی بستی کو الٹا کر زمین پر پھینک دیا گیا اور پوری قوم کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا گیا۔

قومِ شعیب پر سائے کی مانند، عذاب بھرے بادل چھوڑے جانے کا سبب کیا تھا؟ حتیٰ کہ جب وہ قوم اس بادل کے نیچے بارش کی غرض سے جمع ہو گئی تو عذابِ الیم کا قہر برسا کر پوری قوم کو

Marfat.com

اس طرح خاکستر کر دیا گیا کہ ان کا نام ونشان تک نہ باقی بچا۔

فرعون اور قومِ فرعون کو بحرِ مواج میں غرق کر کے ان کی روحوں کو دوزخ کے عذابِ مھین میں جھونکنے والی چیز کیا تھی؟ قارون اور اسکے اہل، مال اور گھر کس بناء پر زمین میں دھنسا دیئے گئے؟

نوح علیہ السلام کے بعد آنے والی متعدد قوموں کی بربادیوں پر مشتمل داستانوں کا بنیادی نکتہ کیا تھا؟

بنی اسرائیل پر ایک طاقتور قوم، جس نے ان کے گھروں میں گھس کر مردوں کو قتل اور بچوں اور عورتوں کو قید کر کے نوکر اور باندیاں بنانے کی نوبت کیوں آئی؟ ان کے گھر کیوں جلا دیئے گئے اور انکے مال مویشی کیوں لوٹ لیئے گئے؟ بربادی کی یہ داستان دوبارہ دہرائی گئی، کیوں؟

ان تمام ہلاکتوں، تباہیوں اور بربادیوں کا ایک ہی محرک ہے، اور وہ ان قوموں کا اپنے اپنے نبیوں کی خیرخواہانہ دعوت سے انحراف کر کے مختلف گناہوں اور معصیتوں میں مبتلا ہونا تھا

(انتہیٰ ملخصا من کلام العلامۃ ابن القیم رحمہ اللہ)

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی مایہ ناز تالیف ''الجواب الکافی لمن سئل عن الدواء الشافی'' میں گناہوں کے انفرادی واجتماعی نقصانات کی ایک طویل فہرست پیش فرمائی ہے، ہم اپنے تمام بھائیوں کو اس کتاب کے مطالعہ کی نصیحت کرتے ہیں، ہماری یہ خواہش ہے کہ اس عظیم کتاب کی تلخیص وترجمہ پیش کیا جائے (والتوفیق بید اللہ تعالیٰ) یہاں اس مختصر سے مقدمہ میں ہم حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کے گناہوں کے ذکر کردہ بعض نقصانات چند جملوں کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔

گناہ سب سے بڑا مرض اور ہلاکت کا سب سے قریبی راستہ ہے، گناہوں پر اصرار بندے کی حیاء ختم کر دیتا ہے، گناہگار اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہائی حقیر اور ذلیل بن جاتا ہے، گناہ کی

Marfat.com

نحوست سے انسان خود، اس کی اولاد، اس کا مال، حیوانات ونباتات غرضیکہ ہر چیز متاثر ہوتی ہے، گناہ بالآخر معاشرہ میں ذلت کا باعث بن جاتا ہے، گناہ کے ارتکاب سے عقل وحفظ فاسد ہوجاتے ہیں، گناہ دل کو اندھا کردیتا ہے، گناہ مؤجبِ لعنتِ پروردگار ہے، گناہ کے بہ سبب بر وبحر اور کائنات کی دیگر چیزوں میں فساد رونما ہوتا ہے، گناہ قلبِ انسانی سے غیرت کی حرارت بجھا کر انسان کو بے غیرت بنادیتا ہے، گناہ انسان کو کمزور کردیتا ہے جس کے نتیجہ میں اسکا دشمن طاقتور ہوکر اس پر غلبہ پالیتا ہے، گناہ نعمتوں کے زوال کا سبب بن جاتا ہے، گناہ بندے کے دل کو خوف اور وحشت سے بھر دیتا ہے، گناہ کے ارتکاب سے بندہ اللہ تعالیٰ اور اسکی مخلوق کے سامنے اپنی عزت وکرامت کھودیتا ہے، گناہ سے زمین کی برکتیں مٹ جاتی ہیں، گناہ بندے کو درکاتِ جہنم میں دھکیل دیتا ہے، گناہ نفس کی خباثت اور بصیرتِ قلب کے اندھے پن کا باعث ہے، وغیرہ وغیرہ۔

گناہ کی ان قباحتوں اور شناعتوں کے پیشِ نظر ضروری تھا کہ کوئی ایسی مختصر سی دستاویز مہیا کی جائے جس میں جامعیت کے ساتھ مہلک گناہوں کا تعارف ہو، اس کیلئے فضیلۃ الشیخ محمد صالح المنجد حفظہ اللہ کا رسالہ بنام ''محرمات استہان بها الناس يجب الحذر منها'' ہماری نظروں سے گزرا، ہم نے اسے انتہائی مختصر، جامع اور اپنے مقصود کے مطابق پایا، بحمد اللہ چند مجالس میں ترجمہ کی تکمیل ہوگئی، ہم اپنے تمام بھائیوں کو اس کے مطالعہ کی دعوت دینگے تاکہ وہ معصیتوں سے متعارف ہوسکیں اور یوں بچاؤ ممکن ہوسکے۔ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امورِ خیر کی بابت پوچھتے، جبکہ میں امورِ شر کا سوال کرتا تاکہ شر سے متعارف ہوکر بچ سکوں۔ امیر عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اہلِ اسلام وقت کی جاہلیت کو نہ پہچانیں تو اسلام ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم پر حلال وحرام کا فرق واضح فرمادے، پھر

Marfat.com

مشتبہات کا فہم عطا فرمادے، پھر اختیارِ حلال اور اجتنابِ محرمات ومشتبہات کی توفیق عطا فرمادے، اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی حیاتِ طیبہ بسر کرنے کی توفیق عطا فرمادے جو ورع، تقویٰ اور زہد سے بھرپور ہو۔

اللہ رب العزت اس انتہائی نافع رسالہ کے مؤلف، مترجم اور جملہ عاملین ومساہمین کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس رسالہ کی تیاری وطباعت کی اس نیکی کو سب کا ذخیرہ آخرت بنادے۔

انه قريب سميع مجيبللدعوات ،وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين

وکتب ذلک/عبداللہ ناصر الرحمانی عفا اللہ عنہ

مدیر: مكتبة عبدالله بن سلام لترجمة كتب الإسلام فرع

20 رجب 1425ھ

۱۱۵۲۸۹

Marfat.com

مقدمہ

إن الحمدلله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئآت اعما لنا منيهد ہ الله فلا مضل له ومن يضلل فلا ھادی له اشهد ان لا اله الا الله وحدہلاشریك له وا شهد ان محمدا عبدہ ورسوله۔

أما بعد:

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے کچھ امور فرض کر دیئے ہیں جنہیں ضائع کر دینا جائز نہیں ہے، جبکہ کچھ حدود بیان فرمادیں جن سے تجاوز کرنا جائز نہیں ہے اور کچھ چیزوں کو حرام قرار دے دیا جنہیں پامال کرنا جائز نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

[مَا أَحَلَّ اللهُ فِيْ كِتَابِهٖ فَهُوَ حَلَالٌ وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَافِيَةٌ فَاقْبَلُوْا مِنَ اللهِ الْعَافِيَةَ ،فَإِنَّ اللهَ لَمْ يَكُنْ نَسِيًّا ، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الآيَةَ {وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيّاً}][1]

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جن چیزوں کو حلال کہا ہے وہ حلال ہیں اور جن چیزوں کو حرام کہا ہے وہ حرام ہیں اور جن چیزوں سے متعلق خاموشی اختیار فرمائی وہ عافیت ورخصت کے زمرہ میں ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی طرف سے عافیت قبول کرلو اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ بھولنے والا نہیں (یعنی اس کا بعض چیزوں کے متعلق خاموشی اختیار کرنا بھولنے کی وجہ سے نہیں ہے) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی: ترجمہ: (اور نہیں ہے تیرا رب بھولنے والا۔)

[1] مستدرک حاکم: 2/ 375، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء درحقیقت اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں۔

[تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا][1]

ترجمہ: (یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں لہٰذا تم (ان کی حرمتوں کی پاسداری کرتے ہوئے) ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔)

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو زبردست ڈانٹ پلائی جو اس کی حدود کو پامال کرتے ہیں، چنانچہ فرمایا:

[وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾][2]

ترجمہ: (جو شخص اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے گا اور اس کی (مقرر کردہ) حدوں سے تجاوز کرے گا، اسے اللہ تعالیٰ جہنم میں داخل کرے گا، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے رسواکن عذاب ہوگا)

اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء سے بچنا واجب ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

[مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوْهُ وَمَا اَمَرْتُكُمْ بِهٖ فَافْعَلُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ][3]

(یعنی میں تمہیں جس چیز سے روکتا ہوں اس سے بچ جاؤ اور جو حکم دیتا ہوں اسے جس قدر استطاعت ہو اختیار کرو)

اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ کچھ خواہشاتِ نفس کے پیروکار، کمزور طبیعت کے مالک، بہت تھوڑی سمجھ بوجھ رکھنے والے حضرات جب مسلسل اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کا بیان سنتے ہیں تو بگڑ

---

[1] سورۂ بقرہ: 187۔

[2] سورۂ نساء: 14۔

[3] مسلم: کتاب الفضائل: باب توقیرہ وترک اکثار سوالہ عما لا ضرورۃ الیہ۔

Marfat.com

جاتے ہیں اوران کے مزاج میں بڑا تکدر آجاتا ہے اوراس قسم کے جملے کسنا شروع کردیتے ہیں۔

''کیا ہر چیز حرام ہے؟'' ''تم نے ہر چیز حرام کر چھوڑی ہے'' ''تم نے تو ہماری زندگی اجیرن کررکھی ہے'' ''ہمار یعیش کو گدلا اور ہمارے سینوں کو تنگ کردیا ہے'' ''تمہارے پاس حرام وتحریم کے علاوہ کوئی موضوع ہی نہیں'' ''دین بڑا آسان ہے'' ''دین میں بڑی کشادگی اوروسعت ہے'' ''اللہ بڑا غفور رحیم ہے'' ان لوگوں کی اس قسم کی زبانوں کا جواب دیتے ہوئے ہم کہتے ہیں : بلاشبہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے، اس کے فیصلوں کو کوئی چیلنج نہیں کرسکتا وہ بڑا ہی حکمت والا اور انتہائی باخبر ہے، جس چیز کو چاہتا ہے حلال فرماتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے حرام کردیتا ہے ۔جب کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہماری غلامی اور عبودیت کا قاعدہ وتقاضہ یہی ہے کہ ہم اس کے ہر حکم کو پوری رضا کے ساتھ مکمل تسلیم وقبول کرلیں ۔اللہ تعالیٰ کے تمام احکام اس کے علم ،حکمت اور عدل سے صادر ہوتے ہیں، وہ احکام نہ تو بے کار وعبث ہیں اور نہ ہی کھیل تماشہ۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾] [1]

ترجمہ:(اورآپ کے رب کا کلام سچائی اور انصاف کے اعتبار سے کامل ہے، اس کے فرامین کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے اور وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے)

ہاں اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ ضابطہ فراہم فرمادیا جس پر حلّت اور حرمت کا دارومدار ہے۔

چنانچہ فرمایا:

[وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰۗىِٕثَ] [2]

ترجمہ:(اور وہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور

---

[1] سورۂ انعام:115۔

[2] سورۂ اعراف:157۔

Marfat.com

خبیث اور گندی چیزوں کو حرام بتاتے ہیں)

اب یہ بات بخوبی جان لیجئے کہ پاکیزہ چیز حلال ہے اور ہر خبیث چیز حرام ہے۔ اور حلال یا حرام کرنا صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے، جو اس حق کا اپنی ذات کے لئے دعویدار ہو یا کسی شخص میں یہ عقیدہ رکھے وہ کافر ہے، اس کا کفر سب سے بڑا اور ملت سے خارج کردینے والا ہے۔

[اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ][1]

ترجمہ: (کیا ان لوگوں کے ایسے شریک ہے جنہوں نے ان کے لئے ایسا دین مقرر کردیا ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی ہے)

تو پھر حلال وحرام جیسے اہم مسئلہ میں گفتگو کرنے کی گنجائش صرف انہی علماء کے لئے بچتی ہے جو کتاب وسنت کا صحیح فہم وادراک رکھنے والے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بلا علم حلال وحرام بیان کرنے والوں کے لئے زبردست ممانعت ووعید وارد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ][2]

ترجمہ: (جو جھوٹ تمہاری زبانوں پر آجائے اس کی بناء پر ایسا نہ کہا کرو کہ یہ چیز حلال ہے اور یہ حرام ہے، کہ تم اللہ پر جھوٹ و بہتان باندھنے لگو۔)

اللہ تعالیٰ کی قطعی حرام کردہ اشیاء قرآن وحدیث میں مذکور ہیں۔ مثلاً: قرآن پاک سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

---

[1] سورۂ شوریٰ:21۔

[2] سورۂ نحل:116۔

Marfat.com

[قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَـقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِىْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝][1]

ترجمہ: (آپ کہیے کہ آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرما دیا ہے، وہ یہ ہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اور اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل مت کرو۔ ہم تم کو اور ان کو رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤ خواہ وہ علانیہ ہوں خواہ پوشیدہ، اور جس کا خون کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اس کو قتل مت کرو، ہاں مگر حق کے ساتھ، اس کا تم کو تاکیدی حکم دیا جاتا ہے تاکہ تم سمجھو۔ اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو کہ مستحسن ہے یہاں تک کہ وہ اپنے سنِ رشد کو پہنچ جائے اور ناپ تول پوری پوری کرو، انصاف کے ساتھ، ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے، اور جب تم بات کرو تو انصاف کرو، گو وہ شخص قرابت دار ہی ہو اور اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا اس کو پورا کرو، ان کا اللہ تعالیٰ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم یاد رکھو، اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے سو اس راہ پہ چلو اور دوسری راہوں پر مت

[1] سورۂ انعام: 151-153۔

Marfat.com

چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگاری اختیار کرو۔)

اسی طرح احادیث میں بہت سے محرمات کا ذکر ہے۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان:

[إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ] [1]

ترجمہ: (بے شک اللہ تعالیٰ نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی تجارت حرام کر دی ہے)

نیز نبی ﷺ کا فرمان ہے:

[إِنَّ اللّٰهَ إِذَا حَرَّمَ شَيْئًا حَرَّمَ ثَمَنَهُ] [2]

ترجمہ: (بے شک اللہ تعالیٰ کسی چیز کو حرام کرتا ہے تو اس کی قیمت بھی حرام کر دیتا ہے)

قرآن مجید کے بعض نصوص مخصوص قسم کی محرمات پر مشتمل ہوتے ہیں، مثلاً کھانے پینے کی اشیاء میں حرام چیزوں کا ذکر یوں فرمایا:

[حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَآ أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ] [3]

ترجمہ: (تم پر حرام کر دیا گیا مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور (ہر وہ چیز) جس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے اور وہ جانور جو گلا گھٹ کر یا چوٹ کھا کر یا بلندی سے گر کر یا کسی جانور کے سینگ مارنے سے مر گیا ہو اور جسے کسی درندے نے پھاڑ کھایا ہو، (ان میں سے) سوائے اس کے جسے تم

---

[1] ابوداؤد: کتاب البیوع: باب فی ثمن الخمر والمیتة۔
[2] دارقطنی: 3/7، حدیث صحیح ہے۔
[3] سورۂ مائدہ: 3۔

Marfat.com

نے (مرنے سے پہلے) ذبح کرلیا ہو اور وہ (جانور بھی تم پر حرام کر دیا گیا) جسے کسی آستانے پر ذبح کیا گیا ہو اور یہ (بھی تم پر حرام کر دیا گیا) کہ فال کے تیروں سے قسمت کا حال معلوم کرو)

نکاح کے تعلق سے محرمات کا ذکر یوں فرمایا:

[حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَأَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْأَخِ وَبَنٰتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوٰتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ][1]

ترجمہ: (تم پر حرام کر دی گئی ہیں تمہاری مائیں، تمہاری بیٹیاں، تمہاری بہنیں، تمہاری پھوپھیاں، تمہاری خالائیں، تمہاری بھتیجیاں، تمہاری بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو اور تمہاری رضاعی (دودھ شریک) بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں......)

کسبِ معاش کے تعلق سے محرمات کا ذکر یوں فرمایا:

[وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا][2]

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال قرار دیا ہے اور سود کو حرام......)

الغرض اللہ تعالیٰ جو اپنے بندوں کے ساتھ بے حد رحیم و کریم ہے اس نے ہمارے لئے اتنی پاک چیزیں حلال کر رکھی ہے کہ انہیں کثرت اور تنوع کی وجہ سے احاطہ شمار میں لانا ناممکن ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حلال چیزوں کو نہیں گنا، کیونکہ وہ بہت زیادہ اور ناقابلِ شمار ہیں، البتہ حرام چیزوں کو گن دیا کیونکہ وہ کم ہونے کے باعث شمار میں لائی جاسکتی تھیں۔ اور حرام چیزوں کو شمار کرنے میں ایک یہ نکتہ بھی پنہاں ہے کہ ہم انہیں اچھی طرح پہچان لیں اور بچنے کی پوری پوری کوشش کرسکیں۔

---

[1] سورۂ نساء: ۲۳۔

[2] سورۂ بقرہ: ۲۷۵۔

Marfat.com

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ][1]

ترجمہ: (تحقیق اس نے وہ تمام چیزیں تمہارے لئے تفصیل سے بیان کردی ہیں جنہیں تم پر حرام کردیا گیا ہے، سوائے اس کے کہ (کوئی حرام چیز کھانے پر) تم بے حد مجبور ہوجاؤ......)

اس کے برعکس حلال اشیاء کی حلّت کا بصورتِ اجمال تذکرہ فرمایا:

[يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا][2]

ترجمہ: (اے لوگو! زمین میں موجود جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں کھاؤ)

یہ اللہ تعالیٰ کا کس قدر رحیمانہ فیصلہ ہے کہ اس نے تمام چیزوں میں اباحت اور حلت کو اصل قرار دیا ہے کہ جب تک کسی چیز کے حرام ہونے کی دلیل معلوم نہ ہوجائے وہ حلال شمار ہوگی، یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر عظیم مہربانی اور شفقت کا کھلا ثبوت ہے، لہٰذا ہم پر اس عظیم نعمتِ الٰہیہ کا شکرادا کرنا واجب ہے۔

کچھ لوگوں کا وتیرہ کچھ یوں ہے کہ جب وہ حرام اشیاء کی تعداد وتفصیل ملاحظہ کرتے ہیں تو احکامِ شرعیہ کے تعلق سے ان کے سینوں میں تنگی اور گھٹن پیدا ہونے لگتی ہے، یہ سب ان کے ضعفِ ایمان اور قلتِ فہم کا نتیجہ ہے۔ اس قماش کے لوگ کیا چاہتے ہیں کہ انہیں صرف انواع واقسام کی حلال اشیاء سے ہی آگاہ کیا جائے تاکہ وہ اس طرح دین کے آسان ہونے کی تشفی کرسکیں۔ کیا یہ لوگ صرف طیبات کی فہرست ہی ملاحظہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ اسطرح مطمئن رہیں کہ شریعت ان کی عیش وعشرت کو مکدر نہیں کرنا چاہتی؟ کیا یہ لوگ صرف اتنا سننا چاہتے ہیں کہ

---

[1] سورۂ انعام:۱۱۹۔

[2] سورۂ بقرہ:۱۶۸۔

Marfat.com

ذبح شدہ جانوروں مثلاً اونٹ، گائے، بکرا، خرگوش، ہرن، پہاڑی بکرا، مرغ، کبوتر، بطخ اور شتر مرغ کا گوشت حلال ہے۔ ٹڈی اور مچھلی بصورتِ مردار بھی حلال ہے۔ پھل، سبزیاں اور ہمہ اقسام دانے حلال ہیں۔ پانی، دودھ، شہد، تیل اور سرکہ حلال ہے۔ نمک، مرچ اور مصالحے حلال ہیں۔ لکڑی، لوہا، ریت، کنکر، پلاسٹک، شیشہ اور ربڑ میں سے ہر چیز کا استعمال حلال ہے۔

چوپایوں، گاڑیوں، ریلوں، سفینوں اور جہازوں میں سے ہر ایک کی سواری حلال ہے۔ ایئر کنڈیشنڈ، فریج، واشنگ مشین، ڈرائر مشین، اناج پیسنے، آٹا گوندھنے، قیمہ بنانے، جوس نکالنے کی مشینیں، نیز طب، انجینئرنگ، حساب، رصد وفلک اور کنسٹرکشن کے تمام آلات اور زمین سے پانی، تیل یا معدنیات نکالنے کی تمام مشنری اور تزیین و آرائش اور صفائی کے آلات اور کتابت وطباعت کی تمام مشینوں کا استعمال حلال ہے۔

سوتی، ریشمی، اونی، نائلون، پولسٹر، ہر قسم کا لباس اور جانوروں کے بال چمڑا اور اون وغیرہ حلال ہیں۔ نکاح، خرید وفروخت، کفالہ، حوالہ، اجارہ اور ہر قسم کے پیشے، مثلاً نجارہ (بڑھئی)، حدادہ (لوہار)، مشنری کی مرمت اور بکریاں چرانا وغیرہ حلال ہے۔

آپ فیصلہ کیجئے کہاں تک حلال اشیاء کو گنیں گے؟ اس شمار کی کوئی حد آسکتی ہے؟ تو پھر یہ قوم بات سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتی۔ (لامحالہ حرام اشیاء ہی بیان کی جائیں گی تاکہ ان کے ماسوا اشیاء کی حلت واضح ہو جائے اور ہر شئی کا اصل بھی حلت واباحت ہی ہے۔)

جو لوگ محرماتِ شرعیہ کا سننا پسند نہیں کرتے ان کا ایک بہانہ یہ ہے کہ دین تو بہت آسان ہے (تم لوگ حرام، حرام کہہ کے اسے مشکل نہ بناؤ) ایسے لوگوں سے گزارش ہے یقیناً دین آسان ہے، لیکن دین کے آسان ہونے کا جو مفہوم تم پیش کرتے ہو وہ باطل ہے، دین کے آسان ہونے کا یہ معنی نہیں ہے کہ لوگ اسے اپنی خواہشات وجذبات کے مطابق ڈھال لیں اور اسے آسانی کا نام دے دیں!!؟؟

Marfat.com

بلکہ یہ دین اپنے احکام ومسائل کے لحاظ سے آسان ہے......اس عظیم فرق کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ایک شخص محرماتِ شرعیہ کو یہ کہہ کر پامال کردے کہ دین بڑا آسان ہے تو اس کا یہ استدلال کتنا لغو، فضول اور باطل ہے۔دین واقعی آسان ہے لیکن رخصتوں اور آسانیوں کے اس پروگرام کے ساتھ جو شریعت نے پیش کیں ہیں۔

مثلاً: سفر میں نمازوں کو جمع کرنا، قصر کرنا، روزہ نہ رکھنا، مقیم کیلئے موزوں پر ایک دن ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن تین راتیں مسح کرنا، پانی کے استعمال میں کسی قسم کے مرض کا خوف ہو تو تیمم کرلینا۔مریض کا دو نمازیں جمع کرلینا، بارش کے نزول کی صورت میں نمازوں کا جمع کرلینا۔نکاح کا پیغام دینے والے کا اپنی منگیتر (جو کہ ایک اجنبی عورت ہے) کو دیکھنے کی اباحت واجازت، قسم کے کفارے میں اختیار دینا کہ خواہ غلام آزاد کرلو یا مسکینوں کو کھانا کھلاؤ یا لباس دے دو، اور اضطراری صورت میں مردار کھانے کی اجازت وغیرہ۔

یہ سب وہ رخصتیں ہیں جو شریعت سے ثابت ہیں اور دین کے آسان ہونے کا مظہر ہیں۔

محرمات کے سلسلے میں ہماری گزشتہ وضاحتوں کے ساتھ یہ بات بھی شامل کرلیجئے کہ ہر مسلمان کو بخوبی جان لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بعض چیزیں حرام فرمائی ہیں تو اس میں اس کی بہت سی حکمتیں پنہاں ہیں۔مثلاً اللہ رب العزت ان محرمات کے ذریعے بندوں کی آزمائش وابتلاء چاہتا ہے اور دیکھنا چاہتا ہے کہ میرے بندے محرمات کے تعلق سے میرے حکم کو کس حد تک قبول کرتے ہیں۔اور اہلِ جنت کی اہلِ جہنم سے تمیز اور نکھار کا ایک واضح طریق یہ بھی ہے کہ اہلِ جہنم شہواتِ نفس کے سمندر میں ڈوبے ہوتے ہیں، جبکہ جہنم انہی شہوات سے ڈھانپی گئی ہے۔اور اہلِ جنت کا شیوہ یہ ہے کہ وہ ان مکارہ پر صبر کرتے ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ کے اوامر پر عمل پیرا ہونے اور اس کے منہیات ومحرمات سے اجتناب کرنے کی صورت میں جو سختیاں پنہاں ہیں ان پر کمالِ صبر کا مظاہرہ کرتے

Marfat.com

ہیں)۔اور جنت انہی سختیوں سے ڈھکی ہوئی ہے اگر یہ ابتلاء نہ ہوتی تو نافرمان لوگ، فرمانبرداروں سے جدا اور متمیز نہ ہوتے۔اہلِ ایمان تو تکالیفِ شرعیہ سے حاصل ہونے والی مشقت کو باعثِ اجر وثواب قرار دیتے ہیں، اور اسے اللہ تعالیٰ کے امر کی تعمیل واتباع سمجھتے ہوئے اس کی رضا کے طالب بن جاتے ہیں، اور یوں وہ مشقت ان کے لئے بڑی آسان ہوجاتی ہے۔جبکہ دلوں میں نفاق رکھنے والے تکالیفِ شرعیہ سے حاصل ہونے والی مشقت کو محض درد والم اور محرومی تصور کرتے ہیں، نتیجۃً اس مشقت کا رگڑا مزید سخت ہوجاتا ہے اور خالقِ کائنات کی اطاعت مشکل ترین ہوجاتی ہے۔

محرمات ومنہیات کے اجتناب سے بندہ ایک عجیب سی لذت وحلاوت محسوس کرتا ہے، کیونکہ جو شخص اللہ کے لئے کسی چیز کو چھوڑے گا اللہ تعالیٰ اس سے کہیں بہتر عوض اور بدل عطا فرمائے گا، دریں صورت بندہ کا دل لذتِ اعمال سے سرشار ہوجائیگا۔

اس مختصر رسالہ میں قارئین محرمات کی ایک فہرست دیکھیں گے، ان محرمات کی حرمت شریعت سے ثابت ہے اور ہم انہیں کتاب وسنت کے دلائل کے ساتھ بیان کریں گے۔اور یہ ایک افسوس ناک حقیقت ہے کہ ان محرمات وممنوعات میں عامۃ الناس گرفتار ہیں، اور معاشرہ میں ان کا ارتکاب کافی حد تک پھیلتا اور بڑھتا جارہا ہے۔ہمارا مقصود ان امور کا بیان اور خیر خواہی ہے۔

میں اپنے لئے اور اپنے تمام مسلمان بھائیوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے ہدایت اور توفیق کا طلبگار ہوں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی حدود پر ٹھہرنے اور صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے ہمیں محرمات سے محفوظ رکھے، گناہوں سے بچائے رکھے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ سب سے بہتر حفاظت کرنے والا اور رحم کرنے والوں میں سب سے بڑا اور زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔

Marfat.com

(۱) الشرك بالله

(اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا)

تمام محرمات میں علی الاطلاق سب سے بڑا گناہ شرک ہے، اسکی دلیل ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ؟(ثَلَاثًا) قَالُوا: قُلْنَا : بَلٰى ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ][1]

ترجمہ: (میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں؟ (یہ سوال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار دہرایا) صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ کیوں نہیں!! تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (سب سے بڑا گناہ) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے)۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے علاوہ شرک کے ہر گناہ کی معافی ممکن ہے، شرک کی معافی کے لئے مخصوص توبہ ضروری ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

[اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ][2]

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ بس شرک ہی کو معاف نہیں کرتا، اسکے ما سوا دوسرے جس قدر گناہ ہیں، وہ جس کے لئے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے)۔

واضح ہو کہ کچھ شرک ایسے ہیں جو شرکِ اکبر کہلاتے ہیں جو بندے کو ملتِ اسلام سے خارج کر دیتے ہیں، ایسے شرک پر مرنے والا ہمیشہ ہمیشہ کا جہنمی ہے۔ اس شرک کی بہت سی صورتیں

---

[1] صحیح بخاری: کتاب الشھادات: باب ما قیل فی شھادۃ الزور۔

[2] سورۂ نساء: ۴۸۔

Marfat.com

بہت سے اسلامی ملکوں میں دکھائی دیتی ہیں، مثلاً:

عبادۃ القبور
(قبر پرستی)

قبروں کی عبادت کرنا، اور یہ عقیدہ رکھنا کہ یہ اولیاء جو مر چکے ہیں ہماری ضرورتیں پوری کرتے ہیں، اور ہماری مشکلات آسان بنا دیتے ہیں، چنانچہ اس مقصد کے لئے انہیں پکارنا اور ان سے مدد چاہنا (سب شرکِ اکبر ہے)، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

[وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ][1]

ترجمہ: (اور آپ کے رب نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ لوگو! تم اس (اللہ) کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو)

اسی طرح انبیاء وصالحین کو شفاعت کیلئے یا سختیوں سے چھٹکارا پانے کے لئے پکارنا بھی شرکِ اکبر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

[اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ ۶۲][2]

ترجمہ: (تمہارے معبودان باطلہ) یا وہ ذات بہتر ہے جسے پریشان حال جب پکارتا ہے تو وہ اس کی پکار کا جواب دیتا ہے اور اسکی تکلیف کو دور کرتا ہے اور تمہیں زمین میں جانشین بناتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی یہ کام کرتا ہے؟ لوگو! تم بہت ہی کم نصیحت قبول کرتے ہو)

---

[1] سورۂ بنی اسرائیل: ۲۳۔

[2] سورۂ نمل: ۶۲۔

Marfat.com

بعض لوگ تو شیخ یا ولی کے نام کے ذکر کو اپنی عادت بنا لیتے ہیں چنانچہ جب بھی اٹھیں گے یا بیٹھیں گے یا کوئی ٹھوکر کھائیں گے یا کسی پریشانی، مصیبت یا مشکل سے دوچار ہوں گے (تو اس شیخ یا ولی کا نام پکاریں گے) کوئی یا محمد کہتا ہے اور کوئی یا علی یا، یا حسین پکارتا ہے، کوئی یا بدوی اور کوئی یا شیخ عبدالقادر جیلانی کہتا ہے، یا کسی کی زبان پر یا شاذلی ہے تو کوئی یا رفاعی پکارتا ہے۔ کوئی العیدروس کو تو کوئی سیدہ زینب کو اور کوئی ابن علوان کو پکارتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

[اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ][1]

ترجمہ: (بے شک اللہ کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو وہ تم ہی جیسے اللہ کے بندے ہیں)

بعض قبر پرست تو قبروں کا طواف کرتے ہیں، ان کے کونوں کا استلام کرتے ہیں اور انہیں اپنے ہاتھوں سے چھوتے ہیں، ان کی چوکھٹوں کو بوسہ دیتے ہیں، ان کی تربت اپنے چہرے پر رگڑتے اور ملتے ہیں، قبروں کو دیکھتے ہی سجدے میں گر جاتے ہیں۔ بڑے خشوع وخضوع، عاجزی اور تضرع کے عالم میں قبروں کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی حاجات وضروریات کا سوال کرتے ہیں۔ کوئی اپنے کسی مریض کی شفا کا طالب ہوتا ہے، تو کوئی اپنے لئے بچے کا سوالی، کسی کو کوئی مشکل درپیش ہوتی ہے جس کا وہ قبر والے سے حل چاہتا ہے۔ بعض لوگ تو قبر والے کو یوں کہتے سنائی دیتے ہیں: اے آقا! میں بہت دور دراز سے تیرے پاس آیا ہوں مجھے نامراد نہ لوٹانا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

[وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗٓ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَھُمْ عَنْ دُعَآئِھِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ کَانُوْا لَھُمْ اَعْدَآءً وَّ کَانُوْا بِعِبَادَتِھِمْ کٰفِرِیْنَ ۝][2]

---

[1] سورۂ اعراف: ۱۹۴۔

[2] سورۂ احقاف: ۵،۶۔

Marfat.com

ترجمہ: (اور اس آدمی سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جو اللہ کے بجائے ان معبودوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی پکار کو نہ سن سکیں گے، اور وہ ان کی پکار سے یکسر غافل ہیں، اور جب لوگ میدان حشر میں لائے جائیں گے تو وہ معبود ان کے دشمن ہو جائیں گے، اور ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

[مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ] [1]

ترجمہ: (جو شخص اللہ کے سوا کسی دوسرے شریک کو پکارتے ہوئے مرا وہ جہنم میں داخل ہو جائے گا)

بعض لوگ قبروں کے پاس اپنے سر منڈوا دیتے ہیں (حالانکہ سر منڈوانا بموقع حج اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے) کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں ایسی کتابیں دیکھی گئی ہیں جن میں مشاہد (مزارات) کے حج کی عبادات کا ذکر ملتا ہے، مشاہد سے ان کی مراد اولیاء کی قبریں ہیں (گویا وہ بقصد حج ان قبروں کی زیارت کرتے ہیں) کچھ لوگوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اولیاء کے پاس اس کائنات میں تصرف کا پورا پورا اختیار ہے اور وہ نفع ونقصان کے مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

[وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝١٠٧] [2]

ترجمہ: (اور اگر تم کو اللہ کوئی تکلیف پہنچائے تو بجز اس کے اور کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تم کو کوئی خیر پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہیں ہے، وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نچھاور کر دے اور وہ بڑی مغفرت بڑی رحمت والا ہے۔)

---

[1] بخاری کتاب التفسیر باب قولہ تعالیٰ ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا۔۔۔۔۔

[2] سورۂ یونس: ۱۰۷۔

Marfat.com

النذر لغیر اللہ

(غیر اللہ کے نام کی نذر ماننا)

نذر لغیر اللہ بھی اس شرک میں داخل ہے۔جیسا کہ بعض لوگ قبروں والوں کے لئے دیئے جلانے اور چراغاں کرنے کی منت مان لیتے ہیں۔(والعیاذ باللہ)

الذبح لغیر اللہ

(غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا)

غیر اللہ کے لئے جانور ذبح کرنا بھی شرک اکبر ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

[فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝٢][1]

ترجمہ: پس آپ صرف اپنے رب کے لئے نماز پڑھیئے اور صرف اسی کے لئے قربانی کیجئے۔

یہاں یہ حکم صریح ہے کہ اللہ کے لئے اور اللہ کے نام پر قربانی دیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ][2]

ترجمہ: غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنتیں اور پھٹکاریں برستی ہیں۔

ایسے ذبیحہ میں دو حرام جمع ہیں۔

(۱) وہ غیر اللہ کے لئے ذبح ہوا (۲) وہ غیر اللہ کے نام پر ذبح ہوا۔ یہ دونوں صورتیں شرک ہیں اور اس جانور کے گوشت کو حرام کر دیتی ہیں۔

---

[1] سورۂ کوثر:۲۔

[2] صحیح مسلم: کتاب الاضاحی: باب تحریم ذبح لغیر اللہ تعالیٰ۔

Marfat.com

دور جاہلیت کا ایک ذبیحہ جو آج بھی مروج ہے، جنوں کا ذبیحہ ہے۔
جسکی صورت یہ ہے کہ جب وہ کوئی گھر خریدتے یا بناتے تو اسکی چوکھٹ پر یا اسی طرح کوئی کنواں کھودتے تو اسکے قریب کوئی جانور ذبح کرتے تا کہ جنوں کی ایذاء رسانی سے تحفظ حاصل ہو جائے۔

تحليل ما حرم الله أو تحريم ما أحل الله

(اللہ کے حرام کردہ کو حلال یا حلال کردہ کو حرام ٹھہرانا)

شرکِ اکبر کی ایک صورت جو ہمارے معاشرے میں خوب رواج پا چکی ہے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ شئ کو حلال کر لینا، اسی طرح کسی شخص کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا کہ اسے تحلیل وتحریم کا حق واختیار حاصل ہے شرک اکبر ہے۔
اسی طرح مروجہ عدالتوں میں جاہلی قوانین سے فیصلے طلب کرنا، اس طرح کہ اس میں اس کی رضا اور اختیار شامل ہو، اور اسے حلال جانتا ہو اور اسکے جواز کا عقیدہ رکھتا ہو، شرک اکبر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کفرِ اکبر کا اپنے اس فرمان میں ذکر کیا ہے:

[اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ] [1]

ترجمہ: (ان لوگوں نے اپنے عالموں اور اپنے عابدوں کو اللہ کے بجائے معبود بنالیا)

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ مبارک سے ان آیات کی تلاوت سنی تو حیرانگی سے کہا: "وہ لوگ ان کی پوجا تو نہیں کرتے تھے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[أَجَلْ وَلٰكِنْ يُحِلُّوْنَ لَهُمْ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيَسْتَحِلُّوْنَهُ وَيُحَرِّمُوْنَ عَلَيْهِمْ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ فَيُحَرِّمُوْنَهُ فَتِلْكَ عِبَادَتُهُمْ لَهُمْ] [2]

---

[1] سورۂ توبہ: ۳۱۔
[2] السنن الکبری للبیہقی ۱۰/ ۱۱۶۔ ترمذی ۳۰۹۵ شیخ البانیؒ نے اسے حسن کہا ہے۔

Marfat.com

یعنی: [یہ درست ہے کہ وہ ان کی پوجا نہیں کرتے تھے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو ان کے لئے حلال کرتے تھے جسے وہ لوگ حلال مان لیتے تھے، اور وہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام کرتے تھے جسے وہ لوگ حرام مان لیتے تھے، اور یہی تو ان کی عبادت ہے]

نیز اللہ تعالیٰ نے مشرکین کا طور طریقہ یوں بھی بیان فرمایا ہے:

[وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ] [1]

ترجمہ: (اور جس چیز کو اللہ اور اسکے رسول نے حرام کیا ہے اسے وہ حرام نہیں سمجھتے ہیں، اور نہ دینِ حق کو قبول کرتے ہیں)

ایک اور مقام پر فرمایا:

[قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾] [2]

ترجمہ: (آپ پوچھئے کہ تمہارا کیا خیال ہے، کہ اللہ نے تمہارے لئے جو روزی بھیجی ہے اس میں سے کسی کو حلال بناتے ہو اور کسی کو حرام، آپ پوچھئے کہ اللہ نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے، یا تم اللہ پر جھوٹ باندتھے اور افتراء کرتے ہو)

السحر والكهانة والعرافة

(جادو، کہانت اور نجومیت)

شرکِ اکبر کی اقسام میں سے ایک قسم سحر (جادو) اور کہانت وعرافہ بھی ہے اور یہ بھی

---

[1] سورۂ توبہ: ۲۹۔

[2] سورۂ یونس: ۵۹۔

Marfat.com

ہمارے معاشرے میں خوب پھیلی ہوئی ہے جہاں تک جادو کا تعلق ہے تو یہ کفر ہے اور اس کا شمار ان سات کبیرہ گناہوں میں ہے جنہیں شریعت نے مہلک قرار دیا ہے اور یہ سراسر نقصان و حرمان کا باعث ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی نفع نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جادو سیکھنے کی بابت فرمایا:

[وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ] [1]

ترجمہ: (اور یہ لوگ وہ سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان اور نہ نفع پہنچاتا ہے)

اور سحر کا معاملہ کرنے والا شخص کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ] [2]

ترجمہ: سلیمان (علیہ السلام) نے تو کفر نہ کیا تھا، بلکہ یہ کفر شیاطین کا تھا وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے۔ اور بابل میں ھاروت اور ماروت دو فرشتوں پر جو اتارا گیا تھا وہ دونوں بھی اس وقت تک کسی کو نہیں سکھایا کرتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں پس تم کفر نہ کرو۔

جادوگر کا حکم قتل ہے، اس کی کمائی حرام اور خبیث ہے۔ جاہل، ظالم اور ضعیف الایمان قسم کے لوگ جادو کے عمل کے لئے جادوگروں کا رخ کرتے ہیں اور بذریعہ جادو لوگوں پر ظلم و زیادتی کرتے ہیں یا ان سے کسی قسم کا انتقام لیتے ہیں۔ کچھ لوگ جادو کے توڑ کے لئے جادوگروں کے پاس جاتے ہیں ایسے لوگ بھی امرِ محرم اور کبیرہ گناہ کے مرتکب ہیں اس حال میں تو ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جائے اور اس کے پاکیزہ کلام مثلاً معوذات وغیرہ سے شفاء حاصل کی جائے۔

---

[1] سورۂ بقرہ: ۲:۱۰۲۔

[2] سورۂ بقرہ: ۲:۱۰۲۔

Marfat.com

جہاں تک کاہن اور عراف کا تعلق ہے تو یہ دونوں اللہ عظیم و برتر کے ساتھ کفر کرنے والے ہیں، کیونکہ یہ دونوں غیب کے علم کے دعویدار ہیں جبکہ غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس قماش کے بیش تر لوگ سادہ لوح لوگوں کی سادگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کا مال بٹورنے کے لئے انہیں بے وقوف بناتے ہیں اپنی مطلب براری کے لئے بہت سے وسائل استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً ریت میں خطوط بنانا یا ضرب الودع یا ہتھیلی، پیالی یا شیشوں اور آئینوں میں قرأت وغیرہ۔ اور کبھی ایک بار ان کی بات سچ نکل بھی آئے تو ننانوے (۹۹) بار جھوٹ بھی سامنے آتا ہے۔ لیکن سادہ لوح لوگوں کو ان شعبدہ بازوں کا وہ ایک بار کا سچ ہی یاد رہتا ہے۔ ننانوے (۹۹) بار کے جھوٹوں پر کوئی توجہ نہیں دیتے۔ لہٰذا اپنے مستقبل کے احوال معلوم کرنے کے لئے شادی یا تجارت کے تعلق سے سعادت وشقاوت کا پتہ لگانے کے لئے یا اپنی گمشدہ چیز کی تلاش وغیرہ کے لئے ان کا رخ کرتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کاہنوں کے پاس جانے والے شخص کا کیا حکم ہے۔ جواب یہ ہے کہ اگر کاہنوں کے پاس جانے والا شخص انکی باتوں کو سچ مانتا ہے تو وہ کافر ہے، اور ملتِ اسلامیہ سے خارج ہے، اسکی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

[مَنْ اَتٰی کَاھِنًا اَوْعَرَّافًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا یَقُوْلُ فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ] [1]

ترجمہ: (جو شخص کسی کاہن یا عراف (نجومی) کے پاس جائے اور اس کی باتوں کی تصدیق کرے تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کردہ شریعت کے ساتھ کفر کیا)

اور اگر کاہن کے پاس جانے والا اس کی تصدیق نہیں کرتا اور نہ ہی ان کے علم غیب جاننے کا عقیدہ رکھتا ہے بلکہ محض تجربہ کے طور پر جاتا ہے، تو ایسا شخص کافر تو نہیں ہوجاتا لیکن چالیس دن تک اس کی کوئی نماز قبول نہیں کی جائے گی اس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

[1] مسند احمد ۲/۴۲۹۔ صحیح الجامع ۵۹۳۹۔

Marfat.com

[مَنْ اَتٰی عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً] [1]

ترجمہ: (جو شخص کسی کاہن کے پاس جائے اور اس سے غیب کے تعلق سے کوئی سوال کرے تو اسکی چالیس دن تک کوئی نماز قبول نہیں کی جائے گی)

واضح ہو کہ یہ شخص نماز بہر حال لازماً پڑھتا رہے گا اور ساتھ ساتھ لازماً توبہ کرتا رہے گا۔

الاعتقاد فی تاثیر النجوم والکواکب فی الحوادث وحیاۃ الناس

مختلف پیش آمدہ واقعات وحوادث میں یا انسانوں کی زندگیوں میں ستاروں کے اثر انداز ہونے کا عقیدہ رکھنا بھی شرکِ اکبر ہے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَّةِ عَلٰى اَثَرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلَةِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ، قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ، فَاَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ بِالْكَوَاكِبِ، وَاَمَّا مَنْ قَالَ بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِيْ وَمُؤْمِنٌ بِالْكَوَاكِبِ] [2]

ترجمہ: (زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حدیبیہ میں فجر کی نماز پڑھائی جبکہ رات کچھ بارش بھی برسی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے: لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (میرے

---

[1] صحیح مسلم: کتاب السلام: باب تحریم الکہانۃ واتیان الکہان۔

[2] بخاری: کتاب الاستسقاء: باب قول اللہ تعالیٰ {وتجعلون رزقکم انکم تکذبون}۔

Marfat.com

بندوں میں سے کچھ مؤمن ہو گئے اور کچھ کافر جس نے کہا ہمیں یہ بارش اللہ کے فضل ورحمت سے عطا ہوئی ہے وہ میرے ساتھ ایمان رکھنے والا اور ستاروں کی تاثیر کا انکار کرنے والا ہے اور جس نے کہا کہ اس بارش میں فلاں ستارے کی تاثیر ہے وہ میرے ساتھ کفر کرنے والا اور ستاروں کے ساتھ ایمان رکھنے والا ہے)

واضح ہو کہ بعض لوگ جرائد ومجلّات میں شائع ہونے والے ستاروں کی برجوں سے قسمت کے احوال جاننے کی کوشش کرتے ہیں ان کا یہ کردار بھی از قبیلِ شرک ہے، چنانچہ اگر وہ ان نجوم وافلاک کے قسمت کے تعلق سے اثر انداز ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں تو وہ مشرک ہیں اور اگر محض تسلی کے لئے ستاروں کے ان احوال کو پڑھتے ہیں تو وہ نافرمان اور گنہگار ہیں۔

اورشرک پر مشتمل تحریر پڑھ کر تسلی لینا جائز نہیں ہے، پھر اس پر مستزاد یہ کہ ممکن ہے شیطان ان کے دل میں ان کی تاثیر کا عقیدہ بٹھانے میں کامیاب ہو جائے۔ تو ثابت ہوا کہ اس قسم کی تحریروں کو محض تسلی کیلئے پڑھنا بھی شرک کا بدترین وسیلہ اور ذریعہ بن سکتا ہے۔

بعض چیزوں میں نفع کی موجودگی کا اعتقاد رکھنا (حالانکہ اللہ عزوجل نے ان میں کوئی نفع نہیں رکھا) بھی شرک ہے۔

جب کہ بعض لوگ تعویذ گنڈوں، شرکیہ منتروں، مختلف منکوں، یا معدنی کڑوں میں کسی کاہن یا جادوگر کے کہنے یا موروثی اعتقاد کی بنا پر نفع کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ انہیں اپنی گردنوں میں لٹکا لیتے ہیں یا انہیں اپنے بچوں کی گردنوں پر نظر بد سے بچاؤ کیلئے لٹکا دیتے ہیں یا انہیں اپنے جسم کے کسی حصے کے ساتھ باندھ لیتے ہیں یا اپنی گاڑیوں یا گھروں میں آویزاں کر لیتے ہیں۔ کچھ لوگ مختلف نگینوں والی انگوٹھیاں پہن لیتے ہیں اور ان نگینوں کے بارے میں دفعِ بلاء کے تعلق سے

Marfat.com

خاص تاثیر کا عقیدہ بنا لیتے ہیں بلاشبہ یہ تمام چیزیں توکل علی اللہ کے منافی ہیں، اور یہ تمام چیزیں بالآخر انسان کو وہن یا کمزوری کے سوا کچھ نہیں دے سکتیں۔ یہ تمام چیزیں حرام اشیاء سے علاج حاصل کرنے کے زمرے میں آتی ہیں بلکہ بہت سے تعویذوں میں تو واضح شرک پایا جاتا ہے۔ جنوں اور شیطانوں سے استغاثہ کیا جاتا ہے یا ان میں دھندلی سی تصوریں یا ناقابل فہم تحریریں ہوتی ہے بعض شعبدہ باز تو قرآنی آیات لکھ کر ان میں دیگر شرکیہ کلمات بھی خلط ملط کر دیتے ہیں۔ اور کچھ ایسے بھی ہیں جو نجس اشیاء یا حیض کے خون سے قرآنی آیات لکھتے ہیں۔

واضح ہو کہ مذکورہ تمام اشیاء کو باندھنا یا لٹکانا حرام ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے

[مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ] [1]

ترجمہ: (جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا)

ایسے کام کرنے والا شخص اگر ان چیزوں کے بارہ میں یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ اللہ کے علاوہ نفع اور نقصان پہنچاتی ہیں تو وہ ایسا مشرک ہے کہ جس کا شرک، شرکِ اکبر ہی کہلائے گا، اور اگر وہ ان چیزوں کو محض نفع یا نقصان کے اسباب میں سے قرار دیتا ہے تو چونکہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو نفع و نقصان کے اسباب میں سے قرار نہیں دیا، لہٰذا وہ ایسا مشرک ہوگا جو شرکِ اصغر میں مبتلا ہے۔

الریاء بالعبادات

(عبادت میں ریاء کاری)

عملِ صالح کی شرائط یہ ہیں۔ (۱) وہ ریاکاری سے پاک ہو (۲) وہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مقید ہو۔

---

[1] مسند احمد ۱۵۶/۴۔ سلسلۃ الصحیحۃ ۴۹۲۔

Marfat.com

جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے کوئی نیکی کرتا ہے، مثلاً دکھاوے کی نماز پڑھتا ہے۔ وہ شرکِ اصغر کا مرتکب ہے۔ اور اس کی وہ نیکی برباد ہے۔ اللہ نے فرمایا:

[اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۴۲﴾][1]

ترجمہ: (بے شک منافق اللہ سے چال بازیاں کر رہے ہیں اور وہ انہیں اس چال بازی کا بدلہ دینے والا ہے جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں، اور یادِ الٰہی یونہی برائے نام کرتے ہیں)

اسی طرح اگر کوئی شخص اس نیت سے عمل کرے کہ اس کے عمل کی خبر خوب پھیل جائے اور لوگوں میں خوب چرچا ہو تو وہ شخص بھی مبتلائے شرک ہے ایسے شخص کے متعلق حدیث میں وعیدِ شدید وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ رَاءٰی، رَاءَی اللّٰهُ بِهٖ][2]

ترجمہ: (یعنی جو اپنے عمل سے شہرت کمانا چاہے اللہ اسے شہرت دے دیتا ہے۔ اور جو اپنا عمل لوگوں کو دکھانا چاہے اللہ تعالیٰ اسے دکھا دیتا ہے)

اور اگر کوئی شخص اس نیت سے کوئی عبادت کرے کہ اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائے اور لوگ بھی واہ واہ کریں، تو وہ عبادت بھی برباد ہے۔ جیسا کہ ایک حدیثِ قدسی میں ہے:

[أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلاً أَشْرَكَ فِيْهِ مَعِيَ غَيْرِيْ تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ][3]

---

[1] سورۂ نساء: ۱۴۲۔
[2] صحیح مسلم۔ کتاب الزھد، باب تحریم الریاء۔
[3] صحیح مسلم۔ ۲۹۵۸۔

Marfat.com

ترجمہ: (میں شراکت کے تعلق سے تمام شرکاء سے زیادہ بے پرواہوں جس نے کوئی عمل کیا اس میں میرے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کرلیا تو میں اسے اور اس کے حصہ کو چھوڑ دوں گا)

اور اگر کوئی شخص کوئی نیکی اللہ تعالیٰ کے لئے شروع کرتا ہے پھر اس پر ریاکاری کی نیت اثر انداز ہوجاتی ہے تو مسئلہ کی دو صورتیں ہیں

(۱) اگر تو وہ اس ریاکاری کو ناپسند کرتا ہے اس کے خلاف جنگ کرتا ہے اور اسے دفع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو اس کی نیکی درست ہے۔

(۲) اور اگر وہ اس ریاکاری میں راحت محسوس کرتا ہے اور اسے دور کرنے کا کوئی اقدام نہیں کرتا تو بیشتر علماء کے قول کے مطابق وہ نیکی بھی برباد ہوجاتی ہے۔

الطِّیَرۃ
(بدشگونی)

"الطیرۃ" سے مراد کسی چیز کو باعثِ نحوست و بدشگونی قرار دینا ہے۔ قرآنِ حکیم میں اس کا تذکرہ موجود ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

[فَاِذَا جَآءَتۡهُمُ الۡحَسَنَةُ قَالُوۡا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوۡا بِمُوۡسٰى وَمَنۡ مَّعَهٗ ـ ـ] [1]

ترجمہ: (پس جب ان پر خوشحالی آتی تو کہتے کہ یہ تو ہمارے لئے ہونا ہی چاہئے اور اگر انکو کوئی بدحالی پیش آتی تو موسیٰ اور انکے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے)

اہلِ عرب جب کسی اہم کام کا ارادہ کرتے مثلاً کسی جانب سفر کرنا چاہتے تو کوئی پرندہ

[1] سورۂ اعراف: ۱۳۱۔

Marfat.com

پکڑ لیتے پھر اسے چھوڑ دیتے، اگر وہ دائیں طرف جاتا تو اسے نیک شگون سمجھتے اور وہ سفر یا کام جاری رکھتے، اور اگر وہ بائیں طرف جاتا تو اسے بدشگونی قرار دیتے اور اپنے ارادے کو ترک کردیتے۔ اس عمل کا حکم نبی ﷺ نے خود بیان فرمایا ہے:

[اَلطِّیَرَۃُ شِرْکٌ] [1]

ترجمہ: (بدشگونی شرک ہے)

بدشگونی جو کہ ایک حرام عقیدہ ہے اور کمالِ توحید کے منافی ہے، اسمیں بہت سی چیزیں شامل کی جاسکتی ہیں، مثلاً: مہینوں میں سے کسی مہینے کو نحوست و بدشگونی کا باعث قرار دینا، جبکہ بعض لوگ صفر کے مہینے کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں اور اس مہینہ میں شادی بیاہ نہیں کرتے۔ اسی طرح دنوں میں سے کسی دن سے بدشگونی لینا، جیسا کہ بعض لوگ ہر بدھ کو مکمل و مستمر نحوست کا باعث قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح کسی عدد کو منحوس سمجھنا، جیسا کہ بعض لوگوں کا تیرہ (۱۳) کے عدد کے متعلق یہ خیال ہے۔ اسی طرح کسی نام سے بدشگونی لینا بھی اس زمرے میں شامل ہے۔ اسی طرح کسی بیماری والے سے بدشگونی لینا، مثلاً کوئی شخص اپنی دکان کو کھولنے جائے اور راستے میں کسی کانے پر نظر پڑ جائے تو اسے باعثِ بدشگونی قرار دیکر وہیں سے واپس پلٹ آئے اور دکان نہ کھولے۔ یہ تمام صورتیں حرام ہیں اور شرک ہیں۔ نبی ﷺ نے اس قسم کے تمام لوگوں سے اظہارِ براءت فرمایا ہے۔

[عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ مَرْفُوْعاً: لَیْسَ مِنَّا مَنْ تَطَیَّرَ أَوْ تُطُیِّرَ لَهٗ أَوْ تَكَهَّنَ أَوْ تُكُهِّنَ لَهٗ (وَاَظُنُّهٗ قَالَ:) أَوْ سَحَرَ أَوْ سُحِرَ لَهٗ] [2]

---

[1] مسند احمد ۱/۳۸۹۔ صحیح الجامع ۳۹۵۵۔

[2] طبرانی الکبیر ۱۸/۱۶۲۔

ترجمہ: (وہ شخص ہم سے نہیں ہے جو بدشگونی کرے یا اس کے لئے بدشگونی کی جائے، نہ وہ شخص جو کہانت کرے یا اس کے لئے کہانت کی جائے (اور میرا غالب گمان ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا) اور نہ ہی وہ شخص جو جادو کرے یا اس کے لئے جادو کیا جائے)

واضح ہو کہ اگر کسی شخص سے کسی قسم کی بدشگونی کا فعل سرزد ہو جائے، تو اس کا کفارہ حدیث میں وارد ہوا ہے، چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ مِنْ حَاجَةٍ فَقَدْ أَشْرَكَ، قَالُوا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا كَفَّارَةُ ذٰلِكَ: قَالَ: أَنْ يَقُوْلَ أَحَدُهُمْ: اَللّٰهُمَّ لَاخَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ وَلَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ وَلَاإِلٰهَ غَيْرُكَ] [1]

ترجمہ: (جس شخص کو بدشگونی کام کرنے سے روک دے اس نے شرک کیا، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یوں کہہ دینا ''اے اللہ ہر نیک و بد تیری طرف سے ہے، اور تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں'')

بدشگونی لینا انسانی طبیعت میں شامل ہے، جو کم او زیادہ ہو سکتی ہے اور اس کا سب سے اہم اور کارآمد علاج ''توکل علی اللہ'' ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

[وَمَا مِنَّا إِلاَّ (أَيْ: إِلاَّ وَيَقَعُ فِيْ نَفْسِهٖ شَيْئٌ مِنْ ذٰلِكَ) وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهٗ بِالتَّوَكُّلِ] [2]

ترجمہ: (ہم میں سے ہر شخص کے دل میں کچھ نہ کچھ بدشگونی پیدا ہو ہی جاتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ توکل کی برکت سے اسے ختم کر دیتا ہے)

---

[1] مسند احمد ۲/۲۲۰، سلسلۃ الصحیحۃ ۱۰۶۵۔ یہ روایت ضعیف ہے، لہذا صیغہ تمریض سے ہی ذکر کرنا چاہئے۔
[2] سنن ابی داؤد کتاب الطب۔ وکتاب الکہانۃ والطیر، باب فی الطیرۃ۔ سلسلۃ الصحیحۃ ۴۳۰۔

Marfat.com

اَلْحِلْفُ بِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى

(غیر اللہ کی قسم کھانا)

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات میں سے جس کی چاہتا ہے قسم کھالیتا ہے، لیکن مخلوق کیلئے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھانا جائز نہیں ہے۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ بہت سارے لوگوں کی زبانوں پر غیر اللہ کی قسمیں جاری وساری رہتی ہیں۔

''قسم''، تعظیم کی ایک قسم ہے لہٰذا یہ اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے۔

[عَنْ اِبْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً : اَلَا اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ مَنْ كَانَ حَالِفاً فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْ لِيَصْمُتْ] [1]

ترجمہ: (عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خبردار! ''اللہ تعالیٰ تمہیں باپ دادوں کی قسمیں کھانے سے روکتا ہے، جو قسم کھانا چاہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہے)

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور مرفوع روایت مروی ہے:

[مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ] [2]

ترجمہ: (جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور حدیث میں فرمایا:

[مَنْ حَلَفَ بِالْاَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا] [3]

---

[1] صحیح بخاری۔ کتاب الأیمان والنذور، باب لاتحلفوا آبائکم۔

[2] مسند احمد ۲/۱۲۵۔ صحیح الجامع ۶۲۰۴۔

[3] ابوداؤد: کتاب الأیمان والنذور: باب کراھیۃ الحلف بالامانۃ۔ الصحیحۃ ۹۴۔

Marfat.com

ترجمہ: (جس نے امانت کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں)

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی بھی قسم جائز نہیں ہے، نہ کعبہ کی، نہ امانت کی، نہ شرف کی، نہ مدد کی، نہ کسی کی برکت کی، نہ کسی کی زندگی کی، نہ نبی و ولی کے جاہ کی، نہ ماں باپ کی، نہ بچوں کے سر کی۔

یہ تمام قسمیں حرام اور ناجائز ہیں اور اگر کوئی شخص ایسی قسم کھا بیٹھا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ فوراً ''لا الہ الا اللہ'' کہہ دے۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے:

[مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِيْ حِلْفِهٖ بِا للَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَآاِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ][1]

ترجمہ: (جو شخص قسم کھاتے ہوئے لات وعزیٰ کی قسم کھا بیٹھا تو وہ فوراً ''لا الہ الا اللہ'' کہہ دے) واضح ہو کہ اس قبیل کے کچھ اور الفاظ بھی ہیں جو شرکیہ ہونے کی بناء پر حرام ہیں، مگر وہ بہت سے مسلمانوں کی زبانوں پر رائج ہیں۔ مثلاً:

☆ میں اللہ تعالیٰ کی اور تیری پناہ چاہتا ہوں۔

☆ میں اللہ تعالیٰ پر اور تجھ پر بھروسہ کرتا ہو۔

☆ یہ اللہ تعالیٰ اور آپ کی طرف سے ہے۔

☆ میرا اللہ کے سوا اور آپ کے سوا کوئی نہیں۔

☆ آسمان میں میرے لئے اللہ ہے اور زمین میں میرے لئے آپ ہیں۔

☆ اگر اللہ نہ ہوتا اور فلاں نہ ہوتا۔

☆ میں اسلام سے بری ہوں۔

☆ افسوس! ناکامئ زمانہ۔

[1] صحیح بخاری: کتاب الأیمان والنذور: باب لایحلف باللات والعزی ولا بالطواغیت۔

Marfat.com

اسی طرح ہر وہ عبارت ناجائز ہوگی جس میں زمانہ کو گالی دی جائے۔

مثلاً: ☆ یہ بہت برا زمانہ ہے۔

☆ یہ بہت منحوس گھڑی ہے ☆ زمانہ غدار ہے۔ وغیرہ۔

کیونکہ زمانے کو گالی اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی زمانے کا خالق ہے۔

☆ طبیعت (فطرت) یوں چاہتی ہے۔

اسی طرح ہر وہ نام بھی ناجائز ہیں جن میں غیر اللہ کی عبدیت کا اظہار ہو مثلاً: عبدالمسیح، عبد النبی، عبدالرسول اور عبدالحسین وغیرہ۔

واضح ہو کہ آج کل بہت سی نئی اصطلاحات اور عبارات سننے میں آتی ہیں جو توحید کے مخالف و منافی ہیں: مثلاً:

(۱) ''اسلامی اشتراکیت''

(۲) ''اسلامی جمہوریت''

(۳) ''عوام کا ارادہ اللہ کا ارادہ ہے''

(۴) ''دین اللہ کا اور وطن سب کا''

(۵) ''عربیت کے نام''

(۶) ''انقلاب کے نام'' وغیرہ۔

واضح ہو کہ ملک الملوک (شہنشاہ) یا قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کا لفظ بھی کسی انسان کے لئے بولنا حرام ہے۔ اسی طرح لفظ سید (بمعنی بزرگ، مسٹر) یا اس کا ہم معنی کوئی دوسرا لفظ کسی کافر یا منافق کے لئے نہ بولا جائے۔ (نہ عربی زبان میں نہ کسی دوسری زبان میں) اسی طرح حرفِ ''

Marfat.com

لو" (اگر یوں ہو جاتا) جو حیرت و ندامت اور ناراضگی کو ظاہر کرتا ہے۔ استعمال کرنا ناجائز ہے۔ یہ حرف (رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق) شیطانی دروازہ کھول دیتا ہے۔ اسی طرح

[اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ اِنْ شِئْتَ][1]

ترجمہ: (اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے معاف کر دے)۔ کہنا بھی ناجائز ہے۔

الجلوس مع المنافقين أو الفساق استئناسا بهم أو ايناسا لهم

(منافقوں یا فاسقوں اور فاجروں کے ساتھ بیٹھنا ان کی انسیت اور محبت حاصل کرنے کیلئے یا انہیں اپنے آپ سے مانوس کرنے کیلئے)

بہت سے لوگ جن کے دلوں میں ایمان راسخ اور مضبوط نہیں ہوتا، اہل فسق و فجور کے ساتھ مجلس اختیار کرتے ہیں۔ بلکہ ایسے لوگوں کے ساتھ بھی اٹھنے بیٹھنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے جو کھلم کھلا اللہ تعالیٰ کی شریعت پر طعنہ زنی کرتے ہیں اور اس کے دین اور اولیاء کا مذاق اڑاتے ہیں۔ بلاشبہ ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھنا ایک عملِ حرام ہے اور عقیدہ میں قدح وطعن کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۭ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۶۸][2]

ترجمہ: (اور جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیات میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان لوگوں سے کنارہ کش ہو جائیں یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جائیں اور اگر آپ کو

[1] تفصیل کے لئے شیخ ابوبکر زید کی کتاب (معجم المناهي اللفظية) دیکھیے۔

[2] سورۂ انعام: ۶۸۔

Marfat.com

شیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ایسے ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھیں)

دریں حالت ان لوگوں کے ساتھ بیٹھنا جائز نہیں ہے، خواہ ان کی قرابت و تعلق داری کتنی ہی گہری ہو، خواہ ان کی صحبت کتنی خوشگوار ہو اور خواہ ان کی زبانیں کتنی میٹھی ہوں۔ البتہ اگر انہیں دعوت دینا یا ان کے باطل عمل کو رد کرنا یا ان کا انکار کرنا مقصود ہو تو پھر مجالست کی جا سکتی ہے۔ لیکن ان کے فسق و فجور کے ساتھ رضا و پسندیدگی بالکل جائز نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِينَ ﴿٩٦﴾][1]

ترجمہ: (پس اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ ایسے فاسق لوگوں سے راضی نہیں ہوتا)۔

ترك الطمانينة فى الصلاة

(نماز میں عدمِ اطمینان)

چوری کے جرائم میں سب سے بڑا جرم نماز کی چوری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[اَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً أَلَّذِیْ یَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهٖ قَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللهِ ! وَكَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهٖ ؟ قَالَ : لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا][2]

ترجمہ: (سب سے بدترین چور نماز کا چور ہے۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آدمی نماز کی چوری کیسے کر سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کے رکوع و سجود پورے نہیں کرتا)

---

[1] سورۂ توبہ: ۹۶۔

[2] مسند احمد: ۵/۳۱۰۔ صحیح الجامع ۹۹۷۔

Marfat.com

آج طمانیت کا متروک ہونا، رکوع وسجود میں کمر کا استقرار نہ کرنا، رکوع سے اٹھ کر صحیح کھڑا نہ ہونا، دوسجدوں کے درمیان استواء کا نہ ہونا، وہ امور ہیں جو معاشرے میں رچ بس چکے ہیں، اور تمام نمازی ان میں ملوث دکھائی دیتے ہیں۔ ہر مسجد میں اس قسم کے نمونے خوب دکھائی دیں گے جو نماز میں اطمینان واعتدال کا بالکل خیال نہیں کرتے، حالانکہ یہ اطمینان نماز کا رکن ہے، اس کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی، معاملہ انتہائی خطرناک ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[لَا تُجْزِئُ صَلَاةُ الرَّجُلِ حَتّٰى يُقِيمَ ظَهْرَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ] [1]

ترجمہ: (آدمی کی نماز اس وقت تک کفایت کر ہی نہیں سکتی جب تک رکوع وسجود میں اپنی کمر کو صحیح طور پر سیدھا نہ کرلے)

بلاشبہ ترکِ طمانینت ایک ایسا گناہ ہے جس کا مرتکب بڑی زجر ووعید کا نشانہ بنتا ہے

[عَنْ اَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ الْاَشْعَرِيِّ رضی الله عنه قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِاَصْحَابِهٖ ثُمَّ جَلَسَ فِيْ طَائِفَةٍ مِّنْهُمْ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَقَامَ يُصَلِّيْ فَجَعَلَ يَرْكَعُ وَيَنْقُرُ فِيْ سُجُوْدِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "اَتَرَوْنَ هٰذَا؟ مَنْ مَّاتَ عَلٰى هٰذَا مَاتَ عَلٰى غَيْرِ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ يَنْقُرُ صَلَاتَهٗ كَمَا يَنْقُرُ الْغُرَابُ الدَّمَ، اِنَّمَا مَثَلُ الَّذِيْ يَرْكَعُ وَيَنْقُرُ فِيْ سُجُوْدِهٖ كَالْجَائِعِ لَا يَاْكُلُ اِلَّا التَّمْرَةَ وَالتَّمْرَتَيْنِ فَمَاذَا تُغْنِيَانِ عَنْهُ] [2]

ترجمہ: (ابوعبداللہ الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو نماز پڑھائی پھر کچھ ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ گئے کہ ایک شخص داخل ہو کر نماز پڑھنے لگا، وہ رکوع کرتا اور سجدوں میں ٹھونگے مارتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اسے دیکھ رہے ہو!

---

[1] ابوداؤد: کتاب الصلوۃ: باب صلوۃ من لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود۔ صحیح الجامع ۷۲۲۴۔

[2] ابن خزیمہ ۱/۳۳۲۔ صفۃ صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم للالبانی "۱۳۱"۔

Marfat.com

جوشخص اس طرح کی نماز پر مر گیا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر نہیں مرا، یہ اپنی نماز میں اس طرح ٹھونگے مار رہا ہے جیسے کوا خون پر ٹھونگے مارتا ہے، جوشخص رکوع کرے اور پھر سجدوں میں ٹھونگے مارے اس کی مثال اس بھوکے کی ہے، جو صرف ایک یا دو کھجوریں کھاتا ہے، اب بھلا دو کھجوریں اس کی بھوک کہاں مٹائیں گی)

[عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ قَالَ رَأَى حُذَيْفَةُ رَجُلاً لاَيُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُوْدَ قَالَ: [مَاصَلَّيْتَ وَلَوْمُتَّ مُتَّ عَلَى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِي فَطَرَ اللّٰهُ مُحَمَّداً صلی اللہ علیہ وسلم][1]

ترجمہ: (زید بن وہب سے مروی ہے کہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا جو رکوع وسجود پورے نہیں کر رہا تھا تو انہوں نے فرمایا: تم نے کوئی نماز نہیں پڑھی، اور اگر یہی نماز پڑھتے پڑھتے مر گئے تو تمہاری موت اس دین پر نہیں ہوگی جو اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا)

واضح ہو کہ جوشخص نماز میں اطمینان واعتدال چھوڑتا رہا، اسے جیسے ہی مسئلہ کا حکم معلوم ہو تو وہ اس وقت کی فرض نماز دہرا لے اور سابقہ نمازوں کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کر لے، سابقہ نمازیں دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُسیئ الصلوٰۃ کو اپنے ان الفاظ میں [اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ] صرف وہی نماز دہرانے کا حکم دیا تھا۔

العبث وكثرة الحركة في الصلاة

(نماز میں کھیلنا اور زیادہ حرکت کرنا)

نماز میں عبث اور لغو ایک ایسی آفت ہے جس سے شاید ہی کوئی نمازی بچا ہو، یہ لوگ اللہ

[1] صحیح بخاری۔ مع الفتح ۲/ ۲۷۴۔

Marfat.com

تعالیٰ کے اس فرمان کو اپنانے سے قاصر ہیں۔

[وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝۲۳۸] [1]

ترجمہ: (اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے باادب کھڑے رہا کرو)

نیز اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر بھی غور وفکر نہیں کرتے۔

[قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝۲] [2]

ترجمہ: (تحقیق ایمان والوں نے کامیابی حاصل کرلی، جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں)

جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سجدہ میں پیشانی رکھنے کی جگہ سے مٹی صاف کرنے کا پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[لَا تَمْسَحْ وَاَنْتَ تُصَلِّيْ فَاِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً تَسْوِيَةَ الْحَصٰى] [3]

ترجمہ: (نماز پڑھتے ہوئے مٹی صاف نہ کرو، اگر بہت ضروری ہو تو صرف ایک مرتبہ کنکریاں صاف کرلو۔)

اہل علم حضرات نے ذکر کیا ہے، بہت زیادہ پے در پے اور بلا ضرورت حرکت نماز کو باطل کر دیتی ہے۔ تو پھر جو لوگ اپنی نماز میں کھیل رہے ہوتے ہیں انکا کیا انجام ہوگا؟ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہیں کوئی گھڑی دیکھ رہا ہے، کوئی کپڑے سیدھے کر رہا ہے، کوئی اپنی انگلی ناک کے اندر گھما رہا ہے، اور کوئی دائیں بائیں جھانک رہا ہے، یا آسمان کیطرف دیکھ رہا ہے، اور اس بات کا ڈر نہیں کہ اسکی آنکھیں نہ جھپٹ لی جائیں اور شیطان اسکی نماز نہ اچک لے۔ (والعیاذ باللہ)

---

[1] سورۃ بقرہ: ۲۳۸۔

[2] سورۃ مؤمنون: ۱، ۲۔

[3] ابوداؤد: کتاب الصلوۃ: باب مسح الحصیٰ فی الصلوۃ۔ صحیح الجامع ۷۴۵۲ (اس کی اصل مسلم شریف میں بھی ہے۔

Marfat.com

سبق المأموم اما مه فی الصلوٰۃ عمدا

(مقتدی کا اپنے امام سے نماز میں عمداً سبقت لے جانا)

انسان کی سرشت میں عجلت اور جلد بازی ہے

[وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝١١][1]

ترجمہ: (اور انسان ہے ہی بڑا جلد باز)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

[اَلتَّأَنِّيْ مِنَ اللّٰهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ][2]

ترجمہ: [بُردباری اللہ کی طرف سے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے]

انسان آپ اکثر دورانِ جماعت اپنے دائیں بائیں بہت سے نمازیوں کو رکوع وسجود یا دیگر تکبیراتِ انتقال میں سبقت لیجاتے دیکھتا رہتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات انسان خود بھی سبقت علی الامام کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔ بعض نمازی تو امام سے قبل سلام تک پھیر دیتے ہیں۔ بہت سے لوگ، شاید اس مسئلہ کی اہمیت سے آگاہ نہیں، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں شدید ترین وعید وارد ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

[أَمَا يَخْشَى الَّذِيْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللّٰهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ][3]

ترجمہ: (جو شخص امام سے قبل اپنا سر اٹھا لیتا ہے، وہ اس بات سے کیوں نہیں ڈرتا کہ اللہ

---

[1] سورۂ بنی اسرائیل: ۱۱۔

[2] بیہقی ۱۰/۱۰۴۔ الصحیحہ ۱۷۹۵۔

[3] مسلم: کتاب الصلوٰۃ: باب تحریم سبق الامام برکوع او سجود ونحوھما۔

Marfat.com

تعالیٰ اس کا سر گدھے کے سر میں تبدیل کر دے)

آپ اس نکتہ پر غور کیجئے کہ نمازی نماز کیلئے آرہا ہو تو شریعت اسے سکون و وقار سے آنے کا حکم دیتی ہے، تو جب نماز سے باہر سکون و وقار مطلوب ہے تو نماز کے اندر سکون و وقار کی کس قدر ضرورت ہوگی؟ بعض لوگوں پر نماز میں امام پر سبقت لے جانے کا معاملہ پیچھے رہ جانے کے ساتھ گڈمڈ ہو جاتا ہے، ایسے لوگوں کی رہنمائی کے لئے فقہائے کرام کا بیان کردہ ضابطہ بتائے دیتے ہیں، جو اس مسئلہ کا بہت عمدہ حل ہے۔ وہ ضابطہ یہ ہے کہ مقتدی اپنی حرکت تب شروع کرے جب امام کی تکبیر ختم ہو چکے۔ یعنی مثال کے طور پر امام سجدے میں جانے کے لئے اللہ اکبر کہے تو مقتدی تب سجدے میں جانا شروع کرے جب وہ امام کی اللہ اکبر کی ''راء'' سن لے، نہ اس سے قبل جائے نہ اس میں تاخیر کرے، اس طرح اس کا یہ معاملہ پوری طرح درست ہو جائے گا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین نماز میں نبی ﷺ سے سبقت لے جانے سے بچنے کیلئے حد درجہ احتیاط کا مظاہرہ کرتے تھے۔ چنانچہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

[اِنَّھُمْ کَانُوْا یُصَلُّوْنَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَاِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ لَمْ أَرَ اَحَداً یَحْنِیْ ظَھْرَہٗ حَتّٰی یَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ جَبْھَتَہٗ عَلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَخِرُّ مَنْ وَّرَائَہٗ سُجَّداً] [1]

ترجمہ: (صحابہ کرام نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے آپ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے (اور پھر سجدے میں جاتے) تو کوئی صحابی اس وقت تک اپنی کمر نہ جھکاتا جب تک رسول اللہ ﷺ اپنی پیشانی مبارک زمین پر نہ رکھ دیتے (جب پیشانی رکھ دیتے) تو پھر پیچھے والے سجدہ کے لئے گرتے) (اس سے مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے)

[1] مسلم: کتاب الصلوٰۃ: باب متابعۃ الامام والعمل بعدہ۔

Marfat.com

جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمر رسیدہ ہوگئے اور آپکی حرکت میں قدرے سستی آگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پیچھے نماز پڑھنے والوں کو ان الفاظ میں آگاہ فرمایا:

[یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ قَدْ بَدَّنْتُ فَلَا تَسْبِقُوْنِیْ بِالرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ][1]

ترجمہ: (اے لوگو! اب میں کچھ بھاری بدن ہو چکا ہوں لہٰذا (تم پوری احتیاط کرو) رکوع وسجود میں جاتے ہوئے مجھ سے سبقت نہ لے جاؤ)۔

امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ دورانِ امامت تکبیرات کہتے ہوئے سنتِ رسول کی اتباع کرے، چنانچہ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

[كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَهْوِي ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ، ثُمَّ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي الصَّلٰوةِ كُلِّهَا حَتّٰى يَقْضِيَهَا ، وَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ السِّنْتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوْسِ][2]

ترجمہ: (نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو جب پوری طرح کھڑے ہو چکتے تو تکبیر کہتے، پھر جب رکوع میں چلے جاتے تو تکبیر کہتے، پھر جب سجدے کیلئے جھک جاتے تو تکبیر کہتے، پھر جب اپنا سر مبارک اٹھا لیتے تو تکبیر کہتے، پھر جب دوسرے سجدہ میں چلے جاتے تو تکبیر کہتے، پھر جب سر اٹھا لیتے تو تکبیر کہتے، پھر اپنی پوری نماز میں اسی طرح کرتے حتیٰ کہ نماز پوری کر لیتے، اور جب دو رکعت کے بعد بیٹھ کر اٹھتے تو جب کھڑے ہو جاتے تو تکبیر کہتے)

بہرحال امام جب اپنی تکبیرات کو رکوع وسجود وغیرہ کی حرکات کے ساتھ ملا ہوا رکھے گا

---

[1] بیہقی ۹۳/۲۔ شیخ البانیؒ نے (ارواء الغلیل ۹۲۰/۲) میں اسے حسن کہا ہے۔

[2] صحیح بخاری حدیث نمبر ۷۵۶۔

Marfat.com

اور مقتدی گزشتہ سطور میں بیان کردہ کیفیت کا التزام کرے گا تو پھر پوری جماعت کی نماز کا معاملہ درست ہو جائے گا۔

إتیان المسجد لمن أکل بصلاً أو ثوماً أو ما له رائحة کریھة

(کچی پیاز یا لہسن یا دوسری بدبودار چیزیں کھا کر مسجد میں آنا)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

[یٰبَنِیٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ] [1]

ترجمہ: (اے اولاد آدم تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت زینت اختیار کر لیا کرو)

[عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: مَنْ أَکَلَ ثَوْمًا أَوْ بَصَلًا فَلْیَعْتَزِلْنَا أَوْ قَالَ: فَلْیَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْیَقْعُدْ فِیْ بَیْتِہٖ] [2]

ترجمہ: (جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: جس شخص نے لہسن یا پیاز کھایا وہ ہم سے دور رہے یا آپ نے فرمایا: وہ ہماری مسجد سے دور رہے اور اپنے گھر بیٹھا رہے)

اور صحیح مسلم میں ایک روایت ان الفاظ سے ہے

[مَنْ أَکَلَ الْبَصَلَ وَالثَّوْمَ وَالْکُرَّاثَ فَلَا یَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا، فَإِنَّ الْمَلَائِکَةَ تَتَأَذّٰی مِمَّا یَتَأَذّٰی مِنْہُ بَنُوْ آدَمَ] [3]

ترجمہ: جو شخص پیاز، لہسن یا کراث (ایک بدبودار ترکاری) کھالے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کیونکہ فرشتے ہر اس چیز سے تکلیف محسوس کرتے ہیں جس سے انسان تکلیف محسوس کرتا ہے۔

---

[1] سورۂ اعراف: ۳۱۔

[2] صحیح بخاری: کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة: باب احکام التی تعرف بالدلائل۔

[3] صحیح مسلم: کتاب المساجد: باب نھی من اکل ثوما او بصلا او کراثا ونحوھا۔

Marfat.com

امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک جمعہ کے خطبہ میں ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! تم دو سبزیاں کھاتے ہو میں انہیں خبیث ہی قرار دیتا ہو: ایک پیاز اور دوسری لہسن، میں نے رسول اللہ کو دیکھا ہے جس کسی شخص سے ان کی بدبو محسوس کرتے تو اسے بقیع (قبرستان) چھوڑ آنے کا حکم دیا کرتے، جو انہیں ضرور کھانا چاہے اسے چاہئے کہ پکا کر ان کی بو ختم کر لے۔'' (مسلم)

واضح ہو کہ اس زمرہ میں وہ لوگ بھی داخل ہیں جو اپنے کام سے فارغ ہو کر براہ راست مسجد پہنچ جاتے ہیں اور ان کی بغلوں اور موزوں وغیرہ سے بدبو کے بھبکے پھوٹ رہے ہوتے ہیں۔ اس سے بھی گندہ ان لوگوں کا معاملہ ہے جو سگریٹ نوشی کرتے ہیں، یہ حرام کام یعنی سگریٹ نوشی کرتے ہی مسجد میں آجاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں اور نمازیوں کی ایذاء کا موجب بنتے ہیں۔

الزنا

(زناکاری)

یہ بات معلوم ہے کہ عزت کی حفاظت اور نسل کی حفاظت شریعت کے اہم ترین مقاصد میں سے ہے، تب ہی تو شریعت نے زنا کو حرام قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾][1]

ترجمہ: خبردار! زنا کے قریب بھی نہ پھٹکنا کیونکہ وہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی بُری راہ ہے۔

زنا تو بہت بڑی بات ہے شریعت نے وہ تمام ذرائع اور طرق بھی بند کر دیئے ہیں، جو زنا تک پہنچنے کا سبب بن سکتے ہیں۔ مثلاً: پردے کا حکم، نگاہوں کو نیچا رکھنے کا حکم اور اجنبی عورتوں سے خلوت کی حرمت وغیرہ۔ زانی اگر شادی شدہ ہو تو اس کی شرعی سزا بھیانک، ہیبتناک اور سخت ہے،

[1] سورۂ بنی اسرائیل: ۳۲۔

Marfat.com

اور وہ یہ ہے کہ اس کے جسم پر اس وقت تک پتھر برسائے جائیں جب تک اس کی موت نہ واقع ہو جائے، تاکہ وہ اپنی اس حرکت کا پورا پورا وبال چکھ لے اور اس سزا سے اس کا پورا جسم تکلیف اٹھائے جیسا کہ زنا سے اس کے پورے جسم نے لذت پائی تھی۔ اور زانی اگر غیر شادی شدہ ہے تو اس کی سزا سو کوڑے ہیں اور حدودِ شرعیہ میں کوڑوں کی سزا میں یہ سب سے بڑی سزا ہے۔ اور اس پر مستزاد وہ ذلت اور فضیحت ہے جس کا اسے بوقتِ سزا بہت سے مؤمنین کی موجودگی کی وجہ سے سامنا کرنا پڑتا ہے، اور مزید رسوائی سال بھر کی جلاوطنی کی صورت میں مقدر بنتی ہے، جس سے شریعت کا مقصود یہ ہے کہ اسے اس جرم والی جگہ سے دور رکھا جائے۔

زانی مردوں اور عورتوں کا برزخ میں عذاب یہ ہے کہ انہیں ایک جلتے تنور میں ڈال دیا جائے گا، اس تنور کا منہ تنگ ہوگا، اور نیچے کا حصہ بڑا وسیع ہوگا جیسے ہی آگ بھڑکے گی اور اس کی تمازت انہیں پہنچے گی تو وہ چیختے چلاتے اوپر کو آئینگے (لیکن منہ تنگ ہونے کی بناء پر نکل نہیں سکیں گے) پھر انہیں نیچے جانا پڑے گا اور یہ عذاب قیامت تک جاری رہے گا۔

زنا کے تعلق سے اس شخص کا معاملہ انتہائی قباحت اور شناعت کا باعث بن جاتا ہے جو عمر رسیدہ ہونے اور قبر کے قریب پہنچ جانے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتنی ڈھیل پا لینے کے باوجود زنا جاری رکھے ہوئے ہے۔

[عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی الله عنه مَرْفُوْعاً : ثَلَاثَةٌ لاَ یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلاَ یُزَكِّیْهِمْ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَ لِیْمٌ: شَیْخٌ زَانٍ وَمَلِكٌ كَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ] [1]

ترجمہ: (ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:)

[1] صحیح مسلم: کتاب الایمان: باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار والمن بالعطیۃ۔

Marfat.com

تین افراد ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں فرمائے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا اور ان کیلئے دردناک عذاب ہوگا: بوڑھا زانی، جھوٹ بولنے والا بادشاہ، تکبر کرنے والا فقیر)

سب سے بدترین کمائی زانیہ عورت کی کمائی ہے جو وہ زنا کے مقابل وصول کرتی ہے، نصف اللیل کے بعد جب کہ آسمان کے دروازے دعا کرنے والوں کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اس وقت بھی فاحشہ اور بدکردار عورت قبولیتِ دعا سے محروم رہتی ہے۔[1]

واضح ہو کہ کسی عورت کا حاجت مند ہونا یا فقیر ہونا شرعاً اس بات کا عذر نہیں بن سکتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حدود کو پامال کرتی پھرے۔ایک قدیم مثال ہے شریف عورت فاقے برداشت کر لیتی ہے، لیکن اپنے سینے کی کمائی نہیں کھاتی، تو شرم گاہ کی کمائی کیسے کھا سکتی ہے۔(سینے کی کمائی کا معنی کسی بچے کو اجرت پر دودھ پلانا) افسوس آج کے اس دور میں ہر دروازہ فحاشی کی طرف ہی کھلتا ہے، شیطان نے اپنے اور اپنے چیلوں کی پرفریب چالوں کے ذریعے اِس راستے کو مزید سہل کر دیا ہے اور نافرمان اور فاسق اور فاجر قسم کے لوگ اس کی پیروی کرتے ہوئے اس راہ پر گامزن ہیں۔چنانچہ بے حیائی اور بے پردگی عام ہے۔مرد و زن کا اختلاط ایک وبا بن کے پھیلا ہوا ہے، جنسی بیہودگی پر مشتمل مجلّات، رسائل اور فحش فلمیں خوب خوب رواج پا چکی ہیں، کھاتے پیتے لوگوں کا بے حیائی کے ممالک کی طرف سفر اختیار کرنا بڑھتا جا رہا ہے، زنا کی باقاعدہ تجارتی منڈیاں قائم ہیں، عزتیں خوب پامال ہو رہی ہیں، اولادِ زنا کی تعداد روز افزوں بڑھتی جا رہی ہے، اسکے ساتھ ساتھ نومولود بچوں کے قتل کے واقعات میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔

---

[1] صحیح الجامع ۲۹۷۱۔

Marfat.com

اے اللہ ہم تجھ سے تیرے رحم وکرم، پردہ پوشی اور بچاؤ کا سوال کرتے ہیں،فواحش ومنکرات سے بچائے رکھنا۔اور اے اللہ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمارے دلوں کو پاکیزہ اور شرمگاہوں کو محفوظ رکھنا اور ہمارے اور حرام کاموں کے درمیان ایک پردہ اور ایک مضبوط آڑ اور دیوار کو حائل فرمادے۔

اللواط

(لواطت، اغلام بازی)

لوط علیہ السلام کی قوم کا جرم مردوں سے بدکاری کرنا تھا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿٢٨﴾ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ][1]

ترجمہ:(اور لوط علیہ السلام کا بھی ذکر کرو جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم تو اس بدکاری پر اتر آئے ہو جسے تم سے پہلے دنیا بھر میں کسی نے نہیں کیا، کیا تم مردوں کے پاس (بدفعلی کے لئے) آتے ہو اور راستے بند کرتے ہو اور اپنی عام مجلسوں میں بے حیائیوں کا کام کرتے ہو)

اس جرم کی قباحت وشناعت اور خطورت کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو اکھٹی چار سزائیں دیں، جبکہ کسی اور قوم کو اسطرح اکھٹی سزائیں نہیں دی گئیں۔

(۱) پہلی سزا یہ کہ انکی آنکھوں کو بے نور کردیا۔(۲) دوسری سزا یہ کہ انکی پوری بستی اُلٹا کر بلندی سے نیچے پھینک دی۔(۳) تیسری یہ کہ ان پر بڑی ترتیب سے کنکروں کی بارش کردی جو ٹھیک ٹھیک نشانوں پر لگتے تھے۔(۴) اور چوتھی یہ کہ ان پر ایک خوفناک چیخ مسلط کردی گئی۔

---

[1] سورۂ عنکبوت:۲۸،۲۹۔

Marfat.com

شریعت اسلامیہ نے لواطت کا فعلِ شنیع کرنے والے کی سزا تلوار سے قتل کرنا رکھی ہے۔یہی راجح قول ہے۔اور اگر یہ فعل مفعول بہ کی رضا سے ہوا ہے تو اسے بھی قتل کردیا جائے۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے:

[مَنْ وَّجَدْ تُّمُوْهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوْا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهٖ][1]

ترجمہ:(جس شخص کو تم قومِ لوط کا عمل کرتے پاؤ تو فاعل اور مفعول بہ دونوں کو قتل کردو)

آج ہمارے دور میں مختلف وبائی امراض بڑی شدت سے پھیل رہے ہیں یہ امراض ہمارے اسلاف کے دور میں نہیں تھے (مثال کے طور پر ایڈز کا مرض) اس کا سبب یہی فواحش ومنکرات ہیں۔ہماری شریعت نے جو فاعل اور مفعول کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے اس سے شارع کی حکمت واضح ہوتی ہے، کہ ان کے قتل سے اس مرض کی جڑیں ختم ہوجائیں اور بصورتِ وبا نہ پھیل سکے۔

امتناع المرأة من فراش زوجها بغير عذر شرعي

(عورت کا بلا عذر اپنے شوہر کے بستر پر آنے سے انکار کرنا)

[عَنْ اَبِيْهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :اِذَا دَعَا الرَّجُلُ اِمْرَأَتَهٗ اِلَيفِرَاشِهٖ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْ عَلَيْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ][2]

ترجمہ:(ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ انکار کردے اور وہ (شوہر) رات بھر ناراض رہے تو صبح ہونے تک فرشتے اس عورت پر لعنتیں بھیجتے رہتے ہیں)

---

[1] مسند احمد ۱/۳۰۰۔صحیح الجامع ۶۵۶۵۔

[2] صحیح بخاری: کتاب النکاح: باب اذا باتت المرأة مھاجرة فراش زوجھا۔

Marfat.com

بہت سی عورتیں جن کا شوہروں سے کسی نکتہ پر اختلاف ہوجائے تو وہ بزعمِ خود ان کے بستر پر جانے کے ان کے حق کو روک کر انہیں سزا دینے کی کوشش کرتی ہیں، انہیں اس بات کا اندازہ نہیں ہوتا کہ ان کے اس اقدام پر کتنے بڑے بڑے مفاسد مرتب ہوسکتے ہیں۔ چنانچہ شوہر حرام کام کا ارتکاب کرسکتا ہے، اور بعض اوقات معاملہ اس کے خلاف یوں جاسکتا ہے کہ شوہر سنجیدگی سے دوسری شادی کے متعلق سوچنا شروع کردیتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو جب بھی بستر پر طلب کرے وہ اس کی طلب پوری کرنے میں جلدی کرے، اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان پر بھی عمل ہوجائیگا

[إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْتُجِبْ وَإِنْ كَانَتْ عَلَى ظَهْرِ قَتَبٍ] [1]

ترجمہ: (جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے تو وہ فوراً قبول کرے خواہ (وہ بیوی) اونٹ پر سوار کیوں نہ ہو)

شوہر کو بھی چاہئے کہ وہ اس معاملہ میں اپنی بیوی کی بیماری یا اسکے حاملہ ہونے یا کسی تکلیف میں مبتلا ہونے کا خیال رکھے تاکہ دونوں کی باہمی الفت برقرار رہے اور کسی قسم کی رنجش اور اختلاف پیدا نہ ہونے پائے۔

طلب المرأة الطلاق من زوجها لغير سبب شرعي

(عورت کا اپنے شوہر سے بلاوجہ طلاق طلب کرنا)

بعض عورتیں معمولی سا اختلاف پیدا ہونے پر اپنے شوہروں سے طلاق کا مطالبہ کربیٹھتی ہیں بعض عورتیں اپنے شوہروں سے رقم مانگ لیتی ہیں، بعض اوقات عورت کو اس کے بعض رشتہ دار یا

---

[1] صحیح الجامع ۵۴۷۔ زوائد البزار ۲/۱۸۱۔

Marfat.com

بری سہیلیاں اور پڑوسنیں طلاق لینے پر مجبور کرتی ہیں اور بعض دفعہ تو عورت اپنے شوہر کو انتہائی غیرت ابھارنے والے جملوں کے ذریعہ چیلنج کر دیتی ہے مثلاً: اگر تو مرد ہے تو مجھے طلاق دیکر دکھا۔

یہ بات معلوم ہے کہ طلاق پر بڑے بڑے مفاسد مرتب ہوتے ہیں چنانچہ خاندان ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں اور بچے دھتکار دیئے جاتے ہیں، عورت خود ندامت اور پشیمانی کا شکار ہو جاتی ہے، جس کا اب کوئی فائدہ نہیں۔ انہی وجوہات کے پیشِ نظر شریعت نے بلا عذرِ شرعی طلاق کے مطالبے کے حرام ہونے کا حکیمانہ فیصلہ صادر فرمایا ہے۔

[عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَرْفُوْعاً: اَیُّمَا امْرَأَۃٍ سَأَلَتْ زَوْجَھَا الطَّلَاقَ مِنْ غَیْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْھَا رَائِحَۃُ الْجَنَّۃِ][1]

ترجمہ: (ثوبان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا): جو عورت اپنے شوہر سے بلاوجہ طلاق طلب کرے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے)

[عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَرْفُوْعاً: اِنَّ الْمُخْتَلِعَاتِ وَالْمُنْتَزِعَاتِ ھُنَّ الْمُنَافِقَاتُ][2]

ترجمہ: (عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (بلاوجہ) خلع اور طلاق کا مطالبہ کرنے والی اور جھگڑالوں عوتیں منافق ہیں)

البتہ اگر کوئی شرعی سبب پیدا ہو جائے مثلاً: شوہر بے نماز ہو یا مخدرات (نشہ آور اشیاء) کے استعمال کا عادی ہو، یا بیوی کو کسی حرام کام پہ مجبور کرتا ہو، یا اس پر مارکٹائی کا ظلم کرتا ہو، یا اس کے شرعی حقوق کی ادائیگی سے قاصر ہو...... اور اس سلسلہ میں کوئی نصیحت کارگر نہ ہو، نہ ہی اصلاح کی

---

1 مسند احمد ۵/۲۷۷۔ صحیح الجامع ۲۷۰۳۔
2 طبرانی کبیر ۱۷/۳۳۹۔ صحیح الجامع ۱۹۳۴۔

Marfat.com

کوششیں کامیاب ہوتی دکھائی دیں...... تو دریں صورت کوئی حرج نہ ہوگا کہ عورت اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے، تاکہ اس کی ذات اور دین محفوظ رہیں

الظہار

دورِ جاہلیت کی عادات بد میں سے ایک انتہائی قبیح عادت جو اس امت میں بھی منتشر ہے مرد کا اپنی بیوی سے ظہار کرنا ہے جس کی صورت یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی سے کہتا ہے: تم مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہو۔ یا تم مجھ پر میری بہن کی طرح حرام ہو۔ شریعت نے ان الفاظ کو انتہائی قبیح اور شنیع گردانا ہے، اور اسے عورت پر ظلم قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝۲] [1]

ترجمہ: (تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (یعنی انہیں ماں کہہ بیٹھتے ہیں) وہ دراصل ان کی مائیں نہیں بن جاتی، ان کی مائیں تو وہی ہیں جن کے بطن سے وہ پیدا ہوئے، یقیناً یہ لوگ نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں، بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے)

شریعت نے اس کا کفارہ بھی قتلِ خطاء کے کفارہ یا روزے کی حالت میں جماع کرنے کے کفارے کی طرح شدید اور پُر مشقت رکھا ہے...... اب ظہار کرنے والے مرد پر لازم ہوگا کہ جب تک یہ کفارہ ادا نہ کرلے اپنی بیوی کے قریب نہ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

[1] سورۂ مجادلہ: ۲۔

Marfat.com

[وَالَّذِينَ يُظٰهِرُونَ مِن نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّن قَبْلِ أَن يَتَمَآسَّا ۚ ذٰلِكُمْ تُوعَظُونَ بِهِ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِن قَبْلِ أَن يَتَمَآسَّا ۖ فَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا ۚ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ ۚ وَتِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ ۗ وَلِلْكٰفِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝][1]

ترجمہ: (جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی کہی ہوئی بات سے رجوع کر لیں تو ان کے ذمہ آپس میں ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہے، اس کے ذریعے تم نصیحت کیئے جاتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے، ہاں جو شخص نہ پائے (غلام آزاد نہ کر سکے) اس کے ذمہ دو مہینوں کے لگاتار روزے ہیں اس سے پہلے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں، (ایک دوسرے کے قریب ہوں) اور جس شخص کو یہ طاقت بھی نہ ہو اس پر ساٹھ مسکینوں کا کھانا کھلانا ہے، یہ اس لئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی حکم برداری کرو، یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اور کفار ہی کے لئے دردناک عذاب ہے)

وطء الزوجة في حيضها

(دوران حیض بیوی سے جماع کرنا)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيضِ ۖ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۖ][2]

---

[1] سورہ مجادلہ: ۳، ۴۔

[2] سورہ بقرہ: ۲۲۲۔

Marfat.com

ترجمہ: (آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہہ دیجئے کہ وہ گندگی ہے، حالتِ حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ)

معلوم ہوا کہ شوہر کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی بیوی سے اس وقت تک جماع کرے جب تک وہ حیض سے پاک ہو کر غسل نہ کرلے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ][1]

ترجمہ: (ہاں) جب وہ پاک ہو جائیں تو انکے پاس جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے اجازت دی ہے۔

اس نافرمانی کی قباحت اور شناعت کا ثبوت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

[مَنْ أَتَى حَائِضاً أَوْ إِمْرَأَةً فِيْ دُبُرِهَا أَوْ كَاهِناً فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ][2]

ترجمہ: (جو شخص حائضہ عورت سے جماع کرے یا بیوی کی دبر میں جماع کرے یا کسی کاہن کے پاس جائے تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کردہ شریعت کا انکار کر دیا)

جو شخص بلا قصد، غلطی اور لاعلمی سے یہ گناہ کر بیٹھے، اس پر کوئی بوجھ اور جرمانہ نہیں ہے اور جو شخص جان بوجھ کر اس فعل کا ارتکاب کرلے اس پر کفارہ ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں کفارہ والی جو حدیث آئی ہے، جو علماء اس کی صحت کے قائل ہیں ان کے نزدیک وہ کفارہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ دینا ہے۔ بعض علماء تو مطلقاً اسے اختیار دینے کے قائل ہیں کہ چاہے ایک دینار صدقہ دے یا آدھا دینار۔ جبکہ بعض علماء کا کہنا ہے کہ اگر حیض کے ابتدائی ایام میں جبکہ خون زیادہ بہتا ہے جماع کرلیا تو اس کا کفارہ ایک دینار ہے اور اگر آخری ایام میں جبکہ خون کافی ہلکا ہو جاتا ہے غسلِ حیض سے قبل جماع کرلیا تو آدھا دینار کفارہ ہوگا۔

---

[1] سورۂ بقرہ: ۲۲۲۔

[2] ترمذی ۱/۲۴۳۔ صحیح الجامع ۵۹۱۸۔

Marfat.com

آج کل معروف ومتداول ناپ تول کے نظام کے مطابق ایک دینار ۲۵۔۴ گرام سونے کے مساوی ہے، چنانچہ اتنی مقدار کا سونا یا اسکی مالیت کی رقم صدقہ کردی جائے۔

اتیان المرأۃ فی دبرھا
(عورت کی دبر میں جماع کرنا)

بعض لوگوں کا جو کہ جادۂ مستقیمہ سے بسر کے ہوئے اور کمزور ایمان کے حامل ہیں یہ گھٹیا اور بدنما کردار ہے کہ وہ اپنی بیوی کی دبر (پاخانہ کی جگہ) میں جماع سے بھی تورع اور گریز نہیں کرتے۔ یہ کبیرہ گناہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے شخص پر لعنت فرمائی ہے۔

[عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوْعاً: مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتٰی اِمْرَأَتَهٗ فِیْ دُبُرِهَا] [1]

ترجمہ: (ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنی بیوی کی دبر میں جماع کرتا ہے وہ ملعون ہے)۔

بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے:

[جو شخص حائضہ عورت سے جماع کرے، یا بیوی کی دبر میں جماع کرے یا کسی کاہن کے پاس آئے تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل شریعت کے ساتھ کفر کیا]

اکثر سلیم الفطرت بیویاں اس فعلِ شنیع کا انکار کرتی ہیں، مگر ان کے شوہر انہیں طلاق کی دھمکی دیکر اس بُرے فعل پر مجبور کردیتے ہیں۔ بعض بیویاں شرم کی وجہ سے اس بارے میں اہلِ علم سے نہیں پوچھ پاتیں تو ان کے شوہر انہیں دھوکہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ کام حلال ہے اور وہ بطورِ دلیل قرآن کی یہ آیت پیش کرتے ہیں:

---

[1] مسند احمد ۲/۴۷۹۔ صحیح الجامع ۵۸۶۵۔

Marfat.com

[نِسَآؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ ۪ فَاْتُوْا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ ۡ][1]

ترجمہ: (تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں، اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو آؤ)

حالانکہ یہ آیت کریمہ اس گندے فعل کی دلیل نہیں ہے۔ چنانچہ یہ بات معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قرآن پاک کا بیان ہے اور حدیث میں یہ بات موجود ہے کہ شوہر اپنی بیوی کے پاس جس طرح چاہے آجائے خواہ آگے سے خواہ پیچھے سے، بس شرط یہ ہے کہ جماع موضعِ ولادت میں ہو اور ظاہر ہے کہ دبر موضعِ ولادت نہیں بلکہ پاخانہ کی جگہ ہے۔

اس ''جریمہ'' کے بہت سے اسباب ہو سکتے ہیں، اور نمایاں سبب یہ ہے کہ فحش اور گندی فلموں کے انتہائی حیا سوز اور نجس مناظر کے نقوش ذہن میں پیوست ہوتے ہیں، اب بجائے اس کے کہ شادی ہونے پر سابقہ بے راہ روی سے توبہ کر کے ایک صاف ستھری حیاتِ زوجیت کا آغاز کرے بلکہ وہ انہی ناپاک خیالات کے ساتھ جاتا ہے اور اپنی بیوی سے وہی کچھ چاہنے لگتا ہے جن کا ان خبیث افلام (فلموں) میں مشاہدہ کر چکا ہوتا ہے۔

واضح ہو کہ اگر میاں اور بیوی دونوں اس فعل بد پر متفق اور رضامند ہو جائیں تو پھر بھی یہ فعل حرام ہی رہے گا، کیونکہ فعلِ حرام پر راضی ہونا اسے ہرگز حلال نہیں بنا دیتا۔

عدم العدل بین الزوجات

(بیویوں کے درمیان عدل برقرار نہ رکھنا)

اللہ تعالیٰ کے اوامر میں سے ایک امر یہ بھی ہے کہ بیویوں کے درمیان عدل وانصاف قائم رکھا جائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

---

[1] سورۂ بقرہ: ۲۲۳۔

Marfat.com

[وَلَنْ تَسْتَطِيعُوْا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾][1]

ترجمہ: (تم سے یہ تو کبھی نہ ہو سکے گا کہ اپنی تمام بیویوں میں ہر طرح عدل کرو، گو!تم اس کی کتنی ہی خواہش و کوشش کرلو، اس لئے بالکل ہی ایک کی طرف مائل ہو کر دوسری کو اڈھر لٹکتی ہوئی نہ چھوڑ دو اور اگر تم اصلاح کرو اور تقوی اختیار کرو تو بے شک اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت و رحمت والا ہے)

تو عدلِ مطلوب یہ ہے کہ ہر بیوی کے ساتھ رات بسر کرنے، کھانے پینے، پہننے اور دیگر نفقات میں عدل روا رکھے۔قلبی محبت میں عدل مطلوب نہیں ہے، کیونکہ یہ وہ معاملہ ہے جو کسی بندے کے اختیار اور کنٹرول میں نہیں ہے۔لیکن جو لوگ ایک سے زائد شادیاں کرکے ایک ہی بیوی کے ہو کر رہیں، اسی کے ناز و نخرے اٹھائیں، اسی کے پاس زیادہ شب باشی کریں اور باقی بیویوں کو عضوِ معطل کی طرح چھوڑ دیں، ان پر یہ واضح ہونا چاہئے کہ یہ کردار قطعی حرام کے زمرے میں آتا ہے، ایسے شخص کی روزِ قیامت میدان حشر میں آنے کی کیفیت بڑی ہولناک ہوگی۔

[عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ كَانَتْ لَهٗ اِمْرَأَتَانِ فَمَالَ اِلٰى اِحْدَاهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَائِلٌ][2]

ترجمہ: (ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے ایک کی طرف زیادہ جھکاؤ اختیار کرے، تو وہ قیامت کے دن اسطرح آئے گا کہ اسکا ایک پہلو جھکا ہوا (ٹیڑھا) ہوگا۔

---

[1] سورۃ نساء:۱۲۹۔

[2] ابوداود۔کتاب النکاح، باب فی القسم بین النساء ۲/۶۰۱۔صحیح الجامع ۶۴۹۱۔

Marfat.com

الخلوة بالأجنبية

(اجنبی "غیر محرم" عورت کے ساتھ خلوت وتنہائی اختیار کرنا)

شیطان لوگوں کو مبتلائے فتنہ کرنے اور حرام کاموں میں ملوث کرنے کا اسقدر حریص ہے کہ کوئی موقع گنوانے سے باز نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں شیطان کی پیروی سے بایں الفاظ ڈرایا ہے:

[يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ وَمَن يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ ۚ][1]

ترجمہ: (اے ایمان والو شیطان کے قدم بقدم نہ چلو جو شخص شیطانی قدموں کی پیروی کرے تو وہ تو بے حیائی اور بُرے کاموں کا ہی حکم کرے گا)

شیطان ابن آدم کے اندر اس کے خون کے ساتھ ساتھ گردش کر رہا ہے، شیطان کے لوگوں کو مبتلائے فحش وحرام کرنے کے جو طرق ہیں ان میں سے ایک طریق اجنبی عورتوں کے ساتھ خلوت اور تنہائی اختیار کرنا ہے۔ شریعتِ مطہرہ نے اس راستہ کا پوری طرح سدِ باب کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

[وَلَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ][2]

ترجمہ: (انسان جب کسی اجنبی عورت (غیر محرم) کے ساتھ خلوت وعلیحدگی اختیار کرتا ہے، تو وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے)

---

[1] سورۂ نور: ۲۱۔

[2] ترمذی۔ ۳/۴۷۴۔

Marfat.com

[عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَا یَدْخُلَنَّ رَجُلٌ بَعْدَ یَوْمِیْ ھٰذَا عَلٰی مُغِیْبَۃٍ اِلَّا وَمَعَہٗ رَجُلٌ اَوِاثْنَانِ][1]

ترجمہ: (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا آج کے بعد کوئی شخص اکیلی عورت (جس کا شوہر موجود نہ ہو) کے پاس نہ جائے الا یہ کہ اس کے ساتھ ایک یا دو آدمی ہوں)

لہٰذا یہ قطعا جائز نہیں کہ کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ مثلا بھائی کی بیوی کے ساتھ یا خادمہ کے ساتھ یا ڈاکٹر کا مریض عورت کے ساتھ گھر یا کمرے یا گاڑی وغیرہ میں تنہائی اختیار کرے۔ بہت سے لوگ اس معاملے میں تساہل برتتے ہیں، یا تو انہیں اپنے آپ پر اعتماد ہوتا ہے یا دوسروں پر، لیکن بالآخر زنا کا ارتکاب ہو ہی جاتا ہے یا کم از کم مقدمات زنا ہی سہی، نتیجہ یہ کہ انساب کے خلط ملط ہو جانے اور اولادِ زنا بڑھ جانے کی ہولناک اور تباہ کن صورتحال سے دوچار ہونا پڑ جاتا ہے۔

مصافحة المرأة الاجنبية

(نامحرم عورت سے مصافحہ کرنا)

اس معاملہ میں بہت سے خود ساختہ معاشرتی رسم ورواج اور لوگوں کی باطل عادات وتقالید اللہ رب العزت کی شریعت اور اس کے حکم سے سرکشی اور بغاوت کا رویہ اپنائے ہوئے ہے۔ اگر آپ انہیں شرعی حکم سے آگاہ کر دیں بلکہ دلائل وبراھین کے ذریعہ حجت بھی ان پر قائم کر دیں پھر بھی وہ (بجائے تسلیم کرنے کے) آپ کے سر رجعت پسندی، تنگ نظری، قطع رحمی اور دوسروں

[1] صحیح مسلم: کتاب السلام: باب تحریم الخلوۃ بالاجنبیۃ والدخول علیھا۔

Marfat.com

کی نیک نیتی پر تشکیک جیسے الزامات تھوپ ڈالیں گے۔

ہمارے معاشرے میں چچا، پھوپھی، خالو، اور خالہ کی بیٹیوں اور بھائی، چچا، اور ماموں کی بیویوں سے مصافحہ تو پانی کا ایک گلاس پینے سے بھی زیادہ آسان متصور ہوتا ہے۔ حالانکہ شرعی اعتبار سے اس معاملہ کی خطورت وحساسیت کو بنگاہِ بصیرت دیکھنے والا ایسی حرکت کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[لَاَنْ يُّطْعَنَ فِيْ رَأْسِ اَحَدِكُمْ بِمِخْيَطٍ مِنْ حَدِيْدٍ خَيْرٌلَّهٗ مِنْ اَنْ يَّمَسَّ اِمْرَأَةً لَاتَحِلُّ لَهٗ] [1]

ترجمہ: (تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی میخ ٹھونک دی جائے تو یہ چیز اس سے بہتر ہے کہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لئے حلال نہیں ہے "نامحرم عورت کو چھوئے")

نامحرم عورت سے مصافحہ کا یہ سلسلہ بلاشبہ ہاتھوں کا زنا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

[اَلْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ وَالْفَرْجُ يَزْنِيْ] [2]

ترجمہ: (آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں اور ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں اور ٹانگیں بھی زنا کرتی ہیں اور شرمگاہ بھی زنا کرتی ہے)

کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی پاکیزہ دل والا ہو سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

[اِنِّيْ لَا أُصَافِحُ النِّسَآءَ] [3]

---

[1] طبرانی ۲۰/۲۱۲ صحیح الجامع ۴۹۲۱۔

[2] مسند احمد۔ صحیح الجامع ۴۱۲۶۔

[3] مسند احمد ۶/۳۵۷۔ صحیح الجامع ۲۵۰۹۔

ترجمہ: (بے شک میں عوتوں سے مصافحہ نہیں کرتا)

مزید فرمایا:

[اِنِّیْ لَآ اَمَسُّ اَیْدِی النِّسَآءِ] [1]

ترجمہ: (میں ''بیعت لیتے ہوئے'' عورتوں کے ہاتھوں کو نہیں چھوتا)

[عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: وَلَا وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ یَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَدَ امْرَاَةٍ قَطُّ غَیْرَ اَنَّهٗ یُبَایِعُهُنَّ بِالْکَلَامِ] [2]

ترجمہ: (عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: (بیعت لیتے ہوئے) رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ مبارک بھی کسی عورت سے نہیں چھوا، آپ ﷺ تو بس کلام کے ساتھ بیعت لیا کرتے تھے)

ان مردوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے جو اپنی نیک بیویوں کو محض ان کے بھائیوں سے مصافحہ نہ کرنے پر طلاق کی دھمکیا دیتے رہتے ہیں، واضح ہو کہ مصافحہ کے وقت اگر کوئی کپڑا یا دیگر چیز حائل ہو تو اس سے یہ مصافحہ جائز نہیں ہو جائیگا، اجنبی عورت سے مصافحہ دونوں صورتوں میں حرام اور ناجائز ہے۔

تطیب المرأة عند خروجها و مرورها بعطرها علی الرجال

(عورت کا گھر سے نکلتے ہوئے خوشبو لگانا اور (خوشبو کی حالت میں) مردوں کے پاس سے گزرنا)

ہمارے معاشرے میں یہ گناہ پھیلتا ہی جا رہا ہے، اس بارہ میں نبی ﷺ سے وارد شدید ترین وعیدوں کی بھی پرواہ نہیں کی جاتی۔ چنانچہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

---

[1] طبرانی کبیر ۳۴۲/۲۴۔ صحیح الجامع ۷۰۵۴۔

[2] صحیح مسلم: کتاب الامارۃ: باب کیف بیعۃ النساء۔

Marfat.com

[اَیُّمَا امْرَأَۃٍ اِسْتَعْطَرَتْ ثُمَّ مَرَّتْ عَلَی الْقَوْمِ لِیَجِدُوْا رِیْحَھَا فَھِیَ زَانِیَۃٌ] [1]

ترجمہ: (یعنی جو عورت عطر استعمال کرے پھر لوگوں کے پاس سے گزرے تا کہ وہ اس کی خوشبو کو پالیں! تو وہ زانیہ ہے)۔

بعض عورتیں اس سلسلہ میں کچھ زیادہ ہی غفلت وتساھل (سستی) اور معاملے کو معمولی قرار دینے کی مرتکب ہیں، اس کے بہت سے مظاہر ہیں مثلاً: خوشبو سے معطر ہو کر گاڑی میں ڈرائیور کے ساتھ بیٹھنا، سودے کی خریداری کرتے ہوئے دکان پر دکاندار کے ساتھ، یا بچے کے انتظار میں اسکول کے دروازے پر چوکیدار کے پاس کھڑے ہونا وغیرہ۔

اس معاملے کی شدت وشناعت کا یوں اندازہ کیجئے کہ جو عورت خوشبو لگا چکی ہو اور باہر جانے کا ارادہ کرلے، شریعت اسے غسلِ جنابت کی طرح کا غسل کرنے کا حکم دیتی ہے، خواہ اس کا رخ مسجد کی طرف ہی کیوں نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[اَیُّمَا امْرَأَۃٍ تَطَیَّبَتْ ثُمَّ خَرَجَتْ اِلَی الْمَسْجِدِ لِیُوْجَدَ رِیْحُھَا لَمْ یُقْبَلْ مِنْھَا صَلَاۃٌ حَتّٰی تَغْتَسِلَ اغْتِسَالَھَا مِنَ الْجَنَابَۃِ] [2]

ترجمہ: (جو عورت خوشبو لگائے پھر مسجد کی طرف جائے تا کہ اس کی خوشبو لوگوں پر مہکے، اس کی نماز قبول نہیں ہوگی تا آنکہ وہ غسلِ جنابت والا غسل نہ کرلے)

آج کل عورتوں کے یوں انواع واقسام کے عطور وبخور، جو بڑی دل بھانے والی خوشبو پر مشتمل ہوتے ہیں، لگا کر گھر سے نکلنا اور بازاروں، جہازوں، بسوں اور دیگر مقاماتِ اختلاط میں حتی کہ مساجد میں اور وہ بھی رمضان کی راتوں میں بے دریغ آنا (ایک ایسا حیا سوز اور موذی

---

[1] مسند احمد ۴/۴۱۸۔ صحیح الجامع ۱۰۵۔
[2] مسند احمد ۲/۴۴۴۔ صحیح الجامع ۲۷۰۳۔

Marfat.com

مرض بن چکا ہے) کہ اس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ ہی سے شکوہ کیا جاسکتا ہے۔شریعت نے تو واضح بتا دیا ہے کہ عورت کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر ہو مگر خوشبو پوشیدہ ہو۔

اے اللہ !ہم تجھ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہم سے ناراض نہ ہونا، اور نادان مردوں اور عورتوں کی اس قسم کی حرکات سے نیک مردوں اور عورتوں کو نہ پکڑ لینا،اور سب کو اپنے صراطِ مستقیم کی ہدایت عطا فرمادے۔

سفرا لمرأة بغير محرم
(عورتوں کا بلا محرم سفر کرنا)

صحیح بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

[لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ][1]

ترجمہ:(عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے)

یہ حدیث ہر قسم کے سفر کو حتیٰ کہ سفرِ حج کو بھی شامل ہے،عورت کا بلا محرم سفر کرنا، فاسق و فاجر قسم کے مردوں کی برانگیختگی کا سبب بنے گا جو اسے بہکانے کے درپے ہوں گے،اور نتیجۃً یہ عورت یہ صنفِ نازک بہت بڑی بربادی کا شکار ہو سکتی ہے،یا پھر کم از کم اپنی عزت اور شرف کے حوالے سے بڑی تکلیف دہ صورت حال سے دوچار ہو سکتی ہے۔یہی معاملہ عورت کے تنہا جہاز پر سفر کرنے کا ہے،خواہ اس ائرپورٹ پر کوئی محرم رخصت کرے،اور دوسرے ائرپورٹ پر کوئی محرم استقبال کرے،لیکن معاملہ کی سنگینی کا یوں سوچئے کہ جہاز میں برابر والی نشست پر کون بیٹھے گا!اور

[1] صحیح بخاری: کتاب جزاء الصید : باب حج النساء۔صحیح مسلم : کتاب الحج : باب سفر المرأة مع محرم الی حج۔

Marfat.com

کسی فنی خرابی کی وجہ سے جہاز اگر کسی دوسرے ائرپورٹ پر اتر گیا یا کسی وجہ سے تاخیر کا شکار ہو گیا ، یا کسی دوسرے ائرپورٹ پر محرم کو جہاز کے وقت کے تعلق سے غلط فہمی ہو جائے تو اس اکیلی عورت کا کیا بنے گا؟ اور اس حوالہ سے بہت سے واقعات منظر عام پر آ چکے ہیں۔

واضح ہو کہ محرم میں چار شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔ اس کا مسلمان ہونا، بالغ ہونا، عاقل ہونا، اور مرد ہونا۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

[أَبُوهَا أَوْ ابْنُهَا أَوْ زَوْجُهَا أَوْ أَخُوهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ] [1]

ترجمہ: (اس کا باپ ہو یا بیٹا ہو یا خاوند ہو یا بھائی ہو یا اس طرح کا دوسرا محرم ہو)

تعمد النظر الی المرأة الأجنبیة
(اجنبی عورت کو قصداً دیکھنا)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ أَزْكٰى لَهُمْ ۭ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝] [2]

ترجمہ: (مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں یہی ان کیلئے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے خبردار ہے)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

[فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ] [3]

---

[1] صحیح مسلم۔ ۲/۹۷۷۔

[2] سورۂ نور: ۳۰۔

[3] صحیح بخاری مع الفتح ۱۱/۲۶۔

Marfat.com

ترجمہ: (یعنی اجنبی عورتوں کو دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے)

البتہ وہ دیکھنا جو شرعی تقاضے اور ضرورت کے تحت ہو مثلاً آدمی کا اس عورت کو جس سے نکاح کرنا چاہتا ہے دیکھنا یا ڈاکٹر کا مریض خاتون کو دیکھنا اس عموم سے مستثنیٰ ہے۔

واضح ہو کہ جس طرح مرد کا اجنبی عورت کو دیکھنا حرام ہے، اسی طرح بنظرِ فتنہ عورت کے لئے بھی مرد کو دیکھنا حرام ہے۔

[وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ][1]

ترجمہ: مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں۔

اسی طرح شہوت کی نظر سے کسی امرد (بے ریش) لڑکے کو دیکھنا بھی حرام ہے۔ اسی طرح مرد کا مرد کی اور عورت کا عورت کی شرمگاہ کو دیکھنا بھی ناجائز ہے اور جس شرمگاہ کا دیکھنا جائز نہیں اسے چھونا بھی جائز نہیں ہے، خواہ بیچ میں کوئی پردہ ہی حائل کیوں نہ ہو۔

آج نوجوان رسالوں کے اندر فحش تصاویر اور اخلاق باختہ فلمیں دیکھتے ہیں تو یہ شیطان کا انتہائی خطرناک وار ہے، اس معاملے میں شیطان کا حربہ یہ ہے کہ یہ سب کچھ چونکہ غیر حقیقی ہے ،لہذا انہیں دیکھنا جائز ہے، حالانکہ سب لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ شہوات کو بھڑکانے اور فواحش ومنکرات کا فساد برپا کرنے میں ان رسائل کا کیسا گھناؤنا کردار ہے۔

---

[1] سورۂ نور: ۳۱۔

Marfat.com

الدیاثة

[عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَرْفُوعاً :ثَلَاثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ :مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْعَاقُّ وَالدَّيُّوثُ الَّذِيْ يُقِرُّ فِيْ أَهْلِهِ الْخُبْثَ] [1]

ترجمہ: (تین قسم کے افراد پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کردی ہے: ایک شراب کا عادی، دوسرا والدین کا نافرمان اور تیسرا دیوث جو اپنے گھر میں برائی کو برقرار رہنے دے)

آج کل ہمارے زمانے میں دیاثہ کی بہت سی صورتیں موجود ہیں۔ مثلاً آدمی اپنی بیوی یا بیٹی کے بارے میں جانتا ہے کہ ان کا اجنبی مردوں سے رابطہ قائم رہتا ہے اور آپس میں خوب گفتگو ہوتی ہے مگر وہ اسے روکنے کے بجائے چشم پوشی سے کام لیتا ہے اور اسے مغازلات کا نام دیا جاتا ہے۔ اسی طرح آدمی اپنے گھر کی کسی عورت کی کسی اجنبی مرد کے ساتھ علیحدگی وتنہائی پر کوئی اعتراض نہیں کرتا، اسی طرح اپنے گھر کی کسی عورت کو اجنبی مرد کے ساتھ سفر کرنے کی اجازت دے دیتا ہے خواہ ذاتی ڈرائیور ہی کیوں نہ ہو، اسی طرح اپنے گھر کی عورتوں کے شرعی حجاب کے بغیر گھر سے نکلنے پر راضی ہے۔ چنانچہ ہر آنے جانے والا انہیں دیکھ کر تفریح حاصل کرتا ہے، اسی طرح فحش فلموں اور رسالوں کا جو فحاشی وعریانی کا سب سے بڑا طوفانِ بدتمیزی ہیں، گھر میں بلا روک ٹوک آنا بھی مرد کی دیوثیت کی نشانی ہے۔

[1] مسند احمد ۲/۶۹ صحیح الجامع ۳۰۴۷۔

Marfat.com

التزویر فی انتساب الولد لغیر أبیہ وجحد الرجل ولدہ

شریعت کی رو سے ایک شخص کا اپنے اصل باپ کی بجائے کسی دوسرے کی طرف نسبت کرنا ناجائز ہے۔ اسی طرح کسی قوم یا برادری جس سے اسکا تعلق نہیں ہے، الحاق کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

بعض لوگ صرف مادّی منفعتوں کی بناء پر ایسا کرگزرتے ہیں، بلکہ رسمی کاغذات میں بھی جھوٹے انساب کا اندراج کرالیتے ہیں، کچھ لوگ ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ ان کے باپ نے انہیں بچپن میں چھوڑ دیا ہوتا ہے، لہٰذا وہ ناراضگی اور نفرت جتانے کیلئے اپنی ولدیت بدل ڈالتے ہیں۔

واضح ہو کہ یہ سب حرام ہے اور اسکے زندگی کے مختلف شعبوں مثلاً: محرمیت، شادی بیاہ اور میراث وغیرہ کے تعلق سے بڑے بڑے مفاسد مرتب ہوتے ہیں۔ صحیح بخاری میں سعد اور ابوبکر رضی اللہ عنہما سے مرفوعا حدیث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْہِ وَھُوَ یَعْلَمُ فَا لْجَنَّۃُ عَلَیْہِ حَرَامٌ][1]

ترجمہ: (جو اپنے حقیقی باپ کی بجائے دوسرے کی طرف منسوب ہو اور اسے اس بات کا علم بھی ہو تو اس پر جنت حرام ہے)

ہر وہ چیز جو نسب ناموں میں عبث یا جھوٹ پر مشتمل ہو شریعت اسے حرام قرار دیتی ہے۔ بعض لوگ اپنی بیوی سے لڑائی جھگڑا کرتے کرتے اس حد تک پہنچ جاتے ہیں کہ اس پر زنا کی تہمت لگا کر بلاثبوت اپنے بچے کو ولد الزنا قرار دے کر اس سے کنارہ کشی اختیار کرلیتے ہیں۔ حالانکہ وہ بچہ انہی کے فراش (بستر) پر متولّد ہوا ہے اور بعض بیویوں کا یہ گھناؤنا کردار اور خیانت ہے کہ وہ از طریق زنا حاملہ ہو کر اس بچے کو اپنے شوہر کے نسب میں داخل کرلیتی ہیں، حالانکہ شوہر کا اس سے کوئی تعلق نہیں

---

[1] صحیح بخاری: کتاب الفرائض: باب من ادعیٰ الی غیر ابیہ۔

Marfat.com

ہوتا۔ان دونوں کرداروں کی شریعت نے پرزور مذمت کی ہے اور بڑی شدید وعید بیان کی ہے۔
چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لعان کی آیات کے نزول کے موقع پر فرمایا تھا:

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں

[اَیُّمَا امْرَأَۃٍ اَدْخَلَتْ عَلٰی قَوْمٍ مَنْ لَیْسَ مِنْھُمْ فَلَیْسَتْ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْئٍ وَلَنْ یُدْخِلَھَا اللّٰہُ جَنَّتَہٗ ، وَاَیُّمَا رَجُلٍ جَحَدَ وَلَدَہٗ وَھُوَ یَنْظُرُ اِلَیْہِ احْتَجَبَ اللّٰہُ مِنْہُ وَفَضَحَہٗ عَلٰی رُؤُوْسِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْآخِرِیْنَ][1]

ترجمہ: [جو عورت اپنا ناجائز بچہ اپنے شوہر کی طرف منسوب کرے اس کا اللہ رب العزت کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں اور اللہ تعالیٰ اسے ہرگز جنت میں داخل نہ فرمائے گا اور جو آدمی جانتے بوجھتے ہوئے بھی اپنے بچے کا منکر ہو جائیگا اللہ تعالیٰ اس سے پردہ فرمائیگا اور اسے تمام اولین وآخرین کی موجودگی میں ذلت وفضیحت کے اندر دھکیل دے گا]

اکل الربا

(سودخوری)

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابِ مقدس میں سودخوروں کے علاوہ کسی قوم سے اعلان جنگ نہیں فرمایا:

[یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ][2]

ترجمہ: (اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو اگر تم سچ مچ ایمان دار ہو اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے لڑنے کیلئے تیار ہو جاؤ)

---

[1] ابوداؤد ۲/۶۹۵، مشکوۃ ۳۳۱۶۔

[2] سورۂ بقرہ: ۲۷۸، ۲۷۹۔

Marfat.com

سود جیسے جریمہ کی عنداللہ شناعت وقباحت کے اظہار کے لئے یہی ایک آیتِ کریمہ کافی ہے۔

افراد اور حکومتوں کی سطح پر غور وخوض کرنے والا ان تباہ کاریوں اور ہلاکت آفرینیوں کو بخوبی محسوس کرسکتا ہے جو محض سودی لین دین کی پیدا کردہ ہیں۔ جن میں افلاس، کساد بازاری، جمود، قرضوں کی ادائیگی سے عاجز وقاصر رہ جانا، اقتصادی ڈھانچے کا بے جان وبے کار ہوجانا، کمپنیوں کا دیوالیہ ہوجانا، روزمرہ کی محنتوں اور خون پسینہ کی کمائیوں کو کبھی نہ ختم ہونے والے سود کے خانہ میں بھرتے رہنا، معاشرے میں غربت وامارت کے تعلق سے طبقاتی کشمکش کا جنم لینا وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ نتیجۃً ریاست کا بہتر سرمایہ گنتی کے چند افراد کے ہاتھوں میں گردش کرتا رہتا ہے (سود خوروں میں سے بیشتر افراد محرومیوں کی عبرتناک تصویر بن جاتے ہیں) اور شاید یہ اس انجامِ بد کی ایک جھلک ہے جو سود خوروں کے اللہ رب العالمین کے ساتھ اعلانِ جنگ کی وعید وتنبیہ کی صورت میں موجود ہے۔

سودی کاروبار میں شرکت کرنے والے تمام افراد خواہ وہ لین دین کے مرکزی کردار ہوں یا پارٹیوں کے درمیان رابطہ اور واسطہ کے تعلق سے شریک کار ہوں یا کسی طور تعاون وراہ نمائی کا کردار ادا کررہے ہوں سب محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک پر ملعون ہیں۔ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ:

[لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ] [1]

ترجمہ: (رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والوں، کھلانے والوں، لکھنے والوں اور گواہی دینے والوں سب پر لعنت فرمائی ہے، بلکہ فرمایا یہ سب برابر کے گناہ گار ہیں)

---

[1] صحیح مسلم ۳/۱۲۱۹۔

Marfat.com

بنابریں سودی کاروبار میں کتابت وتحریر، یا کھاتوں کی تیاری یا سودی مال کے لین دین یا حفاظت وچوکیداری یا اس قسم کی دیگر ہر قسم کی ڈیوٹی ناجائز ہے۔ حکم یہی ہے کہ سودی کاروبار میں شرکت یا اعانت خواہ وہ کسی بھی صورت ونوعیت سے تعلق رکھے سب حرام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کبیرہ گناہ کی قباحت وشناعت بیان کرنے میں کافی حریص تھے (تاکہ لوگ اس کبیرہ گناہ سے باز آجائیں) چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[اَلرِّبَا ثَلَاثَةٌ وَّسَبْعُوْنَ بَاباً أَيْسَرُهَا مِثْلُ أَنْ يَّنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ وَإِنَّ أَرْبَى الرِّبَا عِرْضُ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ][1]

عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[دِرْهَمُ رِبًا يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَّثَلَاثِيْنَ زَنْيَةً][2]

ترجمہ: (سود کا ایک درھم جو آدمی اسکے سود جاننے کے باوجود کھالیتا ہے چھتیس (۳۶) مرتبہ کے زنا سے زیادہ بھاری اور سخت ہے)

واضح ہو کہ سود کی حرمت تمام افراد کے لئے عام ہے، خواہ کوئی مالدار ہو یا فقیر کوئی شخصیت اس حرمت کے حکم سے خالی نہیں ہے نا ہی کوئی صورت یا حالت مستثنیٰ ہے۔

امر واقع گواہ ہے کہ کتنے ہی مالداروں اور بڑے بڑے تاجروں کو سود نے مفلس وقلاش بنادیا۔

سود کا کم ازکم وبال یہ ہے کہ سودی مال خواہ گنتی میں کتنا ہی زیادہ ہو جائے مگر اس کی برکت بالکل مٹ جاتی ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان اٹل ہے:

---

[1] مستدرک حاکم ۲/ ۳۷۔ صحیح الجامع ۳۵۳۳۔

[2] مسند احمد ۵/ ۲۲۔ صحیح الجامع ۳۳۷۵۔

Marfat.com

[اَلرِّبَا وَاِنْ كَثُرَ فَاِنَّ عَاقِبَتَهٗ تَصِيْرُ اِلٰى قُلٍّ][1]

ترجمہ: سودی مال خواہ کتنا ہی زیادہ ہو مگر اس کا انجام کمی اور تباہی و بربادی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

سود کے حرام ہونے میں سود کی شرح اور مقدار کا بھی کوئی عمل دخل نہیں ہے، چنانچہ خواہ وہ کم ہو یا زیادہ بہر صورت سود حرام ہے۔ سود خور قیامت کے دن اپنی قبر سے یوں اُٹھے گا کہ شیطان نے مس وجنون کے ذریعے اسے خبطی بنا دیا ہوگا۔ اگرچہ سود کا جریمہ انتہائی فحش وقبیح ہے مگر اللہ تعالیٰ نے یہاں بھی توبہ کی گنجائش رکھی ہے، سود کی توبہ کی صورت و کیفیت یہ ہے:

[وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾][2]

ترجمہ: اور ہاں اگر تم توبہ کر لو تو تمہارا اصل مال تمہارا ہی ہے نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ اور یہ عین عدل وانصاف ہے۔

حضرات! ضروری ہے کہ ہر مؤمن کا نفس اس کبیرہ گناہ سے شدید متنفر ہو اس کی قباحت و شناعت ہمیشہ اس کے شعور واحساس میں راسخ وغالب رہے۔ اور جو لوگ سودی بینکوں میں اپنا پیسہ اس عذر کے تحت رکھنے پر مجبور ہیں کہ وہ چوری اور ضیاع سے محفوظ رہے، انہیں چاہئے کہ وہ اس اضطراری اور مجبوری کے شرعی دائرہ کار کو بخوبی سمجھتے اور پہچانتے ہوں، وہ اپنے اس اضطرار کو اس شخص کے اضطرار جیسا قرار دیں جو مردار کھانے پر مجبور ہو یا اس سے بھی کہیں سخت، اپنے اس عمل پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہیں اور متبادل صورت اختیار کرنے کی بھی مخلصانہ کوشش کرتے رہیں، اپنے پیسے پر بننے والے سود کا بینک سے قطعاً مطالبہ نہ کریں اور بینک سودی رقم اس کے اکاؤنٹ میں ڈال بھی دے تو اس سے مکمل چھٹکارا حاصل کریں وہ مال ایسا نہیں جسے (کسی

---

[1] مستدرک حاکم ۲/ ۳۷۔ صحیح الجامع ۳۵۴۲۔

[2] سورۂ بقرہ: ۲۷۹۔

Marfat.com

صورت) صدقہ کے طور پر کسی مد میں خرچ کیا جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ طیب ہے اور پاکیزہ مال ہی قبول فرماتا ہے، اس خبیث مال کو اپنے کسی کام مثلاً کھانے، پینے، پہننے، گاڑی خریدنے، گھر بنانے یا بیوی بچوں اور والدین پر خرچ کرنے میں لانا بھی جائز نہیں۔ اس مال سے زکوٰۃ دینا، یا ٹیکس کی ادائیگی کرنا، یا اپنے اوپر قائم کسی ظلم کے ازالہ کے لئے خرچ کرنا بھی جائز نہیں۔ بس اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے خوف سے اپنے آپ کو اس مال سے بچالے اور اپنا دامن چھڑالے۔

کتم عیوب السلعة واخفاؤها عند بيعها

(سودے کے وقت سامان کے عیب کو چھپانا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ بازار میں ایک تاجر کے غلّے کے ڈھیر کے پاس سے گزرے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ غلے میں ڈالا تو اندر سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں کو تری محسوس ہوئی، فرمایا: اے اس اناج کے مالک! یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے بارش کا پانی لگ گیا ہے، فرمایا:

[أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ ؟ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا][1]

ترجمہ: (تم نے گیلے اناج کو اوپر کیوں نہیں رکھا تا کہ لوگ اسے دیکھ لیتے، جس نے دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے)

آج بہت سے بیوپاری جنہیں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں ہے اپنے سامان کے عیوب کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً عیب والی جگہ پر کوئی پرچی یا چٹ چپکا کر یا گھٹیا مال کو پیٹی کے نیچے رکھ کر یا (پرانی گاڑی وغیرہ کو) کیمیاوی مادہ کے ذریعہ وقتی طور پر چمکا کر یا کوئی ایسی ترکیب

[1] صحیح مسلم۔ ۱/۹۹۔

Marfat.com

استعمال کرکے جس سے گاڑی کے انجن کی عیب دار آوزیں وقتی طور پر دب جائیں، اور خریدار سامان لیکر گھر لوٹتا ہے تو وہ تھوڑے ہی عرصے میں تلف اور بربادی کا شکار ہوجاتا ہے۔ بعض لوگ سامان پر لکھی ہوئی انتہائی تاریخ (EXPIRE DATE) تبدیل کرکے اسے فروخت کردیتے ہیں، کچھ لوگ خریدار کو کماحقہ سامان کے معائنہ یا چیک کرنے کی اجازت نہیں دیتے، بہت سے لوگ تو گاڑیوں یا دیگر آلات وڈوائسز کے عیوب بناتے ہی نہیں، یہ سب حرام اور ناجائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[اَلْمُسْلِمُ اَخُوْا لْمُسْلِمِ وَلَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ بَاعَ مِنْ أَخِیْهِ بَیْعاً فِیْهِ عَیْبٌ اِلاَّ بَیَّنَهُ لَهُ][1]

ترجمہ: (مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، اور کسی مسلمان کیلئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو کوئی ایسا سامان فروخت کرے جس میں کوئی عیب ہو، اور اگر فروخت کرے تو اسکے عیب کو واضح طور پر بتادے)

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ نیلامِ عام میں خریدار کو یہ کہہ کر اپنی مسئولیت اور ذمہ داری سے عہدہ برآں ہوجاتے ہیں کہ میں لوہے کا ڈھیر بیچ رہا ہوں، لوہے کا ڈھیر بیچ رہا ہوں، اس قسم کی بیع برکت سے خالی ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[اَلْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ مَا لَمْ یَتَفَرَّقَا فَاِنْ صَدَقَا وَبَیَّنَا بُوْرِکَ لَهُمَا فِیْ بَیْعِهِمَا وَاِنْ کَذَبَا وَکَتَمَا مُحِقَتْ بَرَکَةُ بَیْعِهِمَا][2]

ترجمہ: (خرید وفروخت کرنے والے جب تک اس مجلس سے جدا نہ ہوجائیں تب تک اس

---

[1] ابن ماجہ ۲/ ۷۵۴۔ صحیح الجامع ۶۷۰۵۔

[2] بخاری مع الفتح ۴/ ۳۲۸۔

Marfat.com

سامان کے حوالہ سے ان کا اختیار قائم رہتا ہے، اگر وہ اپنے سودے میں سچ بولیں اور سامان کے عیب کو بیان کردیں تو ان کے سودے میں برکت ڈال دی جاتی ہے، اور اگر جھوٹ کا سہارا لیں اور عیب چھپانے کی کوشش کریں تو سودے کی برکت مٹا دی جاتی ہے۔

بیع النجش

(دھوکے سے بولی بڑھانا)

بیع نجش ایک سودے کی قسم ہے جس کی صورت یہ ہے کہ ایک ایسا شخص جو سودا خریدنا نہیں چاہتا وہ اسکی قیمت بڑھا کر لگاتا ہے تاکہ دوسرے شخص کو دھوکے میں ڈال کر اسے مہنگے داموں خریدنے پر آمادہ کرے۔ (اس قسم کے لوگ اکثر وبیشتر دوکان داروں سے ملے ہوئے ہوتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[لَا تَنَاجَشُوْا][1]

ترجمہ: (یعنی بیع نجش نہ کرو)

یہ صریحاً دھوکا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[اَلْمَكْرُ وَالْخَدِيْعَةُ فِي النَّارِ][2]

ترجمہ: (مکروفریب اور دھوکہ جہنم میں ہے)

بہت سے دلاّل جو مارکیٹوں، منڈیوں، نیلام سینٹروں اور گاڑیوں وغیرہ کے شوروموں میں گھوم رہے ہوتے ہیں ان کی کمائی خبیث اور حرام ہوتی ہے، کیونکہ وہ بہت سے حرام امور کا ارتکاب

---

[1] بخاری مع الفتح ۱۰/۴۸۴۔

[2] سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ۱۰۵۷۔

Marfat.com

کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً بیع نجش (جس کی تعریف بیان ہوچکی) کا بکثرت ارتکاب کرنا اور خریدار کو دھوکے میں رکھنا یا باہر سے آکر منڈی میں اپنا سامان بیچنے والے اجنبی کو دھوکے میں رکھنے اور ان کے سامان کی قیمت گھٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور یہی سامان ان کا اپنا ہو یا اپنے کسی تعلق دار کا ہو تو اس کے برعکس قیمتیں بڑھا چڑھا کر ظاہر کرینگے۔ اس قماش کے لوگ سودا کرنے والوں کے بیچ یا نیلامی کے اداروں میں داخل ہوکر قیمتیں بڑھا بڑھا کر اللہ کے بندوں کو دھوکہ دیتے اور ان کے نقصان کے درپے ہوتے رہتے ہیں۔

البیع بعد النداء الثانی یوم الجمعة

(جمعہ کی دوسری اذان کے بعد خرید وفروخت کرنا)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝] [1]

ترجمہ: (اے ایمان والو! جمعہ کے دن نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو)

کچھ سامان فروشوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ جمعہ کی دوسری اذان کے بعد بھی اپنی دوکانوں یا مساجد کے سامنے اپنے اسٹالوں پر سامان بیچنے میں مشغول رہتے ہیں۔ اس گناہ میں وہ لوگ بھی برابر کے شریک ہیں جو خریداری کر رہے ہوتے ہیں، خواہ مسواک (یا کوئی کتاب) ہی کیوں نہ خرید رہے ہوں۔ راجح اور صحیح قول یہی ہے کہ یہ سودا بالکل باطل ہے۔ کچھ ریسٹورنٹ والے یا

---

[1] سورۃ جمعہ: ۹۔

Marfat.com

تندور والے یا کارخانے والے حضرات نماز جمعہ کے وقت بھی اپنے کاریگروں کو کام پر مجبور کرتے ہیں ایسے لوگوں کا بظاہر منافع بڑھ رہا ہوتا ہے، لیکن حقیقت میں وہ دونوں جہانوں کے خسارہ کے سوا کچھ نہیں کمار ہے۔ان کاریگروں کی ذمہ داری اور فریضہ یہ ہے کہ وہ ان کی بات ماننے کے بجائے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان پر عمل کریں۔

[لَاطَاعَةَ لِبَشَرٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ][1]

ترجمہ: کسی بشر کی ایسی چیز میں اطاعت جائز نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی لازم آرہی ہو۔

القمار والميسر

(جوا)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے؛

[يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝۹۰][2]

ترجمہ: (اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب، جوا اور تھان وغیرہ اور پانسے کے تیر یہ سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں، ان سے بالکل الگ رہو تا کہ تم فلاح یاب ہو)

اہل جاہلیت جوئے کی مختلف صورتیں اپنایا کرتے تھے اس کی سب سے معروف صورت یہ تھی کہ ایک اونٹ کی خریداری میں دس افراد برابر کے شریک ہوتے پھر ایک مخصوص طریقے سے

---

[1] مسند احمد ۱/۱۲۹ (حدیث کا اصل صحیحین میں موجود ہے)۔

[2] سورۂ مائدہ: ۹۰۔

Marfat.com

قرعہ اندازی کرتے جس کے تحت سات افراد (جن کا قرعہ نکل آتا) ان کے مروجہ طریقے کے مطابق حصہ دار بن جاتے باقی تین افراد محروم قرار دے دیئے جاتے۔

ہمارے اس دور میں جوئے کی مختلف شکلیں رائج ہیں۔

ایک شکل جو عرف عام میں لاٹری کے نام سے معروف ہے، جس کی متعدد صورتوں میں سے سب سے سادہ اور متداول صورت یہ ہے کہ لوگ اپنے پیسے سے کچھ نمبر خرید لیتے ہیں، جس پر لاٹری نکلتی ہے، اور فرسٹ، سیکنڈ، تھرڈ آنے والوں کو مختلف انعامی رقوم سے نوازا جاتا ہے۔ یہ کام حرام ہے اگرچہ انہیں فلاحی اسکیم وغیرہ جیسے ناموں سے چلایا جارہا ہے۔

جوئے کی دوسری صورت یہ ہے کہ لوگ کسی شاپنگ سینٹر سے سامان کی خریداری کرتے ہیں اس میں کوئی مجھول چیز یا نمبر ہوتا ہے جس پر قرعہ کے ذریعے انعام یافتہ لوگوں کی تحدید کی جاتی ہے۔

ہمارے دور میں رائج جوئے کی مختلف صورتوں میں سے ایک صورت انشورنس کے کاروبار کی ہے، چنانچہ زندگی کا بیمہ، آگ لگنے کا انشورنس (والتامین الشامل وضد الغیر) دیگر بہت سی انشورنس کی صورتیں رائج ہیں، حتی کہ بعض گلوکار اپنی آواز کا بیمہ کرا کے رکھتے ہیں۔ جوئے کی یہ تمام صورتیں ''المیسر'' کے دائرے میں شامل ہیں جسے قرآن نے حرام قرار دیا ہے۔

ہمارے دور میں جوئے کیلئے مخصوص کلب بھی پائے جاتے ہیں، جن میں اس گناہ کبیرہ کے ارتکاب کیلئے سبز میزیں (GREENT TABLES) رکھی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ فٹ بال یا کرکٹ وغیرہ کے میچوں پر خوب جوا کھیلا جاتا ہے یہ بھی حرام ہے۔ اسی طرح بعض کھیلوں کی دوکانوں اور تفریحی مراکز میں جوئے کی طرز پر مختلف کھیل کھیلے جاتے ہیں، جن میں سے ایک کھیل (فلپپرز) کے نام سے معروف ہے۔

Marfat.com

واضح ہو کہ کھیلوں کے مقابلے تین طرح کے ہیں۔

(۱) وہ مقابلے جو شرعی مقاصد کے تحت ہیں، ایسے مقابلے جائز ہیں، (خواہ انعام کے ساتھ ہو یا بغیر انعام کے) مثلاً تیر اندازی کے مقابلے یا جہاد کیلئے تیار کئے گئے گھوڑوں اور اونٹوں کی دوڑ کے مقابلے وغیرہ۔(اس میں علمی مقابلے بھی شامل ہیں جیسے قرآن پاک یا احادیث مبارکہ کے حفظ کے مقابلوں کا انعقاد)

(۲) ایسے مقابلے جو شرعی مقاصد کے تحت نہیں، لیکن خلاف شریعت بھی نہیں، مثلاً: فٹ بال کے میچ اور دوڑوں کے مقابلے، ان کے جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ یہ حرام امور کے ارتکاب سے پاک ہوں مثلاً نمازوں کا ضیاع نہ ہو، ایسا لباس نہ پہنا جائے جو شرمگاہ کے کشف واظہار کا باعث بنے۔اس قسم کے مقابلوں کے جائز ہونے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ یہ انعامات کی تقسیم سے خالی ہوں۔

(۳) ایسے مقابلے جو فی ذاتہ حرام، یا حرام تک پہنچا دیتے ہیں۔مثلاً خبث وفساد اور بے غیرتی کے وہ پروگرام جنہیں مقابلہ حسن کا نام دیا جاتا ہے، اور جس میں ملکہ حسن کا انتخاب عمل میں آتا ہے، یا باکسنگ کے مقابلے جو چہرے پر ضرب لگانے کا نام ہیں اور چہرے پر مارنا شرعاً حرام ہے۔اسی طرح بکروں، مینڈھوں کی ٹکروں اور مرغوں کی لڑائیوں کے مقابلے بھی حرام ہیں۔

السرقة

(چوری)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

[وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ

Marfat.com

حَكِيمٌ ۝]¹

ترجمہ: (چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو، یہ بدلہ ہے اسکا جو انہوں نے کیا عذاب اللہ کی طرف سے، اور اللہ تعالیٰ قوت وحکمت والا ہے)

واضح ہو کہ حجاج کرام اور اللہ تعالیٰ کے گھر کے مہمانوں کی چوری سب سے خطرناک اور بھیانک شمار ہوتی ہے، ایسے چور زمین کے بڑے مقدس اور حرمت والے ٹکڑے پر اور اللہ تعالیٰ کے گھر کے آس پاس اللہ رب العزت کی حدود کو پامال کرنے کے جرمِ شنیع کا ارتکاب کرتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورج گرھن کی نماز والے واقعہ کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا:

[لَقَدْ جِيئَ بِالنَّارِ وَذٰلِكُمْ حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ مَخَافَةَ أَنْ يُصِيبَنِي مِنْ لَفْحِهَا ، وَحَتّٰى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ يَجُرُّ قُصْبَهُ [أَمْعَائَهُ] فِي النَّارِ كَانَ يَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمِحْجَنِهِ فَإِنْ فَطِنَ لَهُ قَالَ :إِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمِحْجَنِي ، وَإِنْ غَفَلَ عَنْهُ ذَهَبَ بِهِ]²

ترجمہ: (میرے پاس جہنم کی آگ لائی گئی اور یہ اس وقت جب تم نے مجھے پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا (میں پیچھے اس لئے ہٹا) کہ کہیں مجھے کوئی شعلہ نہ آ پکڑے، حتی کہ میں نے جہنم میں چھڑی والے کو دیکھا جو اپنی آنتیں جہنم کے اندر گھسیٹتا ہوا پھر رہا تھا، وہ اپنی چھڑی کے ذریعے حاجیوں کی چوری کیا کرتا تھا اگر کوئی دیکھ لیتا تو کہتا یہ خود ہی چھڑی کے ساتھ اٹک گیا تھا اور اگر کوئی نہ دیکھ پاتا تو اس مال کو لے اڑتا)۔

خطرناک اور بھیانک چوریوں میں ایک چوری یہ بھی شمار ہوتی ہے جو مسلمانوں کے اجتماعی

---

¹ سورۂ مائدہ: ۳۸۔

² صحیح مسلم: ۹۰۴۔

Marfat.com

مال میں سے کی جائے، اس قسم کے بعض چوروں کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ سب ہی کھا رہے ہیں، لہٰذا ہمارے کھانے سے کیا فرق پڑے گا۔ انہیں یہ بات معلوم نہیں کہ یہ چوری تمام مسلمانوں کی ہے اور اس قسم کا عمومی اور اجتماعی مال تمام مسلمانوں کی ملکیت ہوتا ہے، اور اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے خوف کے نہ ہونے کی بناء پر ایسا کرتا ہے تو اسکا یہ جرم دوسروں کیلئے حجت یا قابلِ تقلید نہیں بن سکتا۔

کچھ لوگ کفار کا مال چرا لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ کفار کی چوری جائز ہے، حالانکہ جن کفار کا مال سلب کرنا جائز ہے یہ صرف وہ کفار ہیں جو مسلمانوں سے بصورتِ حرب برسرِ پیکار ہیں، کفار کی عام کمپنیاں یا افراد اس حکم میں داخل نہیں ہیں۔

چوری کی ایک صورت جیب تراشی بھی ہے، جبکہ کچھ لوگ دوسروں کے گھروں میں بطورِ مہمان داخل ہوتے ہیں اور ان کی چوری کر لیتے ہیں، کچھ میزبان اپنے مہمانوں کے بریف کیس وغیرہ سے مال چرا لیتے ہیں، کچھ لوگ کاروباری مراکز میں جاتے ہیں اور اپنی جیبوں میں سامان بھر کر لے آتے ہیں، کچھ خواتین سامان چرا کر اپنے لباس کے اندر چھپا لیتی ہیں۔

بعض لوگ چھوٹی موٹی یا سستی چیزوں کی چوری کو معمولی سمجھتے ہیں، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

[لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ][1]

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ ایسے چور پر لعنت برساتا ہے جو محض ایک انڈہ یا ایک رسی چوری کر کے اپنا ہاتھ کٹوا بیٹھتا ہے)

جس شخص سے بھی چوری کا گناہ سرزد ہو گیا ہو اس پر ضروی ہے کہ وہ مسروقہ مال اپنے بھائی کو لوٹائے اور اللہ تعالیٰ سے بھی توبہ کرے، وہ مال سب کے سامنے لوٹائے یا علیحدگی میں، خود لوٹائے یا

[1] بخاری مع الفتح ۱۲/۸۱۔

Marfat.com

کسی کے ذریعہ بھیج دے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا (سب جائز ہے) اگر صاحبِ مال تک باوجود کوشش کے پہنچنا ناممکن ہو چکا ہو یا اسکی موت کی صورت میں اس کے ورثاء بھی نہیں مل پا رہے تو اس مال کا صدقہ کر دے اور نیت یہ ہو کہ اس کا ثواب صاحبِ مال کو مل جائے (توبہ بھی کرتا رہے)

اخذ الرشوۃ واعطاؤھا

(رشوت لینا اور دینا)

کسی کو اس کے حق سے محروم کرنے یا کوئی بھی ناجائز کام نکلوانے کی غرض سے قاضی یا حاکم کو رشوت دینا انتہائی قبیح قسم کا جرم ہے، کیونکہ اس قسم کا اقدام فیصلوں میں ناانصافی کرنے، صاحبِ حق پر ظلم ڈھانے اور فتنہ وفساد برپا کرنے کی ہولناک سازش قرار پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَآ إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٨٨﴾] [1]

ترجمہ: (اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھایا کرو، نہ حاکموں کو رشوت پہنچا کر کسی کا کچھ مال ظلم وستم سے اپنا لیا کرو حالانکہ تم جانتے ہو)

[وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوعاً لَعَنَ اللّٰهُ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ فِي الْحُكْمِ] [2]

ترجمہ: (ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر لعنت برسائی ہے جو فیصلہ کرتے یا کراتے ہوئے رشوت لیں یا دیں)

---

[1] سورۂ بقرہ: ۱۸۸۔

[2] مسند احمد ۲/۳۸۷۔ صحیح الجامع ۵۰۶۹۔

Marfat.com

البتہ اپنے حق کا حصول یا ظلم وناانصافی کا ازالہ اگر رشوت دیئے بغیر ممکن نہ ہو تو اس صورت میں (دینے والا) مذکورہ وعید کے زمرہ میں داخل نہیں ہوگا، (بلکہ تمام تر گناہ لینے والے کے سر ہی ہوگا۔)

ہمارے آج کے دور میں رشوت کا دائرہ کار خوب وسیع ہو چکا ہے، بعض ملازمین تو ذاتی تنخواہوں سے کہیں زیادہ رشوت سے کما لیتے ہیں، بڑی بڑی کمپنیوں کے بجٹ میں بند لفافوں میں دیئے گئے نذرانوں کی مستقل مدات ہوتی ہیں۔ بیشتر امور ومعاملات رشوت کے لین دین سے شروع ہوتے ہیں اور اس پر اختتام پذیر ہوتے ہیں، یہ ناسور ملازمین کی تباہی وبربادی کا ایک بڑا محرک بن چکا ہے، اچھی سروس اس کو نصیب ہوتی ہے جو کسی اہلکار کی مٹھی گرم کر دے جو ایسا نہ کر سکے وہ اچھی سروس سے یکسر محروم رہتا ہے یا اس کا کیس مؤخر کر دیا جاتا ہے یا بالکل ہی سرد خانے میں ڈال دیا جاتا ہے، جبکہ رشوت کے ذریعہ سے معاملات کو چلانے والے ان سے کہیں بعد میں کیس لے کر آتے ہیں اور کہیں پہلے فارغ ہو کر چلے جاتے ہیں۔

یہ رشوت ہی کی دسیسہ کاری ہے کہ بہت سا سرمایہ جو کہ بزنس مین کا حق ہوتا ہے وہ سیل یا پرچیز پر مامور اس کے نمائندوں کی جیبوں میں منتقل ہوتا رہتا ہے۔ اس قماش کے ظالم لوگوں کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس بددعا کا نشانہ بنتے ہوئے اللہ رب العزت کی رحمت سے دھتکار دیا جانا کچھ بعید یا تعجب خیز نہیں۔ چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ][1]

ترجمہ: (رشوت دینے اور لینے والے پر اللہ تعالیٰ اپنی لعنتیں برسائے)

---

[1] ابن ماجہ ۲۳۱۳۔ صحیح الجامع ۵۱۱۴۔

غصب الارض
(کسی کی زمین ناجائز ہتھیا لینا)

جب اللہ تعالیٰ کا خوف معدوم ہو تو بندے کی ذاتی طاقت وذہانت اس کے لئے وبالِ جان بن جاتی ہے، کیونکہ وہ اس طاقت وذہانت کو لوگوں پر ظلم کرنے اور ان کے اموال وحقوق غصب کرنے میں استعمال کرتا رہتا ہے۔ اس نوع (قسم) کا ایک بہت بڑا ظلم زمینوں کے چھیننے کی صورت میں ہے جس کی بڑی بھیانک سزا ہے۔

[عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: مَنْ أَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ شَیْئًا بِغَیْرِ حَقِّہٖ خُسِفَ بِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ إِلٰی سَبْعِ أَرْضِیْنَ][1]

ترجمہ: (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اپنے کسی بھائی کی تھوڑی سی زمین بھی ناجائز ہتھیا لے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن سات زمینوں کے اندر گاڑ دے گا)

[وَعَنْ یَعْلَی بْنِ مُرَّۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَرْفُوْعًا: أَیُّمَا رَجُلٍ ظَلَمَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ کَلَّفَہُ اللّٰہُ أَنْ یَّحْفِرَہٗ [فِی الطَّبْرَانِیْ: یَحْضُرَہٗ] حَتّٰی آخِرَ سَبْعِ أَرْضِیْنَ ثُمَّ یُطَوِّقُہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ][2]

ترجمہ: (جو شخص اپنے کسی بھائی کی صرف ایک بالشت زمین پر قبضہ کر لے، اللہ تعالیٰ اسے روزِ قیامت سات زمینیں کھودنے کی سزا دے گا اور جب وہ کھود چکے گا تو اللہ تعالیٰ ان زمینوں کا طوق اس کے گلے میں ڈال دے گا، جو اس وقت تک گلے پر پھنسا رہے گا جب تک تمام اہل محشر

---

[1] بخاری مع الفتح ۵/ ۱۰۳۔

[2] طبرانی کبیر ۲۲/ ۲۷۰۔ صحیح الجامع ۲۷۱۹۔

Marfat.com

کے درمیان فیصلہ نہ ہوجائے۔)

وہ لوگ بھی اس انتہائی بدترین وعید کا نشانہ بنیں گے جو زمین کی علامات وحدود تبدیل کرنے کے جرمِ شنیع کے مرتکب ہوتے ہیں، جس سے ان کے پڑوسی کے کھاتے میں سے ان کی زمین کچھ کشادہ ہوجاتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان میں اسی جانب اشارہ ہے۔

[لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْأَرْضِ][1]

ترجمہ: (جو زمین کے نشانات کو تبدیل کرتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہو)

قبول الهدية بسبب الشفاعة
(سفارش کے عوض تحفہ قبول کرنا)

کسی شخص کے لئے لوگوں کے درمیان جاہ ومرتبہ کا حصول یقیناً اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے، بشرطیکہ اسکا حقِ شکر بجالائے، حقِ شکر بجالانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اپنے اس مقام ومنصب کو لوگوں کو نفع پہنچانے میں صرف کرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث کا عموم یہی ظاہر کرتا ہے۔

[مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ][2]

ترجمہ (تم میں سے کوئی شخص اپنے کسی بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہو تو ضرور پہنچائے)

جو شخص اپنے عہدے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے کسی بھائی کو کوئی فائدہ پہنچادے، جس سے اسکی کوئی مشکل ٹل جائے یا کوئی بھلائی حاصل ہوجائے اور اس تمام معاملہ میں کسی جگہ کسی حرام امر کا ارتکاب شامل نہ ہو، نہ ہی کسی دوسرے کے حق پر زیادتی کی کوئی صورت ہو تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر وثواب کا مستحق ہے، بشرطیکہ اس معاملہ میں اسکی نیت بالکل خالص ہو۔

---

1. مسلم بشرح النووی ۱۳/۱۴۱۔
2. صحیح مسلم ۴/۱۷۲۶۔

Marfat.com

یہی بات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اس حدیث میں بیان فرمائی:

[اِشْفَعُوْا تُوْجَرُوْا][1]

ترجمہ (تم سفارش کر دیا کرو تمہیں اسکا ثواب دیا جائے گا)

سفارش کرنے یا کسی کام میں واسطہ بننے پر ھدیہ یا نذرانہ قبول کرنا جائز نہیں۔اسکی دلیل ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی مندرجہ ذیل مرفوع حدیث ہے:

[مَنْ شَفَعَ لِاَحَدٍ شَفَاعَةً ، فَأُهْدِیَ لَهٗ هَدِیَّةً (عَلَیْهَا) فَقَبِلَهَا (مِنْهُ) فَقَدْ اَتٰی بَاباً عَظِیماً مِنْ اَبْوَابِ الرِّبَا][2]

ترجمہ (جو شخص اپنے کسی بھائی کی کوئی سفارش کرے جس پر اسے کوئی تحفہ پیش کیا جائے اور وہ قبول کرلے تو وہ شخص سود کے انتہائی خطرناک دروازے میں داخل ہو گیا)

کچھ لوگ اپنے منصب و وساطت کو بروئے کار لانے کے بدلے لوگوں سے بطور معاوضہ مال طلب کرتے ہیں بلکہ اس شرط پر کام کرنے کا عقد کرتے ہیں۔مثلاً کسی کو کوئی نوکری دلوانا یا کسی شخص کا کسی دفتر یا شہر سے دوسرے دفتر یا شہر میں تبادلہ کرانا یا کسی مریض کو علاج کی سہولت فراہم کرنا وغیرہ۔

واضح ہو کہ ان تمام صورتوں میں جو بھی معاوضہ وصول کیا جائے گا وہ سب حرام ہے۔جس کی دلیل ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث ہے۔(جو اوپر گزر چکی ہے) بلکہ اس حدیث کا ظاہر اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ خواہ وہ شخص معاوضے کی شرط نہ بھی لگائے لیکن کام ہو جانے پر اگر اسے کوئی معاوضہ یا تحفہ دیا گیا تو وہ حرام ہی ہوگا ،اس شخص کو چاہئے کہ اس اجر کو کافی سمجھے جو

---

[1] ابوداؤد ۵۱۳۲ (یہ حدیث صحیحین میں بھی ہے بخاری، کتاب الادب، باب تعاون المؤمنین بعضھم بعضا)۔
[2] مسند احمد ۲۶۱/۵ صحیح الجامع ۶۲۹۲۔

Marfat.com

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں دیا جائے گا۔

''ایک شخص حسن بن سھل کے پاس کسی کام میں سفارش کی غرض سے آیا انہوں نے وہ کام کر دیا، چنانچہ وہ شخص شکریہ ادا کرنے کی غرض سے دوبارہ آیا تو حسن بن سھل نے فرمایا: تم کس چیز کا شکریہ ادا کر رہے ہو جس طرح مال کی زکوٰۃ ہوتی ہے اسی طرح جاہ و منصب کی بھی زکوٰۃ ہوتی ہے'' (جو ہم نے آپکا کام کرنے کی صورت میں ادا کر دی)

یہاں پر ایک فرق کی وضاحت کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اپنے کسی معاملے کی تکمیلکے لئے کسی شخص کی خدمات حاصل کرنا تاکہ وہ ان کے کیس کی پیروی وغیرہ کرتا رہے، اسے اجرت دینا جائز ہے، بشرطیکہ اسکے ساتھ سارا معاملہ شریعت کی عائد کردہ شرائط کی روشنی میں طے ہو، جبکہ کسی شخص کے جاہ و منصب یا وساطت کی بنیاد پر سفارش حاصل کرنے پر اسے مال دینا حرام ہے۔

استیفاء العمل من الاجیر وعدم ایفائه أجره

(ملازم سے کام تو پورا لینا مگر اس کی اجرت پوری ادا نہ کرنا)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملازم کو اس کا حق جلد از جلد ادا کرنیکی ترغیب دی ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[أُعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ][1]

ترجمہ: (مزدور کو اسکا پسینہ خشک ہونے سے قبل اس کی اجرت ادا کر دو)

ہمارے مسلم معاشرے میں جو انواع واقسام کے ظلم رائج ہیں ان میں ملازمین اور مزدوروں کے حقوق کی عدم ادائیگی بھی شامل ہے۔ جسکی بہت سے صورتیں ہیں:

---

[1] ابن ماجہ ۲/۸۱۷ صحیح الجامع ۱۴۹۳ (اس روایت میں کچھ ضعف ہے)۔

Marfat.com

(۱) ایک یہ کہ مالک اپنے ملازم کے حق کا کلیۃً انکار کردے، کیونکہ ملازم کے پاس اپنے حق کا کوئی ثبوت نہیں ہوتا۔ اس ملازم کا حق اگرچہ دنیا میں ضائع ہوجاتا ہے، لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں ہرگز ضائع نہ ہوگا۔ اس روز اپنے مزدور کا حق کھانے والا ظالم جب اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیاں اس مظلوم کو عطا فرمادے گا اور اگر نیکیاں ختم ہوگئیں تو مظلوم کے گناہ اس کے سر پہ تھوپ کر اسے جہنم میں ڈال دیا جائیگا۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ ملازم کے حق کا کلیۃً تو انکار نہ کرے لیکن اس میں کمی کردے اور پورے حق کی ادائیگی سے بلاوجہ گریز کرے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝۱] [1]

ترجمہ: (بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی)

آجکل کے مالکوں کے مذموم رویے اسکی مثال بن سکتے ہیں، چنانچہ وہ کسی علاقے سے مزدوروں کی کھیپ منگواتے ہیں اور اچھی تنخواہ پر ان کے ساتھ اگریمنٹ کرلیتے ہیں، جب مزدور وہاں پہنچ کا کام شروع کردیتے ہیں تو پرانا اگریمنٹ تبدیل کرکے کم تنخواہ پر نیا ایگریمنٹ تیار کرلیتے ہیں، نتیجتاً ان بچاروں کو مجبوراً اسی تنخواہ پر گزارہ کرنا پڑتا ہے، اپنا حق ثابت کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی حیلہ نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں شکوہ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔

اگر یہ ظالم مالک مسلمان ہو، اور ملازم کافر ہو تو معاملہ کی سنگینی اور بڑھ جائیگی کیونکہ اس مسلمان مالک کے حق مارنے کے ظالمانہ عمل سے وہ کافر ملازم اسلام سے متنفر ہوگا۔ چنانچہ اس کا یہ کردار اللہ تعالیٰ کے دین کے راستہ میں رکاوٹ ڈالنا متصور ہوگا، اور انجام کار یہ کہ وہ مالک اپنے ملازم کا گناہ بھی اپنے سر لے کر لوٹے گا۔

---

[1] سورۂ مطففین: ۱۔

Marfat.com

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ مالک اپنے ملازم سے اضافی کام بھی لیتا ہے یا ڈیوٹی کے طے شدہ دورانیہ کو بڑھا دیتا ہے لیکن اسے پرانی طے شدہ تنخواہ پر ہی ٹرخا دیتا ہے، اور اسکے اوور ٹائم کی اضافی اجرت ادا نہیں کرتا۔

(۴) ظلم کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ مالک ملازموں کو وقت پر تنخواہ ادا نہیں کرتا، بلکہ تاخیری حربے استعمال کرتا رہتا ہے اور بڑے اصرار، شکووں شکایتوں اور بعض اوقات عدالتی چارہ جوئی کے بعد حقوق کی ادائیگی کرتا ہے۔ بعض اوقات اس تاخیری عمل میں مالک کی یہ غرض پنہاں ہوتی ہے کہ ملازم بالآخر تھک ہار کر اپنا حق چھوڑ دے اور تنخواہ کے مطالبہ سے دست بردار ہو جائے یا یہ غرض بھی ہو سکتی ہے کہ وہ ملازمین کی تنخواہوں سے ذاتی فائدہ حاصل کرتا ہے۔ چنانچہ چند دن بنک میں وہ پیسہ رکھوا کر اس پر سود وصول کرتا رہتا ہے، ادھر بے چارے ملازم کی حالت یہ ہے کہ وہ ایک دن کی روٹی کو ترستا ہے اور اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں کہ جن کی خاطر وہ وطن سے بے وطن ہوا ان کو نان ونفقہ بھیجنے کی کوئی سکت اور سبیل نہیں پاتا۔

ایسے ظالموں کی بربادی کیلئے دردناک عذاب ہے، چنانچہ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

[ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا وَأَكَلَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ اِسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ] [1]

ترجمہ (تین آدمیوں کا قیامت کے دن میں مدمقابل ہوں گا، (یعنی میرا ان سے بصورت جنگ مقابلہ ہوگا) (۱) ایک وہ جسے میرے نام سے کچھ دیا گیا اور وہ دھوکا کر گیا۔ (۲) دوسرا وہ جس نے کسی آزاد آدمی کو (غلام ظاہر کر کے) بیچ دیا اور اسکی قیمت کھا گیا۔ (۳) تیسرا وہ جس نے

[1] بخاری مع الفتح ۴/۴۴۷۔

اجرت پر کوئی مزدور رکھا اس سے کام تو پورا کروالیا مگر اسکی مزدوری ادا نہیں کی۔)

عدم العدل فی العطیة بین الاولاد
(اولاد کے ساتھ برابری کا برتاؤ نہ کرنا)

بعض لوگ اولاد کے معاملے میں انصاف کا پہلو ملحوظ نہیں رکھ پاتے، چنانچہ اپنے کسی بیٹے کو تحائف وعطیات کی صورت میں زیادہ ہی نواز دیتے ہیں اور کسی کو یکسر محروم رکھتے ہیں۔ راجح قول کے مطابق یہ کام حرام ہے...... ہاں اگر کسی بیٹے کو الگ سے دینے کا کوئی شرعی عذر ہو تو جائز ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ کسی بیٹے کو ایسی جائز ضرورتیں پیش آجائیں جو دیگر اولاد کو نہیں ہیں یا مثلاً بیماری یا قرض یا اس بیٹے کے قرآن حفظ کرنے پر اسے خصوصی انعام دینا یا کسی بیٹے کے پاس کاروبار یا ملازمت نہیں ہے یا اس کا کنبہ دوسروں سے بڑا ہے یا وہ بیٹا دین کا عالم یا طالب علم ہے اور دعوت دین کی مصروفیت کی وجہ سے کام کاج سے فارغ ہے وغیرہ۔

تو ان صورتوں میں باپ اپنے اس بیٹے کو دوسرں کی بہ نسبت زیادہ دے سکتا ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ دیتے ہوئے یہ نیت کرلے کہ اگر یہ سبب کسی اور بیٹے کو لاحق ہوگا تو اسے بھی اسی طرح دے گا۔

اس میں عمومی دلیل تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

[اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ][1]

ترجمہ: (عدل کیا کرو جو پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو)

اور خصوصی دلیل نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے: وہ فرماتے ہیں کہ ان کے والد

---

[1] سورۂ مائدہ: ۸۔

Marfat.com

ان کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

[اِنِّیْ نَحَلْتُ اِبْنِیْ ھٰذَا غُلَامًا ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : اَکُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهٗ مِثْلَهٗ؟ فَقَالَ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ، فَارْجِعْهُ[1] وَفِیْ رِوَایَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْدِلُوْا بَیْنَ اَوْلَادِکُمْ قَالَ فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِیَّتَهٗ][2]

ترجمہ: (کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام بطورِ تحفہ دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کیا تم نے اپنے ہر بیٹے کو اس جیسا تحفہ دیا ہے؟ اس نے کہا نہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ تحفہ واپس لے لو۔ نیز فرمایا: اللہ سے ڈر جاؤ اور اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو۔

چنانچہ وہ فوراً لوٹے اور وہ عطیہ واپس لے لیا)

ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ الفاظ بھی مروی ہیں:

[فَلَا تُشْهِدْنِیْ اِذًا فَاِنِّیْ لَا أَشْهَدُ عَلٰی جَوْرٍ][3]

ترجمہ: ایک بیٹے کو تحفہ دے کر باقیوں کو محروم کر کے) مجھے گواہ نہ بناؤ کیونکہ میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔

''امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا قول ہے کہ بیٹوں اور بیٹیوں کو میراث کے اصول کے مطابق یعنی ہر بیٹے کو بیٹیوں کے برابر اور ہر بیٹی کو بیٹے سے آدھا عطیہ کر سکتا ہے۔[4]

آج بعض خاندانوں کی المناک صورتحال سامنے آئی ہے، چنانچہ کچھ باپ جو اللہ کے خوف سے عاری ہوتے ہیں، اپنے بعض بیٹوں کو عطیات وتحائف کی صورت میں کچھ زیادہ نوازنے کی

---

[1] بخاری مع الفتح ۵/۲۱۱۔

[2] بخاری مع الفتح ۵/۲۱۱۔

[3] صحیح مسلم ۳/۱۲۴۳۔

[4] مسائل الامام احمد لابی داؤد ۲۰۴۔

Marfat.com

کوشش کرتے ہیں، جس سے اولاد کے سینوں میں آپس میں کدورتوں، عداوتوں اور نفرتوں کے بیج جنم لیتے ہیں، جو بڑے بھیانک نتائج پر منتج ہوتے ہیں۔

بعض اوقات ایک باپ اپنے کسی بیٹے کو اس لئے زیادہ نوازتا ہے کہ اس کے اندر اپنے چچوں کی شباہت پائی جاتی ہے اور دوسرے کو اس لئے محروم رکھتا ہے کہ اس میں ماموؤں کی شباہت جھلکتی ہے۔ کچھ لوگ ایک بیوی کی اولاد پر زیادہ مہربان ہوتے ہیں، جبکہ دوسری بیوی کی اولاد پر توجہ نہیں دیتے، جسکی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایک بیوی کے بچوں کو اعلیٰ اور اسپیشل اسکولوں میں داخلہ دلایا جاتا ہے اور دوسری بیوی کے بچوں کو عام اور سستے اسکولوں میں۔

ان ناانصافیوں کی باپ کو بڑی بھیانک سزا بھگتنی پڑتی ہے، کیونکہ محرومیوں کی شکار اولاد اکثر وبیشتر باپ کی نافرمان نکلتی ہے اور اس کی پریشانیوں میں اضافہ کا موجب بن جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے کہ جس نے عطیہ کے حوالہ سے اپنی اولاد کے درمیان فرق کیا تھا فرمایا تھا:

[أَلَيْسَ يَسُرُّكَ أَنْ يَكُونُوا إِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً][1]

ترجمہ: کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ تمہاری ساری اولاد تمہارے ساتھ حسنِ سلوک میں برابری کرے۔

سؤال المال من غير حاجة

(بلاضرورت لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا)

[عَنْ سَهْلِ بْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ

[1] مسند احمد ۴/۲۶۹ صحیح مسلم ۱۶۲۳۔

Marfat.com

سَأَلَ وَعِنْدَهُ مَا يُغْنِيهِ فَإِنَّمَا يَسْتَكْثِرُ مِنْ جَمْرِ جَهَنَّمَ ، قَالُوا وَمَا الْغِنَى الَّذِي لَا تَنْبَغِي مَعَهُ الْمَسْأَلَةُ ؟قَالَ قَدْرُ مَا يُغَدِّيهِ وَيُعَشِّيهِ] [1]

ترجمہ: (جو شخص غنی ہونے کے باوجود ہاتھ پھیلائے وہ جہنم کے انگارے جمع کر رہا ہے، صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس غناء کی حد کیا ہے، جس کے ہوتے ہوئے آدمی ہاتھ نہیں پھیلاسکتا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اتنا کچھ کہ جو اس کے دو پہر اور شام کے کھانے کیلیے کافی ہو)

[وعن ابن مسعود ص قال قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم : مَنْ سَأَلَ وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ جَائَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُدُوشًا أَوْ كُدُوشًا فِي وَجْهِهِ] [2]

ترجمہ: [عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص غناء کے باوجود سوال کرے وہ قیامت کے دن اس طرح آیگا کہ اسکا چہرہ گوشت سے خالی یعنی ہڈیوں کا پنجرہ ہوگا]۔

بعض پیشہ ور بھکاری اور چندوں کے حریص مساجد میں لوگوں کے سامنے آہ و بکاء کرتے دکھائی دیتے ہیں، جن کی چیخ و پکار سے نمازیوں کی تسبیحات میں خلل واقع ہوتا ہے، کچھ بھکاری تو جھوٹ بولنے اور جھوٹی کہانیاں گھڑنے سے بھی دریغ نہیں کرتے، بعض کے پاس تو جعلی اور بوگس کاغذات بھی ہوتے ہیں، بعض پیشہ ور تو اپنے خاندانوں کے مختلف افراد کو مختلف مساجد میں بانٹتے ہیں پھر وہاں سے انہیں جمع کر کے دوسری مساجد میں پہنچا دیتے ہیں، اسی طرح مساجد بدل بدل کر بھیک مانگتے رہتے ہیں یوں وہ اتنا مال جمع کر لیتے ہیں کہ اسکی صحیح مقدار اللہ ہی کے علم میں ہوتی

---

[1] ابوداؤد ۲/۲۸۱ صحیح الجامع ۶۲۸۰۔
[2] مسند احمد ۱/۳۸۸ صحیح الجامع ۶۲۵۵۔

Marfat.com

ہے، ایسے لوگ جب مرتے ہیں تو ان کے بے تحاشہ ترکہ کی خبریں ظاہر ہوتی ہیں۔
اس کے ساتھ ساتھ کچھ حقیقی محتاج اور ضرورت مند بھی ہیں جو خودداری کی وجہ سے ہاتھ پھیلانے اور چمٹ چمٹ کر سوال کرنے سے گریز کرتے ہیں، لوگ انہیں مالدار سمجھتے رہتے ہیں نتیجہ یہ کہ ان کے فقر کو کوئی محسوس ہی نہیں کرتا کہ ان پر کچھ صدقہ ہی کردے۔

الاستدانة بدين لايريد وفاءه
(لوگوں سے ادانہ کرنے کی نیت وارادے سے قرض لینا)

اللہ تعالیٰ کے ہاں حقوق العباد کا معاملہ نہایت ہیبت ناک ہے ایک شخص سے اگر اللہ تعالیٰ کے کسی حق میں کوتاہی ہوجائے تو وہ توبہ کے ذریعے چھوٹ سکتا ہے، لیکن حقوق العباد کا معاملہ ایسا ہے کہ انہیں قیامت سے پہلے پہلے ادا کئے بغیر چھٹکارے کی کوئی سبیل نہیں اور اگر قیامت سے قبل ادا نہ کریگا تو قیامت کے دن ادائیگی درھم ودینار سے نہیں ہوگی، بلکہ نیکیوں اور بدیوں کے تبادلے سے ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

[إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا][1]

ترجمہ: (بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں واپس لوٹاؤ)

ہمارے معاشرے میں پھیلی خرابیوں میں سے ایک خرابی قرض کے سلسلہ میں مجرمانہ غفلت وتساھل برتنے کی صورت میں موجود ہے، بعض لوگ قرض اس لئے نہیں لیتے کہ انہیں کوئی شدید ضرورت درپیش آ گئی ہے، بلکہ محض اپنے مال میں اضافے یا دوسروں کے دیکھا دیکھی اپنی گاڑی

---

[1] سورۂ نساء:۵۸۔

Marfat.com

یا فرنیچر یا دیگر سامانِ تعیش جس کے لئے کوئی بقا نہیں، بلکہ بہرحال فنا ہی اس کا انجام ہے، کی خریداری کے شوق سے قرضہ اٹھالیتے ہیں، اس قماش کے لوگ اکثر و بیشتر ایسے سینٹروں میں جاتے ہیں، جہاں قسطوں پر سامان فروخت ہوتا ہے، اور ایسے سودے کرآتے ہیں جس کی بہت سی صورتیں حرام یا شبہ حرام سے خالی نہیں ہوتیں۔ قرض مانگتے رہنے کا یہ معاملہ بندے کو اس معاملے پر لاکھڑا کرتا ہے کہ وہ ادائیگی کے سلسلہ میں قرض خواہوں سے ٹال مٹول کا سلسلہ شروع کردیتا ہے اور نوبت بالآخر ان کے اموال کے تلف و ضیاع تک جا پہنچتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قرض کے ہیبتناک انجام سے ڈراتے ہوئے فرمایا ہے:

[مَنْ أَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ أَدَائَهَا أَدَّى اللّٰهُ عَنْهُ ، وَمَنْ أَخَذَ يُرِيْدُ اِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللّٰهُ][1]

ترجمہ: (جو شخص لوگوں سے بطور قرض مال لے اور وہ ادا کرنیکی نیت رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ادائیگی کی توفیق دے دیتا ہے، اور جو شخص لوگوں کا مال ہضم کرنے کی نیت سے قرض لے، اللہ تعالیٰ اسے برباد کردیگا)

لوگ قرض کے معاملے میں تساہل برتتے ہیں اور اسے بہت معمولی تصور کرتے ہیں ، حالانکہ قرض کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت شدید اور ہیبت ناک ہے، شہید باوجودیکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت سی خصوصی عنایات، ثواب عظیم اور بلند مرتبے کا مستحق قرار پاتا ہے، مگر قرض کی بھیانک مار سے وہ بھی نہیں بچ سکے گا۔ اس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ فرمان ہے:

[سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا ذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ التَّشْدِيْدِ فِيْ الدَّيْنِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّ رَجُلًا قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، ثُمَّ أُحْيِيَ ثُمَّ قُتِلَ ، ثُمَّ أُحْيِيَ ثُمَّ قُتِلَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ

[1] بخاری مع الفتح ۵/۵۴۔

Marfat.com

مَا دَخَلَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ دَيْنُهُ][1]

ترجمہ: (سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے قرض کے بارہ میں کتنا سخت حکم نازل فرمایا ہے، مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر ایک شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جائے پھر زندہ کر دیا جائے پھر شہید ہو جائے پھر زندہ کر دیا جائے اور اس پر قرض ہو تو وہ اس وقت تک جنت میں نہیں جا سکے گا جب تک اس کا قرض نہ ادا کر دیا جائے)

یہ حدیث سننے کے بعد بھی قرض کی ادائیگی میں سستی برتنے والے کیا اپنی جہالت سے باز آئیں گے یا نہیں؟

اکل الحرام
(حرام کھانا)

جو شخص اللہ رب العزت کے خوف سے عاری ہوتا ہے، اسے مال کے سلسلہ میں کوئی پروا نہیں ہوتی کہ کہاں سے آرہا ہے، اور کہاں خرچ ہو رہا ہے، اس کا مقصد تو بینک بیلنس میں اضافہ کرنا ہے، خواہ وہ صریحاً حرام مال کے ذریعہ ہی کیوں نہ ہو! خواہ چوری کا ہو یا رشوت کا ہو یا غصب کا ہو یا جھوٹی بوگس دستاویز تیار کرنے کے ذریعہ ہو یا کسی حرام سودے کے ذریعہ آیا ہو یا سود کا ہو یا یتیم کے حق پر ڈاکہ کی صورت میں ہو یا کسی حرام کام پر اجرت کی صورت میں ہو، مثلاً: کہانت کی اجرت یا زنا کی اجرت یا گانا گانے کی اجرت وغیرہ یا وہ مال مسلمانوں کے بیت المال یا پبلک کی امانتوں پر شب خون مارنے سے حاصل ہو، خواہ وہ لوگوں کو تنگ کر کے ان کا مال ہتھیا لے، یا بلا ضرورت لوگوں سے بھیک مانگ کر مال کے ڈھیر لگائے (اس کے علاوہ

[1] النسائی فی المجتبیٰ ۷/ ۳۱۴ صحیح الجامع ۵۹۴۔

Marfat.com

اور بہت سی صورتیں ہیں) پھر خواہ اس مال کو کھائے یا پہنے یا سواری خرید لے، یا گھر بنالے یا گھر کرائے پر لے لے ،اور اسے فرنیچر وغیرہ سے آراستہ کرلے۔ (سب کی حرمت وشناعت برابر ہے)

حرام مال اگر پیٹ میں داخل ہوتو رسول اللہ کا اس کی بابت ارشادِ مبارک ہے:

[كُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ فَالنَّارُ اَوْلٰى بِهٖ][1]

ترجمہ: (جو گوشت حرام سے بنتا ہے، جہنم کی آگ اسکی حقدار ہے)

قیامت کے دن بندے کے مال کے حوالہ سے ایک سوال تو یہ ہوگا کہ یہ مال کہاں سے کمایا؟ اور دوسرا سوال یہ ہوگا کہ کہاں خرچ کیا؟ پھر لامتناہی ہلاکت اور خسارے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

لہٰذا اگر کسی شخص کے پاس حرام مال ہے تو وہ اس سے چھٹکارا حاصل کرنے میں جلدی کرے۔ اور اگر وہ مال کسی بندے کا حق ہے تو اسے لوٹانے میں جلدی کرے اور اس سے معافی طلب کرکے اپنے دامن کو بچالے، قبل اسکے وہ دن آجائے جس دن ادائیگی درہم ودینار سے نہیں ہوگی، بلکہ نیکیوں اور گناہوں کے تبادلے کے ذریعہ ہوگی۔

شرب الخمر ولو قطرة واحدة

شراب نوشی خواہ ایک قطرہ ہی کیوں نہ ہو

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ

[1] طبرانی کبیر ۱۹/۱۳۶ صحیح الجامع ۴۴۹۵۔

Marfat.com

الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۹۰][1]

ترجمہ: (اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر، یہ سب گندی باتیں ہیں، شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو، تاکہ تم فلاح یاب ہو۔)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جوا، شراب سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے یہ اسکے حرام ہونے کی سب سے قوی دلیل ہے، بلکہ یہاں شراب کو "الأنصاب" کے ساتھ جوڑا گیا ہے جو سب کفار کے بت اور معبود ہیں (اس سے شراب کی حرمت مزید مؤکد ہوگئی) لہٰذا شراب کو حرام نہ ماننے والوں کی یہ دلیل تارِ عنکبوت ہوگئی، کہ اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام نہیں کہا، بلکہ صرف بچنے کا حکم دیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث میں شراب پینے والے کے لئے شدید ترین وعید وارد ہوئی ہے:

[عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعاً : اِنَّ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَّجَلَّ عَهْداً لِمَنْ شَرِبَ الْمُسْكِرَ اَنْ يَّسْقِيَهُ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا طِيْنَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: عِرْقُ اَهْلِ النَّارِ اَوْ عُصَارَةُ اَهْلِ النَّارِ][2]

ترجمہ: (جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نشہ آور چیز پینے والوں کے لئے اپنے اوپر یہ عہد کر رکھا ہے کہ انہیں طینۃ الخبال میں سے ضرور پلائے گا، صحابہ نے عرض کیا: یا رسو اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طینۃ الخبال کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنمیوں کا پسینہ یا انکی گندگیوں کا نچوڑ۔)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] سورۂ مائدہ: ۹۰۔
[2] صحیح مسلم ۱۵۸۷/۳۔

Marfat.com

[مَنْ مَّاتَ مُدْ مِنُ خَمْرٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ كَعَابِدِ وَثَنٍ][1]

ترجمہ: شراب کا عادی شخص جب مرے گا تو اللہ تعالیٰ کو اسطرح ملے گا جیسے بت کی پوجا کرنے والا۔

آج ہمارے اس دور میں انواع واقسام کی شرابیں اور نشہ آور چیزیں مختلف عربی و عجمی ناموں کے ساتھ رائج ہیں، جیسے: بیئر، الجعہ، الکحل، العرق، فودکا، شمپیئن وغیرہ وغیرہ۔ اسوقت میں لوگوں کی وہ قسم بھی پیدا ہو چکی ہے جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پیش گوئی فرمائی تھی:

[لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اِسْمِهَا][2]

ترجمہ: (میری امت کے کچھ لوگ شراب کا نام تبدیل کر کے اسے پئیں گے)

(یہ پیشن گوئی کس طرح حرف بہ حرف پوری ہوئی) چنانچہ لوگ اسے شراب کی بجائے راحتِ جان و تسکینِ روح والے مشروب قرار دیکر پی رہے ہیں، یہ کتنا بڑا دھوکہ ہے۔

[يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۞][3]

ترجمہ: (وہ اللہ کو اور ایمان والوں کو دھوکا دیتے ہیں، لیکن دراصل وہ خود اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں مگر نہیں سمجھتے)

شریعت نے یہاں ایک عظیم ضابطہ بیان فرمایا ہے، جو شراب پینے والوں کی اس حجت کی پوری طرح تنفید کرتا ہے، اور نام تبدیل کر کے دھوکہ دینے والوں کے اس فتنہ کی جو کہ شریعت

---

1 طبرانی ۱۲/۴۵ صحیح الجامع ۶۵۲۵۔
2 مسند احمد ۵/۳۴۲ صحیح الجامع ۵۴۵۳۔
3 سورۂ بقرہ:۹۔

Marfat.com

کے ساتھ کھیل اور مذاق کے سوا کچھ نہیں، پوری طرح جڑیں بھی کاٹ رہا ہے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ] [1]

ترجمہ: (ہر نشہ آور چیز خمر یعنی شراب ہی ہے، اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے)

لہٰذا ہر وہ چیز جو عقل میں فتور ونشہ پیدا کردے وہ شراب ہے اور حرام ہے، خواہ اس چیز کی تھوڑی مقدار نشہ آور ہو یا بہت بڑی مقدار نشہ کا باعث بنے [2] اگرچہ نام متعدد ومختلف ہیں، لیکن یہ سارے ایک ہی چیز کے نام ہیں، جس کا حکم معلوم ہے (یعنی حرام ہیں) آخر میں شراب نوشی کرنے والوں کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک نصیحت تحریر کی جاتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ وَسَكِرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا، وَإِنْ مَّاتَ دَخَلَ النَّارَ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَإِنْ عَادَ فَشَرِبَ فَسَكِرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا، فَإِنْ مَّاتَ دَخَلَ النَّارَ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ،، وَإِنْ عَادَ فَشَرِبَ فَسَكِرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا، فَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَإِنْ عَادَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُسْقِيَهُ مِنْ رَدْغَةِ الْخَبَالِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا رَدْغَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: عُصَارَةُ أَهْلِ النَّارِ] [3]

ترجمہ: (جس شخص نے شراب پی اور نشہ میں مست ہوگیا پس چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں کی جائیگی اور اس حال میں مرگیا تو جہنم میں داخل ہوجائیگا اور اگر توبہ کرلی تو اللہ تعالیٰ

---

[1] صحیح مسلم ۳/۱۵۸۷۔

[2] یہ سنن ابی داود کی ایک حدیث کا مفہوم ہے ۳۶۸۱۔ (صحیح ابی داود ۳۱۲۸)۔

[3] ابن ماجہ ۳۳۷۷ صحیح الجامع ۶۳۱۳۔

Marfat.com

معاف فرمادے گا، اگر دوبارہ شراب پی، اور مبتلائے نشہ ہوگیا تو اللہ رب العزت اسکی مزید چالیس دن تک کوئی نماز قبول نہیں فرمائے گا، اگر یوں ہی مر گیا تو واصلِ جہنم ہوجائیگا اور اگر توبہ کرلی تو اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا، اگر پھر شراب پی لی تو اللہ تعالیٰ مزید چالیس دن تک اسکی کوئی نماز قبول نہیں فرمائے گا، اگر اسی طرح مر گیا، تو جہنم میں جائیگا، اور اگر توبہ کرلی تو اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا، اگر پھر شراب پی لی تو پھر اللہ رب العزت کا حق ہوگا کہ اسے قیامت کے دن ردغۃ الخبال میں سے پلائے، صحابہ رضی اللہ عنھم نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ردغۃ الخبال کیا ہے؟ فرمایا؛ اہل جہنم کی گندگیوں کا نچوڑ اور پسینہ وغیرہ)

حضرات! جب شراب پینے والوں کا اتنا بھیانک انجام ہے تو مخدرات (نشہ آور اشیاء) استعمال کرنے والوں اور اس پر ہیشگی کرنے والوں کا کیا حال ہوگا، جبکہ مخدرات کا معاملہ شراب سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

استعمال آنیۃ الذھب والفضۃ والاکل والشرب فیھا

(سونے اور چاندی کے برتن استعمال کرنا اور ان میں کھانا)

آج گھریلو برتنوں کی شاید ہی کوئی دوکان ہو جس میں سونے اور چاندی کے برتن نہ ہوں، یا کم از کم ایسے برتن نہ ہوں جن پر سونے اور چاندی کا پانی چڑھا ہو۔

اسی طرح مالدار لوگوں کے گھروں اور بعض اونچے ہوٹلوں میں بھی اس قسم کے برتن موجود ہوتے ہیں، بلکہ اس قسم کے برتن ایک دوسرے کو مختلف تقریبات ومناسبات میں بطور قیمتی تحفہ پیش کرنے کا رواج بھی بڑھتا جارہا ہے، بعض لوگ اگرچہ اپنے گھروں میں اس قسم کے برتن نہیں رکھتے لیکن دوسرں کے گھروں میں دعوتوں میں اس قسم کے برتن استعمال کر لیتے ہیں۔

Marfat.com

شریعتِ مطہرہ میں یہ سب کچھ قطعی حرام ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان برتنوں کے استعمال کے حوالے سے شدید ترین وعید وارد ہوئی ہے، چنانچہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[اِنَّ الَّذِیْ یَأْکُلُ اَوْ یَشْرَبُ فِیْ آنِیَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّھَبِ اِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِہٖ نَارَ جَھَنَّمَ][1]

ترجمہ (جو شخص چاندی یا سونے کے برتن میں کھاتا یا پیتا ہے، وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ کے گھونٹ بھر رہا ہے)

یہ حکم کھانے کے ہر قسم کے برتن کو شامل ہے، خواہ وہ پلیٹوں کی صورت میں ہوں یا کانٹوں، چمچوں اور چھریوں کی صورت میں، خواہ مہمانوں کو ضیافت پیش کرنے کے برتن ہوں یا وہ ڈبے جن میں شادی بیاہ کے موقع پر مٹھائیاں پیک کر کے دی جاتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم سونے کے برتن استعمال نہیں کرتے، البتہ شوکیس میں شوپیس کے طور پر سجا کر رکھ دیتے ہیں۔ لیکن کسی بھی موقع پر ان کے استعمال کے امکان کے کلی سدِ باب کی خاطر یہ بھی جائز نہیں ہے، (اور پھر شوپیس میں سجا کر رکھنا بھی تو ایک استعمال ہے۔)

شهادة الزور
(جھوٹی گواہی)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۰﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ

[1] ابن ماجہ ۳۳۷۷ صحیح الجامع ۶۳۱۳۔

بِهٖ]¹

ترجمہ: پس تمہیں بتوں کی گندگی سے بچتے رہنا چاہئے اور جھوٹی بات سے بھی پرہیز کرنا چاہئے، اللہ کی توحید کو مانتے ہوئے اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوئے)

[عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ: قَالَ : كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ "ثَلَاثاً" اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ، وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئاً فَقَالَ: أَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ، قَالَ فَمَازَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا: لَيْتَهٗ سَكَتَ]²

ترجمہ: (عبدالرحمن بن ابوبکرہ رضی اللہ عنھما اپنے والد ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں سب سے بڑے گناہوں کی خبر دوں؟ (یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمائی) پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ، والدین کی نافرمانی کرنا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹیک لگا کر تشریف فرما تھے، پھر ایک دم اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: خبردار! اور جھوٹ کہنا (بھی سب سے بڑے گناہوں میں شامل ہے) یہ جملہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بار بار دہراتے رہے، حتی کہ ہم نے کہا کاش آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو جائیں۔)

اس حدیث پر غور کیجئے، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھوٹی گواہی کا بار بار ذکر فرمایا، اسکی ہیبت وخطورت سے کس قدر ڈرایا بار بار ڈرانے کی وجہ یہ ہے کہ لوگ اس تعلق سے تساہل وغفلت کا شکار ہیں، نیز لوگوں کی آپس میں قائم عداوتوں اور کینوں کی وجہ سے جھوٹی گواہی کے اسباب ومواقع بہت سامنے آتے ہیں، اور ایکوجہ یہ بھی ہے کہ جھوٹی گواہی پر بہت سی خرابیاں مرتب ہوتی

---

¹ سورۂ حج: ۳۰، ۳۱۔

² صحیح مسلم ۳/ ۱۶۳۴۔

Marfat.com

ہیں، چنانچہ جھوٹی گواہی کی وجہ سے کتنوں کے حقوق ضائع ہوگئے، کتنے بے قصوروں کو محض جھوٹی گواہی کی وجہ سے ظلم وستم کا نشانہ بننا پڑا اور اسکے برعکس کتنے لوگوں نے جھوٹی گواہی سے ایسے ایسے مفادات حاصل کر لئے جو قطعاً ان کا حق نہیں تھے، جھوٹی گواہی کی وجہ سے کتنی جھوٹی رشتہ داریاں بن جاتی ہیں؟

اسی سلسلہ میں سب سے بڑا تساہلِ مجرمانہ بعض لوگوں کی طرف سے عدالتوں میں دیکھا گیا ہے، جسکی تفصیل یہ ہے کہ ایک شخص کسی دوسرے شخص سے کہتا ہے کہ تم میرے حق میں گواہی دے دو میں ضرورت پڑنے پر تمہارے حق میں گواہی دے دوں گا، چنانچہ وہ اجنبی شخص اسکے حق میں عدالت کے اندر اس کے کسی ایسے معاملے میں جسکی حقیقت وحالت کے بارے میں جاننا ضروری تھا، جھوٹی گواہی دے دیتا ہے، مثلاً کسی زمین یا گھر کی ملکیت کی گواہی یا کسی تزکیہ کے حوالے سے گواہی، حالانکہ وہ اسے جانتا تک نہیں بلکہ دونوں کا آمنا سامنا چند لمحے قبل عدالت کی دہلیز پر ہوا ہوتا ہے۔ یہ کھلم کھلا جھوٹ اور دروغ ہے، چاہیئے تو یہ کہ شہادت کی بنیاد وہ چیز ہو جو کتاب اللہ میں وارد ہوئی ہے۔

[وَمَا شَهِدْنَا إِلَّا بِمَا عَلِمْنَا][1]

ترجمہ: (اور ہم نے وہی گواہی دی تھی جو ہم اچھی طرح جانتے تھے)

---

[1] سورۂ یوسف: ۸۱۔

Marfat.com

سماع المعازف والموسیقی

(گانے اور موسیقی سننا)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

[وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ][1]

ترجمہ: (اور بعض لوگ ایسے ہیں جو لغو باتوں کو مول لیتے ہیں کہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ اس آیت میں ''لہو الحدیث'' سے مراد گانا (سننا اور بجانا) ہے۔[2]

ابو عامر اور ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[لَيَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِیْ اَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَّ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ ---][3]

ترجمہ: میری امت میں کچھ قومیں پیدا ہونگی جو ریشم، شراب اور موسیقی کو اپنے لئے حلال سمجھیں گی۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[لَيَكُوْنَنَّ فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ خَسْفٌ وَقَذْفٌ وَمَسْخٌ وَذٰلِكَ اِذَا شَرِبُوْا الْخُمُوْرَ

1. سورۃ لقمان:۶۔
2. بخاری مع الفتح ۵/۲۶۱۔
3. بخاری مع الفتح ۱۰/۵۱۔

Marfat.com

وَاتَّخَذُوا الْقَیْنَاتِ وَضَرَبُوا بِالْمَعَازِفِ][1]

ترجمہ:[میری امت میں خسف (یعنی زمین کے اندر دھنسائے جانے)، قذف (یعنی پتھر برسائے جانے) اور مسخ (یعنی شکل بگاڑے جانے) کا عذاب ہوگا اور یہ سارے عذاب اس وقت ہوں گے جب لوگ شراب پئیں گے، گلوکاراؤں سے گانے سنیں گے، اور آلات موسیقی بجائیں گے]

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الکوبہ (طبلہ) سے بھی منع کیا جبکہ باجے کی آواز کو احمق اور گناہ گار آواز قرار دیا۔

علماء متقدمین مثلاً: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ آلات موسیقی مثلاً: سارنگی، طنبور یعنی ستار، بانسری، باجہ، جانچھ یعنی طبل وغیرہ کے صراحۃ حرام ہونے کے قائل تھے۔

اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ حدیث جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آلاتِ موسیقی سے منع فرمایا ہے، موسیقی کے نئے آلات مثلاً: سارنگی، تاروالا باجہ، اورج، پیانو، گٹار وغیرہ کو بھی شامل ہے، بلکہ پرانے آلاتِ موسیقی جن کی بعض احادیث میں حرمت وارد ہوئی ہے سے جدید آلات موسیقی نشہ اور ترنگ پیدا کرنے میں ان سے کہیں زیادہ ہیں۔ بلکہ بعض اہلِ علم جیسے حافظ ابن القیم وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ موسیقی کا نشہ شراب کے نشے سے کہیں زیادہ ہے۔

اور بلاشبہ آلاتِ موسیقی کے بجانے کے ساتھ اگر گلوکاراؤں اور مغنّیات کی آوازیں بھی شامل ہوجائیں تو اس جرم اور گناہ کی ہیبت وحرمت مزید سخت اور شدید ہوجائیگی اور اگر گانوں کے بول عشق ومحبت اور عورتوں کے حسن وجمال کے ذکر پر مبنی ہوں تو موسیقی کی مصیبت وہولناکی میں کئی گنا اضافہ ہوجائیگا، اس لئے علماءِ کرام نے گانے کو زنا کا ڈاکیا قرار دیا ہے، نیز یہ بتایا ہے

---

[1] سلسلۃ الصحیحۃ ۲۲۰۳ ترمذی ۲۲۱۲۔

Marfat.com

کہ گانا دل کے اندر نفاق پیدا کرتا ہے۔

ہمارے اس دور میں موسیقی کا فتنہ مزید پھیلتا جارہا ہے، اور وہ اس طرح کہ بہت سی چیزوں میں موسیقی داخل کردی گئی ہے، مثلاً: گھڑیاں، گھنٹیاں(Door bell) ، بچوں کے کھلونے، کمپیوٹر اور بعض ٹیلی فون سیٹ وغیرہ، اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ موسیقی سے مکمل کنارہ کشی اختیار کرنے کے لئے بڑی عزیمت کی ضرورت ہے۔ (واللہ المستعان)

الغيبة

(غیبت)

آج مسلمانوں کی غیبت کرنا اور ان کی عزتوں کے درپے ہونا ہماری اکثر وبیشتر مجالس کی سویٹ ڈش بن چکی ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے غیبت سے منع کیا ہے اور اپنے بندوں کو غیبت سے متنفر کیا ہے، جسکی صورت یہ ہے کہ غیبت کی انتہائی مکروہ اور ناپسندیدہ مثال بیان فرمائی جس سے واقعۃً دل میں تکدر وکراہیت پیدا ہوتی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ][1]

ترجمہ: (اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گھن آئیگی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کا معنی یوں بیان فرمایا:

[أَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ؟ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ: ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيْلَ: اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِيْ اَخِيْ مَا اَقُوْلُ؟ قَالَ: اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا

[1] سورہ حجرات: ۱۲۔

Marfat.com

تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ، وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْهِ فَقَدْ بَهَتَّهٗ][1]

ترجمہ: (کیا تمہیں معلوم ہے غیبت کیا ہے؟ صحابہ نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کا ایسی چیز کے ساتھ ذکر کرنا جسے وہ ناپسند قرار دیتا ہے، غیبت ہے۔ کسی نے کہا: اگر میرے بھائی میں وہ عیب موجود ہو؟ فرمایا جو عیب تم بیان کر رہے ہو اگر وہ اس کے اندر موجود ہے تو تم نے اس کی غیبت کی، اور اگر موجود نہیں تو تم نے اس پر بہتان لگایا)

تو آپ کا اپنے مسلمان بھائی کے اندر موجود کسی عیب کے ساتھ کہ جسے بیان کرنا وہ ناپسند سمجھتا ہے، کا ذکر کرنا غیبت ہے۔ وہ غیبت خواہ اسکے جسم میں ہو، یا دین میں، یا دنیا میں، یا نفس میں، یا خلق میں، یا خلقت میں ہو۔ واضح ہو کہ غیبت کی مختلف صورتیں ہیں، چنانچہ اپنے بھائی کے عیب بیان کرنا بھی غیبت ہے اور اسکے اندر موجود کسی عیب کی برسبیل مذاق اپنے فعل سے نقالی کرنا بھی غیبت کے زمرہ آتا ہے۔

لوگ غیبت کے بارہ میں بڑے تساہل اور غفلتِ مجرمانہ کا شکار ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسکی شناعت وقباحت انتہائی شدید ہے۔ اسکی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے۔

[اَلرِّبَا اِثْنَانِ وَسَبْعُوْنَ بَاباً اَدْنَاهَا مِثْلُ اِتْیَانِ الرَّجُلِ اُمَّهٗ، وَاِنَّ اَرْبَی الرِّبَا اِسْتِطَالَةُ الرَّجُلِ فِیْ عِرْضِ اَخِیْهِ][2]

ترجمہ: (یعنی سود کے بہتر (۷۲) دروازے ہیں سب سے ادنی دروازے کی مثال آدمی کا اپنی ماں سے زنا کرنا ہے، جبکہ سب سے بڑا سود آدمی کا اپنے بھائی کی عزت سے کھیلنا ہے)

جس مجلس میں کسی کی غیبت ہو رہی ہو اس میں موجود ہر شخص کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس برائی

---

[1] صحیح مسلم ۴/۲۰۰۱۔

[2] سلسلۃ الصحیحۃ ۱۸۷۱۔

Marfat.com

سے روکے اور اپنے اس بھائی کی عزت کا دفاع کرے جس کی غیبت کی جا رہی ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس فرمان میں اس بات کی ترغیب دی ہے۔

[مَنْ رَدَّ عِرْضَ اَخِيْهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ][1]

ترجمہ: (جو اپنے کسی بھائی کی عزت کا دفاع کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے سے جہنم کی آگ دور کریگا۔)

النميمة
(چغلی)

لوگوں کا بغرض فساد ایک دوسرے کی باتیں بطور چغلی بیان کرنا، ہمیشہ سے آپس کے تعلقات کے ٹوٹنے اور دلوں میں بغض وعداوت کی آگ جلانے کا سبب رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چغلخور کی مذمت کی ہے۔

[وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ﴿۱۰﴾ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ ﴿۱۱﴾][2]

ترجمہ: (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اور آپ ﷺ کسی ایسے شخص کا بھی کہنا نہ ماننا جو زیادہ قسمیں کھانے والا بے وقوف، کمینہ، عیب گو، چغل خور ہو)

[عَنْ حُذَيْفَةَ مَرْفُوْعًا: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ][3]

ترجمہ: (حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: فرمایا: چغلخور جنت میں داخل نہیں ہوگا)

---

1 مسند احمد ۶/۴۵۰ صحیح الجامع ۶۲۳۸۔

2 سورہ قلم: ۱۰، ۱۱۔

3 بخاری مع الفتح ۱۰/۴۷۲۔

Marfat.com

[عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ بِحَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِيْنَةِ فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: يُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيْرٍ، ثُمَّ قَالَ: بَلَى [وَفِي رِوَايَةٍ: وَإِنَّهُ لَكَبِيْرٌ] كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيْمَةِ][1]

ترجمہ: [عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ کے باغات میں سے ایک باغ کے پاس سے گزرے آپ ﷺ نے دو انسانوں کی آواز سنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کسی بڑے گناہ پر عذاب نہیں دیا جا رہا، پھر فرمایا: کیوں نہیں، وہ گناہ فی الحقیقت کبیرہ ہی ہیں، ان میں سے ایک شخص اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا، جبکہ دوسرا چغلخور تھا]

چغلی کی ایک انتہائی بُری اور گھٹیا صورت یہ ہے کہ شوہر کو بیوی کے خلاف اور بیوی کو شوہر کے خلاف بھڑکایا جائے، تاکہ ان کے آپس کے تعلقات میں بگاڑ آجائے۔ اسی طرح دفتر میں ایک ملازم کی مدیر یا مسئول کے آگے شکایت کرنا تاکہ اسے نقصان پہنچایا جا سکے بھی چغلی کی بدترین صورت ہے، اور یہ سب ناجائز اور حرام ہے۔

الاطلاع على بيوت الناس دون اذن

لوگوں کے گھروں میں بلا اجازت جھانکنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى

---

[1] بخاری مع الفتح ۱/۳۱۷۔

Marfat.com

اَهْلِهَا ط][1]

ترجمہ: (اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ لے لو! اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام نہ کرلو)

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اجازت لئے بغیر کسی کے گھر میں داخل ہونا جائز نہیں ہے، اجازت لینا اس لئے ضروری ہے کہ بلا اجازت داخلے سے گھر والوں کی (کسی بھی طرح کی) بے پردگی کا امکان ہوتا ہے، یہی علت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث میں مذکور ہے۔

[اِنَّمَا جُعِلَ الْاِسْتِئْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ][2]

ترجمہ: (اجازت لینا نظر پڑ جانیکی وجہ سے مشروع قرار دیا گیا ہے)

آج جب کہ گھر قریب قریب بنے ہوئے ہیں، عمارتیں باہم متصل تعمیر ہیں، کھڑکیاں اور دروازے آمنے سامنے بنے ہوئے ہیں لہٰذا پڑوسیوں کی بے پردگی کا احتمال اور امکان کافی بڑھ جاتا ہے، بہت سے لوگ نظریں جھکا کر نہیں چلتے بلکہ اوپر کے گھروں میں رہنے والے افراد بعض اوقات قصداً و عمداً اپنے گھروں کی کھڑکیوں اور چھتوں سے نیچے کے گھروں میں جھانکتے ہیں...... یہ زبردست خیانت ہے، پڑوسیوں کی عزت کی پامالی اور بے حرمتی ہے، اور حرام تک پہنچانے کا ایک ذریعہ ہے، بلکہ اس تانک جھانک کے عمل سے بہت سے فتنوں اور بربادیوں نے جنم لیا ہے۔

اس معاملے کی خطورت و شدت کا یوں اندازہ کیجئے! کہ جھانکنے والے کی آنکھ کو پھوڑنے والے کو شریعت نے بے قصور قرار دے کر معاف کر دیا ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] سورۂ نور: ۲۷۔

[2] بخاری مع الفتح ۱۱/ ۲۴۔

Marfat.com

[مَنِ اطَّلَعَ فِيْ بَيْتِ قَوْمٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِمْ فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ أَنْ يَّفْقَؤُوْا عَيْنَهُ [وَفِيْ رِوَايَةٍ] فَفَقَؤُوْا عَيْنَهُ فَلَا دِيَةَ لَهُ وَلَا قِصَاصَ][1]

ترجمہ: (جو شخص کسی کے گھر میں بغیر اجازت کے جھانکے تو اس گھر والوں کے لئے اس کی آنکھ پھوڑنا حلال ہوجائیگی (اور ایک روایت کے الفاظ ہیں) اس کے گھر والوں نے اگر اس کی آنکھ پھوڑ دی تو اس کے لئے کوئی دیت یا قصاص نہیں ہے)

تناجی اثنین دون الثالث اذا کانوا ثلاثة

دو آدمیوں کا آپس میں سرگوشی کرنا تیسرے شخص کو شامل کئے بغیر

یہ بھی مجلسوں کی ایک زبردست آفت ہے، اور شیطان کی اتباع کا راستہ ہے۔ اس عمل سے شیطان مسلمانوں میں تفریق کے بیج بوتا ہے، اور ان کے سینوں کو باہمی عداوتوں اور کینوں سے بھر دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث میں اس مسئلہ کا حکم اور علت دونوں مذکور ہیں

[اِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجٰى رَجُلَانِ دُوْنَ الْآخَرِ حَتّٰى تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ مِنْ اَجْلِ اَنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهُ][2]

ترجمہ: (جب تم کسی مجلس میں تین افراد بیٹھے ہو تو دو آدمی تیسرے کو شامل کئے بغیر آپس میں سرگوشی نہ کریں، اس کی وجہ یہ ہے کہ تمھارا آپس میں سرگوشیاں کرنا، اسے پریشانی میں مبتلا کر دے گا، الا یہ کہ اور لوگوں کے ساتھ خلط ملط ہو جاؤ)

واضح ہو کہ اگر کسی مجلس میں چار آدمی ہوں تو تین آدمیوں کا چوتھے کا چھوڑ کر آپس میں

---

[1] مسند احمد ۲/۳۸۵ صحیح الجامع ۶۰۲۲۔
[2] بخاری مع الفتح ۱۱/۸۳۔

Marfat.com

سرگوشیاں کرنا اسی طرح ناجائز ہوگا۔اسی طرح اگر دو آدمی آپس میں کسی دوسری زبان میں گفتگو کررہے ہیں جو تیسرے کی سمجھ میں نہیں آرہی (تو یہ بھی سرگوشی کے حکم میں ہے اور ناجائز ہے) بلاشبہ دو آدمیوں کا سرگوشی کرنے کا عمل تیسرے کی تحقیر وتذلیل کا باعث ہے، نیز اسے اس وہم میں ڈالنے کا باعث بھی ہوسکتا ہے کہ یہ لوگ میرے ساتھ برا ارادہ رکھتے ہیں، اس طرح کے اور بہت سے مفاسد ہوسکتے ہیں۔

الاسبال فی الثیاب
(ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانا)

جن گناہوں کو لوگ معمولی قرار دیتے ہیں، حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہائی ہیبت ناک ہیں، ان میں سے ایک گناہ اسبال ہے۔جس کا معنی یہ ہے کہ اپنے لباس کو اتنا لمبا رکھنا کہ وہ ٹخنوں سے نیچے آجائے۔ کچھ لوگوں کا لباس تو زمین کو چھورہا ہوتا ہے، اور کچھ اپنے لباس کو پیچھے گھسیٹتے پھر رہے ہوتے ہیں۔

[عَنْ اَبِیْ ذَرٍّص مرفوعاً ''ثَلَاثَۃٌ لَایُکَلِّمُھُمُ اللہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلاَ یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ وَلاَ یُزَکِّیْھِمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ: اَلْمُسْبِلُ [وَفِیْ رِوَایَۃٍ: اِزَارَہٗ] وَالْمَنَّانُ [وَفِیْ رِوَایَۃٍ: اَلَّذِیْ لَا یُعْطِیْ شَیْئاً اِلاَّ مَنَّہٗ] وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَہٗ بِالْحَلْفِ الْکَاذِبِ][1]

ترجمہ: (ابوذر غفاریص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تین قسم کے انسانوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں کریگا، نہ ان کی طرف دیکھے گا، نہ انہیں پاک کریگا، اور ان کیلئے دردناک عذاب ہوگا، ایک وہ جو اپنا کپڑا ٹخنے سے نیچے لٹکاتا ہے، دوسرا

---

[1] مسلم ۱/۱۰۲۔

Marfat.com

احسان جتلانے والا، جو کسی کو کوئی بھی چیز دے گا اس کا احسان ضرور جتلائے گا، تیسرا وہ شخص جو جھوٹی قسمیں کھا کر اپنا سودا بیچتا ہے)

جو شخص کپڑا ٹخنے سے نیچے لٹکاتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میرا کپڑا لٹکانا تکبر کی بناء پر نہیں ہے، وہ خوامخواہ اپنے نفس کی پرہیزگاری جتلا رہا ہے، اس کا یہ تزکیہ جو وہ اپنے نفس کے لئے جاری کر رہا ہے غیر مقبول ہے، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مذکورہ وعید ہر اس شخص کیلئے ہے جو کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکاتا ہے، خواہ اس کی نیت میں تکبر ہو یا نہ ہو۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے بھی واضح ہو رہا ہے

[مَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ][1]

ترجمہ: (ٹخنوں سے نیچے جو بھی لباس ہے وہ جہنم میں ہے)

ہاں اگر تکبر کی نیت سے کپڑا لٹکائے گا تو سزا مزید شدید اور ہیبتناک اور خطرناک ہو جائیگی۔ اور یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث میں وارد ہے:

[مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ][2]

ترجمہ: (جو شخص اپنا کپڑا تکبر کی بناء پر ٹخنوں سے نیچے لٹکائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس (شخص) کی طرف نہیں دیکھے گا)

ایسے شخص کو زیادہ عذاب اس لئے ہوگا کہ اس نے دو حرام کاموں کو جمع کر لیا ہے، ایک تکبر اور دوسرا کپڑے کا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا۔ اسبال کا عمل ہر قسم کے لباس کیلئے حرام ہوگا، اس کی دلیل عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ مرفوع روایت ہے:

---

[1] مسند احمد ۲۵۴/۶ صحیح الجامع ۵۵۷۱۔
[2] صحیح بخاری ۳۴۶۵۔

Marfat.com

[اَلْاِسْبَالُ فِي الْإِزَارِ وَالْقَمِيْصِ وَالْعِمَامَةِ، مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ][1]

ترجمہ: (یعنی اسبال، تہبند، قمیص اور پگڑی ہر لباس میں حرام ہے، جو شخص ان میں سے کوئی چیز تکبر سے ٹخنوں سے نیچے لٹکائے اللہ قیامت کے دن اس (شخص) کی طرف نہیں دیکھے گا)

عورت کیلئے ایک بالشت یا ایک ہاتھ کے بقدر اپنے لباس کو لٹکانا جائز اور مشروع ہے، تا کہ اس کے قدم پردے میں آجائیں، نیز اس احتیاط کے تحت بھی بعض اوقات ہوا سے کپڑے کے اٹھنے اور پنڈلی کے منکشف ہونے کا خدشہ پیدا ہوسکتا ہے (مگر افسوس آجکل پنڈلیاں ننگی رکھنا خواتین کا باقاعدہ فیشن بن چکا ہے) لیکن عورت کا حد سے زیادہ کپڑے کو لمبا رکھنا اور لٹکانا جائز نہیں ہے، جبکہ بعض دلہنوں کے لباس کئی کئی بالشت بلکہ کئی میٹر لمبے ہوتے ہیں اور بعض اوقات اس کے چلنے کی صورت میں اس لباس کو پیچھے سے اٹھا کر چلا جاتا ہے۔ (والعیاذ باللہ)

تحلي الرجال بالذهب على أي صورة كانت

(مردوں کا (سونے کا) زیور پہننا، کسی بھی صورت میں)

ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[أُحِلَّ لِإِنَاثِ أُمَّتِي الْحَرِيْرُ وَالذَّهَبُ وَحُرِّمَ عَلَىٰ ذُكُوْرِهَا][2]

ترجمہ: (میری امت کی عورتوں کے لئے ریشم اور سونا حلال جبکہ مردوں پر حرام کر دیا گیا)

آج بازاروں میں سونے کی بہت سی مصنوعات دیکھنے میں آتی ہیں، جو خاص مردوں کے لئے تیار کی جاتی ہے، مثلاً: گھڑیاں، چشمے، بٹن، قلم، زنجیریں اور وہ چیز جسے گولڈ میڈل کا نام دیا

---

[1] ابوداود ۴/۳۵۳ صحیح الجامع ۲۷۷۰۔

[2] مسند احمد ۴/۳۹۳ صحیح الجامع ۲۰۷۔

Marfat.com

جاتا ہے، یہ تمام چیزیں سونے کی مختلف کریٹس سے تیار ہوکر مردوں کے لئے دستیاب ہوتی ہیں، اگر مکمل سونے کی نہ ہوتو ان پر پوری طرح سونے کا پانی چڑھا ہوا ہوتا ہے۔

اس سلسلہ کی ایک بدترین اور ناپسندیدہ چیز بعض انعامی مقابلوں میں مردوں کے لئے یہ اعلان ہے، ''آپکو سونے کی مردانہ گھڑی بطور انعام دی جارہی ہے''

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

[أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ رَأى خَاتَماً مِنْ ذَهَبٍ فِيْ يَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهُ ، فَطَرَحَهُ فَقَالَ : يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ إِلٰى جَمْرَةٍ مِّنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِيْ يَدِهِ ؟فَقِيْلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ، خُذْ خَاتَمَكَ إِنْتَفِعْ بِهِ قَالَ :لاَ وَاللهِ لاَآخُذُهُ أَبَداً وَقَدْ طَرَحَهُ رَسُوْلُ اللهِ][1]

ترجمہ: (رسول اللہ نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ہاتھ سے وہ اتاری اور پھینک دی پھر فرمایا: تم میں سے ایک شخص آگ کا انگارہ لے کر ہاتھ میں پہن لیتا ہے؟ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے تو کسی نے اس شخص سے کہا: تم اپنی انگوٹھی لے لو اور اس سے فائدہ اٹھالو! تو اس شخص نے جواب دیا: جس چیز کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھینک دیا ہے میں اسے بالکل نہیں اٹھاؤں گا)

لبس القصير والرقيق والضيق من الثياب للنساء

(عورتوں کا چھوٹے، باریک اور تنگ کپڑے پہننا)

آج کے دور میں ہمارے دشمنوں نے ہمارے خلاف بہت سے محاذِ جنگ کھول رکھے ہیں، ان میں سے ایک محاذ کپڑوں کے نت نئے فیشنوں اور ڈیزائنوں کا ہے، جنہیں مسلم معاشرے

---

[1] صحیح مسلم ۳/۱۶۵۵۔

Marfat.com

میں تمام تر وسائل کو بروئے کار لا کر رائج کیا جا رہا ہے، یہ لباس چھوٹا ہونے یا باریک و شفاف ہونے یا تنگ ہونے کے باعث بے پردگی و حیاسوزی کا مرقع ہوتے ہیں، ان میں سے بہت سے ایسے لباس بھی ہیں، جنہیں اگر ایک عورت، عورتوں کے درمیان یا محرم مردوں کے سامنے پہنے تو اس کا یہ عمل ناجائز اور حرام ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری زمانے کی عورتوں پر اس قسم کے لباس ظاہر ہونے کی پیشین گوئی فرمائی ہے، چنانچہ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا : قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَآءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَا ئِلَاتٌ رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَايَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَايَجِدْنَ رِيحَهَا وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا][1]

ترجمہ: (میری امت کے دو قسم کے افراد ایسے ہیں جنہیں میں ابھی تک نہیں دیکھ سکا (یعنی وہ ابھی تک ظاہر نہیں ہوئے) ایک وہ جن کے ہاتھوں میں گائے کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے، جنہیں وہ لوگوں پر برسایا کریں گے۔ دوسری وہ عورتیں جو لباس تو زیب تن کی ہونگی لیکن ننگی ہوں گی، مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والیں اور خود مردوں کی طرف مائل ہونے والیں، ان کے سر لمبی گردنوں والی اونٹنیوں کی کہانوں کے مانند ہوں گے، یہ عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوسکیں گی، بلکہ جنت کی خوشبو تک نہیں پاسکیں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو سالہا سال کی مسافت کی دوری سے محسوس ہوجائیگی)

ان حرام لباسوں میں بعض عورتوں کا وہ لباس بھی شامل اور داخل ہے جو نیچے سے (دائیں

[1] صحیح مسلم ۳/۱۶۸۰۔

Marfat.com

اور بائیں سائیڈ سے) لمبا کٹا ہوتا ہے، یا اس کے مختلف سائیڈوں میں کئی سوراخ ہوتے ہیں، جب وہ عورت اس قسم کا لباس پہن کر بیٹھتی ہے، تو اس کے جسم کے خفیہ حصے نمایاں ہو جاتے ہیں، پھر اس قسم کے لباسوں میں کفار کی مشابہت اور ان کے فیشنوں اور ڈیزائنوں اور ان کے نت نئے نکالے ہوئے بدنما اور رکیک لباسوں میں ان کی پیروی لازم آتی ہے۔ ہم اللہ رب العزت سے سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔

اسی سلسلہ کی ایک انتہائی خطرناک چیز بعض لباسوں پر بنی ہوئی گندی تصاویر ہیں، مثلاً: گلوکاروں کی تصویریں، موسیقی کے گروپوں کی تصویریں، شراب کے جاموں کی تصویریں، ذی روح اشیاء کی تصویریں جو شرعاً حرام ہیں، یا صلیبوں، مختلف کلبوں اور خبیث تنظیموں کے نشانات، یا انتہائی گندی عبارتیں جو انسانی شرف وعفت و پاکدامنی کے منافی ہوتی ہیں، یہ عبارتیں مختلف اجنبی زبانوں میں تحریر ہوتی ہیں۔

وصل الشعر بشعر مستعار لآدمی أو لغیرہ للرجال والنساء

(مردوں یا عورتوں کا اپنے بالوں کے ساتھ مصنوعی بال جوڑنا)

[عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ جَائَتْ اِمْرَأَۃٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ: اِنَّ لِیْ اِبْنَۃً عَرِیْسًا اَصَابَتْھَا حَصْبَۃٌ فَتَمَرَّقَ [أیْ تَسَاقَطَ] شَعْرُھَا أفَأَصِلُہُ؟ فَقَالَ: لَعَنَ اللّٰہُ الْوَاصِلَۃَ وَالْمُسْتَوْصِلَۃَ][1]

ترجمہ: (اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ میری بیٹی دلہن بنی ہے، اسے حصبۃ (ایک مرض) لاحق ہوا ہے

---

[1] صحیح مسلم ۳/۱۶۷۶۔

Marfat.com

جس سے اس کے سر کے تمام بال گر گئے کیا میں اس کے سر پر مصنوعی بال لگوا دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مصنوعی بال لگانے والی اور لگوانے والی دونوں پر لعنت برسائی ہے)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ:

[زَجَرَ النَّبِيُّ ﷺ ، اَنْ تَصِلَ الْمَرْأَةُ بِرَأْسِهَا شَيْئاً][1]

ترجمہ: (رسول اللہ ﷺ نے عورت کو سختی سے منع کیا ہے کہ وہ اپنے سر کے ساتھ کوئی بال لگائے)

آج ہمارے معاشرے میں اس قسم کی ایک چیز باروکہ (وگ) مروج ہے، جبکہ مصنوعی بال لگانے والی عورتیں اس دور میں (کوافیرات) کے نام سے پہچانی جاتی ہیں، ان عورتوں کے بیوٹی پارلر اور بھی بہت سے منکرات سے بھرے ہوتے ہیں، اس حرام عمل کے زمرے میں ان اداکاروں یا اداکاراؤں کا وہ گھناؤنا کردار بھی آتا ہے، جو وہ ڈرامے یا سٹیج شو کے دوران مصنوعی بال لگا کر اپنا فن پیش کرتے ہیں۔

تشبه الرجال بالنساء والنساء بالرجال في اللباس أو الكلام أو الهيئة

(مردوں کا عورتوں سے اور عورتوں کا مردوں سے لباس، گفتگو، یا ہیئت کذائی میں تشبیہ اختیار کرنا)

جس امرِ فطرت کو اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کے لئے مشروع قرار دیا ہے، اس کا تقاضہ یہ ہے کہ مرد اپنی مردانگی کی حفاظت کرے جس پر اسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، جبکہ عورت اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اپنی نسوانیت کی حفاظت کرے۔ اس کے بغیر لوگوں کی زندگی کا

---

[1] صحیح مسلم ۱۶۷۹/۳۔

Marfat.com

صلاح واستقامت پر قائم رہنا ناممکن ہے۔ جبکہ مردوں کا عورتوں کی، اور عورتوں کا مردوں کی تشبیہ اختیار کرنا فطرت کی مخالفت میں شمار ہوتا ہے! اس سے فتنہ و فساد کے دروازے کھلتے، اور معاشرے میں ناتوانی اور عدمِ استحکام رواج پانے کی راہیں ہموار ہوتی ہیں، یہ گھناؤنا کردار شرعاً حرام ہے، اور ظاہر ہے جو عمل شرعی نصوص میں لعنت اور پھٹکار کا موجب ہو اس کا ارتکاب حرام ہی ہوگا، اور وہ عمل کبیرہ گناہوں کی فہرست میں شامل ہوگا۔ چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

[لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ] [1]

ترجمہ: (رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

[لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَآءِ] [2]

ترجمہ: (رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر جو مخنث بنتے اور ان عورتوں پر جو مرد بننے کی کوشش کرتی ہیں، لعنت فرمائی ہے)

یہ مشابہت حرکات وسکنات میں بھی ہوسکتی ہے اور چال ڈھال اور گفتگو کے انداز میں بھی، نیز یہ مشابہت لباس کے اندر بھی ممکن ہے، چنانچہ مرد کے لئے جائز نہیں کہ وہ ہار، کنگن، پازیب، یا کانوں کی بالیوں میں سے کوئی چیز استعمال کرے، جیسا کہ ہپی ٹائپ کے مردوں اور

[1] بخاری مع الفتح ١٠/ ٣٣٢۔
[2] بخاری مع الفتح ١٠/ ٣٣٣۔

Marfat.com

گھٹیا قسم کے بچکانہ عقل کے لوگوں میں ان چیزوں کا اکثر استعمال دکھائی دیتا ہے، اسی طرح عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ ایسا لباس زیب تن کرے جو مردوں کے لئے مخصوص ہے، بلکہ ضروری ہے کہ عورت کا لباس، ڈیزائن اور سلائی میں مردوں کے لباس سے مختلف ہو، دونوں جنسوں کی لباس کے مختلف ہونے کی دلیل ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی درج ذیل مرفوع حدیث ہے:

[لَعَنَ اللّٰهُ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لُبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لُبْسَةَ الرَّجُلِ][1]

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ نے اس مرد پہ لعنت کی جو عورتوں والا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر بھی لعنت کی جو مردوں والا لباس پہنتی ہے)

صبغ الشعر بالسواد

(بالوں میں سیاہ خضاب لگانا)

سیاہ خضاب کے بارہ میں صحیح قول یہی ہے کہ یہ حرام ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں اسکی زبردست وعید موجود ہے:

[يَكُوْنُ قَوْمٌ يَخْضِبُوْنَ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا يَرِيْحُوْنَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ][2]

ترجمہ: (آخری زمانے میں ایسے لوگ آئیں گے جو کالے رنگ کا خضاب استعمال کرینگے جس کی کیفیت کبوتر کے پیٹ کی مانند ہوگی، یہ لوگ جنت کی خوشبو تک نہیں پا سکیں گے)

بہت سے وہ لوگ جن کے سفید بال نمودار ہو جاتے ہیں، ان میں سیاہ خضاب کے استعمال کا عمل پھیلتا جا رہا ہے، چنانچہ وہ اپنے بالوں کی سفیدی کو سیاہ رنگ سے تبدیل کر لیتے ہیں، جس

---

[1] ابوداؤد ۴/۳۵۵۔

[2] ابوداؤد ۴/۴۱۹ صحیح الجامع ۸۱۵۳ (والنسائی باسناد صحیح)۔

Marfat.com

سے بہت سے مفاسد جنم لیتے ہیں، مثلاً: اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو دھوکہ دینا، اور اپنے آپ کو ایک ایسی حالت میں ظاہر کر کے جھوٹی تسلی دینا جو درحقیقت موجود نہیں ہے۔ بلاشبہ شخصی طرزِ عمل پر اس فعل بد کے بڑے بُرے اثرات مرتب ہوتے ہیں، کیونکہ یہ عمل فریب کاری کے سوا کچھ نہیں، جبکہ صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سفید بالوں پر حناء (مہندی) کا استعمال کرتے تھے جسکا رنگ زرد یا سرخ یا براؤن ہوتا ہے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابوقحافہ کو جب فتح مکہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا گیا، جبکہ ان کا سر اور داڑھی شدت بیاض کی وجہ سے ثغامہ بوٹی معلوم ہو رہا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا:

[غَيِّرُوا هٰذَا بِشَيْئٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ] [1]

ترجمہ: (بالوں کی اس سفیدی کو بدلو اور سیاہ رنگ کے استعمال سے بچو)

عورت کے حوالہ سے، صحیح اور راجح قول یہی ہے کہ وہ اس معاملہ میں مرد کی طرح ہے یعنی وہ اپنے بالوں پر سیاہ خضاب استعمال نہیں کر سکتی۔ واللہ اعلم

تصویر ما فیه روح فی الثیاب والجدران والورق ونحو ذلك

کپڑوں، دیواروں اور کاغذوں وغیرہ میں ذی روح چیزوں کی تصویریں بنانا

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ] [2]

ترجمہ: (قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا)

---

[1] صحیح مسلم ۳/ ۱۶۶۳۔

[2] بخاری مع الفتح ۱۰/ ۳۸۲۔

Marfat.com

اور ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

[وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي فَلْيَخْلُقُوا حَبَّةً وَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً ...][1]

ترجمہ: (اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوسکتا ہے جو تصویر کشی کر کے میری صفتِ تخلیق کی مشابہت اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے، ان سے کہو ذرا ایک دانہ اناج یا ایک ذرہ بنا کر دکھاؤ)

اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ، يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَتُعَذِّبُ فِي جَهَنَّمَ][2]

ترجمہ: (ہر تصویر بنانے والا (مصور) جہنمی ہے، اس نے جتنی بھی تصویریں بنائی ہونگی، اللہ تعالیٰ اس کی بنائی ہوئی ہر تصویر کی جگہ اسکا ایک نفس بنائے گا، پھر ان تمام نفوس کو جہنم میں عذاب دیا جائے گا)

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر تم لازمی تصویریں بنانا ہی چاہتے ہو تو درخت کی بنالو یا کسی ایسی چیز کی جس میں روح نہ ہو۔

یہ تمام احادیث ہر ذی روح خواہ وہ انسان ہو یا حیوان، سایہ دار ہو یا غیر سایہ دار کی تصویر کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہیں، خواہ وہ تصویریں چھپی ہوئی ہوں یا قلم وغیرہ سے بنائی گئی ہوں یا کسی چیز میں کھدائی کر کے بنائی گئی ہوں یا نقش کی گئی ہوں یا تراشی گئی ہوں یا کسی قالب میں ڈھالی گئی ہوں، سب حرام ہیں اور مذکورہ احادیث بیانِ حرمت میں ان تمام قسم کی تصویروں کو شامل ہیں

ایک مسلمان شرعی نصوص کے سامنے اپنے آپ کو جھکا لیتا ہے، اور جھگڑا کرتے ہوئے یوں نہیں کہتا کہ میں ان تصویروں کی عبادت تو نہیں کرتا، میں ان تصویروں کو سجدہ تو نہیں کرتا۔ (اس

---

[1] بخاری مع الفتح ۱۰/۳۸۵۔

[2] صحیح مسلم ۳/۱۶۷۱۔

Marfat.com

قسم کی باتیں عذرِ لنگ کے سوا کچھ نہیں)

ہمارے اس دور میں تصویروں کے پھیلنے سے جو مفاسد اور بگاڑ پیدا ہوئے ہیں، کوئی سمجھدار انسان اگر ان میں سے ایک بگاڑ کو بصیرت وتأمل کی نظروں سے دیکھ لے تو اسے وہ حکمت سمجھ میں آسکتی ہے، جو تصویروں کو حرام کرنے کے سلسلہ میں شریعت کے پیشِ نظر ہے۔ وہ بگاڑ یہ ہے کہ یہ تصویریں لوگوں اور (بالخصوص نوجوانوں) میں کس حد تک پلید خیالات اور نجس قسم کی شہوتوں کے پیدا کرنے اور ابھارنے کا سبب بن چکی ہیں، بلکہ بڑی بھیانک قسم کے فواحش ومنکرات کے ارتکاب کا سبب بن چکی ہیں۔

ہر مسلمان کا فریضہ ہے کہ وہ اپنے گھر میں ذی روح چیزوں کی تصویریں رکھنے اور محفوظ کرنے سے قطعی باز رہے، کیونکہ یہ تصویریں گھروں میں فرشتوں کا داخلہ روکتی ہیں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[لَاتَدْخُلُ الْمَلٰئِکَۃُ بَیْتاً فِیْہِ کَلْبٌ وَلَاتَصَاوِیْرُ][1]

ترجمہ: (فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتا اور تصاویر ہوں)

بعض گھروں میں تو کفار کے معبودوں کی مورتیاں تک موجود ہوتی ہیں جو انہیں بطورِ تحفہ کہیں سے حاصل ہوئیں، یا پھر شوپیس کے طور پر رکھی ہوتی ہیں' اس قسم کی تصاویر کی حرمت ہر تصویر سے زیادہ سخت اور قابل نکیر ہے، اسی طرح گھروں میں یا دفتروں وغیرہ میں جو تصویریں دیواروں کے ساتھ معلق ہوتی ہیں وہ غیر معلق تصویروں سے زیادہ خطرناک ہیں (کیونکہ تصویروں کو یوں لٹکانا ایک حرام عمل کی مستقل نمائش ہے)

---

[1] بخاری مع الفتح ۱۰/۳۸۰۔

Marfat.com

پھر ان لٹکی ہوئی تصاویر کو بار بار دیکھنے سے تعظیم کے کس قدر جذبات پیدا ہوتے ہیں، کتنے غم تازہ ہوتے ہیں، کتنوں کے سر فخر سے تن جاتے ہیں۔ یہ مت کہیئے کہ تصویریں لٹکا کر رکھنے کا یہ عمل محض متوفی کی یادگیری کے لئے ہے، اعزاء واقرباء کی اصل یاد تو دل میں ہوتی ہے جس کا تقاضہ یہ ہے کہ ان کے لئے رحمت ومغفرت کی دعائیں نکلتی رہیں (یادگیری کا یہ طریقہ اللہ عزوجل کی عین رضا ہے جبکہ تمہارا تصویریں لٹکانے کا طریقہ شیطانِ لعین کو خوش کرنے کے سوا کچھ نہیں) لہٰذا گھر میں موجود ہر تصویر کو نکال باہر کرنا یا کم از کم اس کا مٹا دینا ضروری ہے، البتہ اگر کسی تصویر کا نکالنا یا مٹا دینا مشکل ہو تو پھر انہیں رکھنے کے جواز کی کوئی صورت بن جاتی ہے، مثلاً: عموم بلوی کے تحت ضرورت کی چیزوں کے ڈبوں وغیرہ پر بنی ہوئی تصویریں یا وہ تصویریں جو بغرض فائدہ قوامیس (ڈکشنریز) یا دیگر کتب میں بنی ہوتی ہیں، بہرحال یہاں بھی جس قدر ہو سکے تصویروں کے ازالے کی کوشش میں لگا رہے، اور ان ڈبوں یا کتب وغیرہ میں اگر ایسی تصاویر ہوں جو بے حیائی کے گند کی آئینہ دار ہوں تو ان سے بچاؤ اور احتیاط بہت ضروری ہے۔

بعض تصاویر کی حفاظت عہد حاضر کی ضرورت بن چکی ہے ان کی حفاظت میں کوئی حرج نہیں ہوگا، مثلاً: شخصی اثباتات، دستاویزات (جیسے پاسپورٹ، شناختی کارڈ وغیرہ) بعض اہل علم نے ایسی تصاویر کا استعمال درست قرار دیا ہے جو مسلسل ومستقل قدموں تلے روندے جانے کے باعث اہانت کا نشانہ بنی ہوتی ہیں۔ بہرحال فرمانِ الٰہی:

[فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ] [1]

(پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو) ہمیشہ ہمارے پیشِ نظر رہنا چاہیئے۔

---

[1] سورۂ تغابن: ۱۶۔

Marfat.com

الکذب فی المنام

(خواب بیان کرنے میں جھوٹ بولنا)

بعض لوگ عمداً جھوٹے خواب گھڑنے اور بیان کرنے کے مرتکب ہوتے ہیں، اس میں ان کے پیشِ نظر کئی مقاصد ہوتے ہیں۔ مثلاً:

☆ فضیلت اور شہرت کا حصول

☆ مالی فوائد کا سمیٹنا

☆ کسی سے کوئی عداوت ہے تو اسے جھوٹا خواب سنا کر مبتلائے خوف کرنا وغیرہ۔

چنانچہ بہت سے سادہ لوح لوگ عالمِ خواب سے اپنے تعلقِ شدید اور ضعفِ اعتقادی کے باعث ان کے دھوکہ میں آجاتے ہیں۔

حدیث میں جھوٹا خواب بیان کرنے والے کے لئے بڑی شدید وعید وارد ہوئی ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْفِرِیٰ أَنْ یَدَّعِیَ الرَّجُلُ اِلٰی غَیْرِ أَبِیْهِ، أَوْ یُرِیَ عَیْنَهُ مَا لَمْ تَرَ وَیَقُوْلُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، مَا لَمْ یَقُلْ][1]

ترجمہ: (سب سے بڑے جھوٹ ''یہ تین ہیں'' ایک یہ کہ آدمی اپنے اصل باپ کی بجائے دوسرے کی طرف منسوب ہو، دوسرا یہ کہ آدمی اپنی آنکھ کو وہ چیز دکھائے جو اس نے دیکھی نہیں (یعنی جھوٹا خواب) تیسرا یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وہ بات منسوب کرے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہی نہیں)

---

[1] بخاری مع الفتح ۶/۵۴۰۔

Marfat.com

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهُ كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ۔۔۔] [1]

ترجمہ: (جس نے جھوٹا خواب بیان کیا، جو اس نے دیکھا ہی نہیں، اسے قیامت کے دن جو میں گرہ لگانے پر مکلف کیا جائیگا، اور یہ کام وہ ہرگز نہیں کر سکے گا)

جو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگانا مستحیل و ناممکن ہے تو اسکی یہ سزا اس کے عمل کی جنس سے ہے۔

الجلوس على القبر والوطء عليه وقضاء الحاجة في المقابر

(قبر پر بیٹھنا، قبر کو روندنا، اور قبرستان میں قضائے حاجت کرنا)

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[لَأَنْ يَجْلِسَ اَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَهُ فَتَخْلُصَ اِلٰى جِلْدِهٖ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ] [2]

ترجمہ: (کوئی شخص آگ کے انگارے پر بیٹھے جو اس کے کپڑوں کو جلاتا ہوا کھال تک جا پہنچے تو یہ اس کیلئے کسی قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے)

جہاں تک قبروں کو روندنے کا تعلق ہے، تو بہت سے لوگ اس قبیح حرکت کا ارتکاب کرتے ہیں، چنانچہ جب وہ اپنی کسی میت کو دفن کرنے آتے ہیں تو آس پاس کی قبروں کو روندنے سے گریز نہیں کرتے، اور بعض اوقات جوتوں سمیت روندتے ہیں اور قبروں میں مدفون میتوں کا احترام نہیں کرتے۔

---

[1] بخاری مع الفتح ۱۲/۴۲۷۔

[2] صحیح مسلم ۲/۶۶۷۔

Marfat.com

اس حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[لَأَنْ أَمْشِيَ عَلَى جَمْرَةٍ أَوْسَيْفٍ أَوْأَخْصِفَ نَعْلِي بِرِجْلِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمْشِيَ عَلَى قَبْرِ مُسْلِمٍ ـــــ] [1]

ترجمہ: (میں آگ کے انگاروں یا تلوار کی دھار پر چلوں یا اپنے جوتے کو پاؤں کے ساتھ سی لوں یہ سب کچھ میرے لئے کسی مسلمان کی قبر پر چلنے سے بہتر ہے)

تو پھر ان لوگوں کا کیا انجام ہوگا جو قبرستان کی زمین پر قبضہ کر لیتے ہیں، اور اس پر تجارتی یا رہائشی پروجیکٹ بنا کر بیٹھ جاتے ہیں۔

جہاں تک قبرستان میں قضائے حاجت کا تعلق ہے تو یہ گندا کام بھی بہت سے بدنصیب لوگ کرتے ہیں، چنانچہ جب بھی انہیں قضائے حاجت کی ضرورت محسوس ہوتی ہے قبرستان کی دیوار پھلانگ کر یا (دروازے کے ذریعہ) داخل ہو کر قبرستان کی میتوں کو اپنی نجاست وتعفن سے تکلیف دینے بیٹھ جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس صورت حال سے متعلق فرمایا ہے:

[وَمَا أُبَالِي أَوَسَطَ الْقَبْرِ قَضَيْتُ حَاجَتِي أَوْوَسَطَ السُّوقِ] [2]

ترجمہ: (میرا اس طرح قضاء حاجت کرنا قبروں کے درمیان ہے یا بازار کے وسط میں)

یعنی قبرستان میں قضاء حاجت کرنا اتنا ہی برا ہے جتنا بھرے بازار میں لوگوں کے بیچ شرمگاہ کھول کر کرنا برا ہے۔

جو لوگ قبرستان میں اپنا کچرا پھینکتے ہیں (بالخصوص ایسے قبرستانوں میں جو پرانے ہونیکی وجہ سے متروک ہو چکے ہیں یا انکی دیواریں شکستہ ہو چکی ہیں) تو یہ لوگ بھی کچھ نہ کچھ مذکورہ وعید

---

[1] ابن ماجہ ۱/۴۹۹ صحیح الجامع ۵۰۳۸۔

[2] ابن ماجہ ۱/۴۹۹ صحیح الجامع ۵۰۳۸۔

Marfat.com

میں شریک ہیں، قبرستان کی زیارت کیلئے یہ بات بھی شرعی آداب میں شامل ہے کہ قبروں کے درمیان چلنے کی صورت میں جوتے اتار دیئے جائیں۔

عدم الاستتار من البول
(پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا)

شریعت کے محاسن میں یہ بات داخل ہے کہ اس نے ہر وہ چیز کہ جو انسان کی حالت سنوارنے کا باعث ہو، بتائی ہے۔اُن میں سے ایک چیز نجاست کو دور کرنا بھی ہے، اس مقصد کے لئے شریعت نے پانی یا ڈھیلے سے استنجاء کرنا مشروع قرار دیا ہے، اور اس کے ذریعے صفائی اور پاکیزگی حاصل کرنے کی کیفیت اور طریقہ بھی سمجھا دیا ہے۔

بعض لوگ نجاست دور کرنے کے معاملے میں تساھل برتتے ہیں، جسکی وجہ سے ان کا کپڑا یا جسم ناپاک رہتے ہیں اور نتیجۃً ان کی نماز بھی صحیح نہیں ہو پاتی۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استنجاء کی اس کوتاہی کو عذاب قبر کا ایک سبب بتلایا ہے، چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ کے ایک باغ کے پاس سے گزرے، اچانک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو انسانوں کی چیخ و پکار سنی جنہیں قبر میں عذاب دیا جا رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[یُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ ثُمَّ قَالَ بَلٰی [وَفِیْ رِوَایَۃٍ : وَاِنَّہٗ لَکَبِیْرٌ] کَانَ اَحَدُھُمَا لَا یَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِہٖ وَکَانَ الْآخَرُ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ ------] [1]

ترجمہ: (ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے، اور انہیں کسی بڑے گناہ کی بناء پر عذاب نہیں دیا جا رہا۔ پھر فرمایا کیوں نہیں، (وہ گناہ تو کبیرہ ہیں) ان میں سے ایک شخص اپنے پیشاب سے

---

[1] بخاری مع الفتح ۱/۳۱۷۔

نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلخور تھا)

پیشاب سے بد احتیاطی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ بندہ پوری طرح پیشاب ختم ہونے سے قبل اٹھ جائے یا ایسے طریقے یا ایسی جگہ پر پیشاب کرے جہاں پیشاب کی چھینٹیں اڑ کر اس پر پڑ رہی ہیں، یا پانی یا ڈھیلے سے استنجاء نہ کرے، یا استنجاء تو کرے لیکن اس میں کوتاہی کا ارتکاب کرے۔

آج ہمارے دور میں کفار سے مشابہت کا معاملہ اس قدر سنگین ہو چکا ہے کہ بیت الخلاؤں میں پیشاب کرنیکی جگہیں کھلے عام دیواروں میں نصب ہوتی ہیں، اور بے شرم لوگ ان پر کھڑے ہو کر آنے جانے والوں کے سامنے پیشاب کر رہے ہوتے ہیں پھر اپنا کپڑا اوپر اٹھا کر نجاست سمیت پہن لیتے ہیں، اسی طرح یہ لوگ دو انتہائی قبیح قسم کے فعل کر جاتے ہیں، ایک شرم گاہ کو کھلے عام کھولنا، دوسرا پیشاب کی نجاست سے نہ بچنے کا بدترین مظاہرہ۔

السمع الی حدیث قوم وھم لہ کارھون
(لوگوں کی باتیں سننے کی کوشش کرنا حالانکہ وہ اسے ناپسند سمجھتے ہیں)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[وَلَا تَجَسَّسُوا][1]

ترجمہ: (اور تم جاسوسی نہ کرو)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[مَنِ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ صُبَّ فِي أُذُنَيْهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔۔۔۔][2]

[1] سورۂ حجرات: ۱۲۔
[2] طبرانی کبیر ۱۱/۲۴۸۔۲۴۹ صحیح الجامع ۶۰۰۴ (صحیح البخاری)۔

Marfat.com

ترجمہ: (جو شخص لوگوں کی باتیں سننے کی کوشش کرے حالانکہ وہ اسے برا سمجھتے ہیں تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں گرم پگھلا ہوا تانبہ ڈالا جائیگا۔)

اور اگر وہ ان کی لاعلمی میں ان کی باتیں سن کر آگے کسی سے بیان بھی کرتا ہے، تاکہ انہیں کوئی نقصان پہنچا سکے تو وہ جاسوسی کے گناہ کے ساتھ ایک اور گناہ کا مرتکب ہو رہا ہے جس گناہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث میں ذکر ہے

[لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ] [1]

ترجمہ: (چغلخور جنت میں داخل نہیں ہو سکتا)

سوء الجوار
(پڑوسیوں سے بدسلوکی)

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں پڑوسیوں سے حسن سلوک کی وصیت فرمائی ہے، چنانچہ فرمایا:

[وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَۨا ۝۳۶] [2]

ترجمہ: (اور اللہ کی عبادت کرو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک و احسان کرو اور رشتہ داروں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے اور قرابت دار ہمسایہ سے

---

[1] بخاری مع الفتح ۱۰/ ۴۷۲۔

[2] سورۂ نساء: ۳۶۔

Marfat.com

اور اجنبی ہمسایہ سے اور پہلو کے ساتھی سے اور راہ کے مسافر سے اور ان سے جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں (غلام، کنیز) یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں کرتا)

پڑوسی کو ایذاء پہنچانا حرام ہے، کیونکہ اس کا حق بہت بڑا ہے۔

ابوشریح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[وَاللهِ لَا يُؤْمِنُ ، وَاللهِ لَا يُؤْمِنُ ، وَاللهِ لَا يُؤْمِنُ ، قِيلَ: وَمَنْ يَا رَسُوْلَ اللهِ ؟ قَالَ: اَلَّذِيْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ][1]

ترجمہ: (اللہ کی قسم مؤمن نہیں ہوسکتا! اللہ کی قسم مؤمن نہیں ہوسکتا! اللہ کی قسم مؤمن نہیں ہوسکتا! پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کون؟ فرمایا: جس کی تکلیفوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑوسی کی اچھی تعریف یا بری تعریف کو حسن سلوک یا بدسلوکی کا معیار قرار دیا ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

[قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم : يَا رَسُوْلَ اللهِ كَيْفَ لِيْ اَنْ اَعْلَمَ اِذَا اَحْسَنْتُ اَوْ اِذَا اَسَأْتُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم : اِذَا سَمِعْتَ جِيْرَانَكَ يَقُوْلُوْنَ: قَدْ اَحْسَنْتَ فَقَدْ اَحْسَنْتَ، وَاِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُوْلُوْنَ: قَدْ اَسَأْتَ فَقَدْ اَسَأْتَ][2]

ترجمہ: (ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کیسے اندازہ ہو کہ میں پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کر رہا ہوں یا برا سلوک کر رہا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم پڑوسیوں کو یہ کہتا ہوا سنو کہ تم نے اچھا کیا، تو تم نے اچھا سلوک کیا، اور جب تمہارے پڑوسی یوں کہیں کہ تم نے برا کیا، تو پھر تم نے برا سلوک کیا ہے)

---

[1] بخاری مع الفتح ۱۰/ ۴۴۳۔

[2] مسند احمد ۱/ ۴۰۲ صحیح الجامع ۶۲۳۔

Marfat.com

پڑوسی کو تکلیف پہنچانے کی بہت سے صورتیں ہیں۔

ایک یہ کہ وہ مشترکہ دیوار میں لکڑی (یا کیل) گاڑنا چاہتا ہے اپنی کسی ضرورت کے لیئے اور آپ اسے روک دیں۔ دوسرا یہ کہ آپ اسی مشترکہ دیوار کو اسکی اجازت کے بغیر اتنا اونچا اٹھادیں، کہ اس تک دھوپ یا ہوا کا پہنچنا بند ہوجائے، یا اپنے گھر کی کھڑکیاں اس کے گھر کی طرف کھولنا اور ان کے ذریعے جھانکنا جس سے اس کے پردے کا معاملہ مکشوف ہوجائے، یا پریشان کن شور شرابے سے اسے تکلیف پہنچانے کی کوشش کرنا، مثلاً: اس کے دروازے کو بجانا یا اس کی نینداور راحت کے اوقات میں چیخناوغیرہ یا اس کے بچوں کو مارنا، یا اسکے دروازے کے سامنے کچراوغیرہ پھینکنا۔

اگر بدسلوکی کی نوعیت ایسی ہو جس سے پڑوسی کا کوئی حق مجروح ہورہا ہے، تو وہ بدسلوکی بہت بڑے گناہ کی موجب ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[لَأَنْ يَزْنِيَ الرَّجُلُ بِعَشْرِ نِسْوَةٍ أَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يَزْنِيَ بِامْرَأَةِ جَارِهِ ۔۔۔۔ لَأَنْ يَسْرِقَ الرَّجُلُ مِنْ عَشْرِ أَبْيَاتٍ أَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يَسْرِقَ مِنْ بَيْتِ جَارِهِ][1]

ترجمہ: (کوئی شخص دس عورتوں سے زنا کرے تو یہ اس کے لئے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے سے ہلکا جرم ہے، اور کوئی شخص دس گھروں سے چوری کرے تو یہ پڑوسی کے گھر سے چوری کرنے کی بہ نسبت ہلکا گناہ ہے)

کچھ خائن قسم کے لوگ اپنے پڑوسی کہ جس کی متعدد بیویاں اور گھر ہیں، اور انکی باریوں کی وجہ سے گھر سے غائب رہنے کی صورت میں اس کے گھر میں داخل ہوکر برائی کا ارتکاب کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب کی بربادی طے شدہ ہے۔

---

[1] الادب المفرد ۱۰۳ السلسلۃ الصحیحۃ ۶۵۔

Marfat.com

المضارة فی الوصیة

(وصیت میں نقصان پہنچانا)

شریعت کا ایک قاعدہ یہ ہے کہ نہ تو اپنے لئے نقصان قبول کرو نہ کسی دوسرے کو نقصان دو۔ نقصان پہنچانے کی ایک واضح مثال شرعی وارثوں کو نقصان پہنچانے کی ہے، خواہ تمام وارثوں کو یا بعض کو۔ جو اس طرح کی حرکت کا ارتکاب کریگا تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس تہدید کا مستحق ہے:

[مَنْ ضَارَّ أَضَرَّ اللّٰهُ بِهٖ، وَمَنْ شَاقَّ شَقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ] [1]

ترجمہ: (جو کسی بھائی کو نقصان پہنچائے گا، اللہ تعالیٰ اسے نقصان پہنچائے گا، جو کسی بھائی پر مشقت ڈالے گا، اللہ تعالیٰ اس پر مشقت ڈال دیگا)

وصیت میں نقصان پہنچانے کی ایک صورت یہ ہے کہ کسی وارث کو اس کے شرعی حق سے محروم کردیا جائے، یا کسی وارث کے حق میں اس کے شرعی حصہ سے بڑھ کر وصیت کردے، یا ایک تہائی مال سے زیادہ وصیت کرجائے۔ جن ممالک میں لوگ شرعی قضاء کی حاکمیت قبول نہیں کرتے وہاں صاحبِ حق کو اپنا حق وصول کرنا خاصہ دشوار بلکہ ناممکن ہوتا ہے، حالانکہ اسکا وہ حق اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے، مگر رائج عدالتیں جو شریعت کے برخلاف وضعی قوانین کے ذریعے فیصلے صادر کردیتی ہیں اس ظالمانہ وصیت کو جو وکیل کے پاس تحریری شکل میں موجود ہوتی ہے، نافذ کرنے کا حکم دے دیتی ہیں (یہ نہیں دیکھتیں کہ یہ وصیت شریعت کے خلاف ہے)

پس ان کے ہاتھ جو فیصلے تحریر کرتے ہیں ان کے بدلے ان کیلئے جہنم کی بربادی ہو، اور یہ فیصلے صادر کرکے، جو کچھ وہ کماتے ہیں اس کے بدلے ان کے لئے جہنم کی بربادی ہو۔

---

[1] مسند احمد ۳/ ۴۵۳ صحیح الجامع ۶۳۴۸۔

Marfat.com

اللعب با النرد

(نرد (چوسر) کا کھیل)

لوگوں میں مروج اور مستعمل بہت سے کھیل کئی حرام امور پر مشتمل ہوتے ہیں، ان میں سے ایک کھیل نرد ہے جسے (الزھر) بھی کہتے ہیں۔ اس کھیل میں ٹیبل وغیرہ کی طرح کے دیگر کھیلوں کی طرح شفٹنگ کے مراحل سے گزرنا ہوتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نردوں کے کھیل سے ڈرایا کہ یہ کھیل جوئے کا دروازہ کھولتے ہیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

[مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ شِيْرَ فَكَأَنَّمَا صَبَغَ يَدَهُ فِي لَحْمِ خِنْزِيْرٍ وَدَمِهِ] [1]

ترجمہ: (نرد کھیلنے والا اپنے ہاتھ کو خنزیر کے گوشت اور خون میں رنگ رہا ہے)

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ] [2]

ترجمہ: (جو کوئی نرد کا کھیل کھیلے گا اس نے اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کی)

لعن المؤمن ولعن من لا يستحق اللعن

(مؤمن پر لعنت کرنا اور اس شخص پر لعنت کرنا جو لعنت کا مستحق نہ ہو)

بہت سے لوگ غصہ کے وقت اپنی زبانوں پر کنٹرول نہیں کر پاتے، اور بہت جلد لعنت وملامت کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں، چنانچہ انسانوں، چوپایوں، جمادات، دنوں اور گھڑیوں بلکہ بعض اوقات اپنے آپ پر اور اپنے بچوں تک پر لعنتیں بھیج ڈالتے ہیں۔ بیوی شوہر پر اور شوہر

---

1 صحیح مسلم ۴/۱۷۷۰۔

2 مسند احمد ۴/۳۹۴ صحیح الجامع ۶۵۰۵۔

Marfat.com

بیوی پر لعنتیں کرتا ہے۔

لعن وطعن کا یہ معاملہ بڑا ہی خطرناک ہے، چنانچہ ابوزید ثابت بن الضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[۔۔۔۔وَمَنْ لَعَنَ مُؤْمِناً فَهُوَ كَقَتْلِهِ] [1]

ترجمہ: (جس نے کسی مؤمن کو لعنت دی تو وہ اسے قتل کرنے کے مانند ہے)

لعن وطعن کا معاملہ چونکہ خواتین میں زیادہ ہوتا ہے، اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے خواتین کے جہنم میں داخلے کا بہت بڑا سبب قرار دیا ہے۔ اسی طرح زیادہ لعنتیں برسانے والے قیامت کے دن شفاعت نہیں کرسکیں گے۔

اور سب سے خطرناک بات یہ ہے کہ اگر کسی نے اپنے بھائی پر ظلماً لعنت کرنے کی زیادتی کی تو وہ لعنت اس پر لوٹ آئیگی، گویا اس شخص نے اپنے آپ ہی کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دھتکارے جانیکی بددعا دے ڈالی۔

النياحة

(نوحہ کرنا)

عورتوں کا میت پر بلند آواز سے چیخنا، چلانا، رونا دھونا، رخساروں کو پیٹنا، دامن کو پھاڑنا، بالوں کو منڈوانا، کٹوانا، یا باندھنا یہ سب بڑے گناہ شمار ہوتے ہیں، یہ سارے کام اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر عدم رضا اور مصیبت پر عدم صبر کی دلیل ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قسم کے کام کرنے والی عورت پر لعنت برسائی ہے۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] بخاری مع الفتح ۱۰/ ۴۶۵۔

Marfat.com

[لَعَنَ الخَامِشَةَ وَجْهَهَا وَالشَّاقَّةَ جَيْبَهَا وَالدَّاعِيَةَ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ] ¹

ترجمہ: (''مصیبت کے وقت'' چہرہ نوچنے والی، دامن پھاڑنے والی، اور بربادی اور موت کو پکارنے والی پر (اللہ نے) لعنت برسائی ہے)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ] ² .

ترجمہ: (جس نے ''مصیبت پر'' رخسار پیٹے، گریبان چاک کئے اور جاہلیت کی پکار پکاری وہ ہم میں سے نہیں ہے)

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[اَلنَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِّنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِّنْ جَرَبٍ] ³

ترجمہ: (نوحہ کرنیوالی اگر موت سے قبل توبہ نہیں کرتی تو اسے قیامت کے دن اس طرح اٹھایا جائیگا کہ اس پر تارکول کا کرتا اور خارش کی قمیص ہوگی)

ضرب الوجه والوسم فى الوجه

(چہرے کو مارنا، اور چہرے کو داغنا)

عن جابر [نَهَى رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ ضَرْبِ الْوَجْهِ وَعَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ] ⁴

---

¹ ابن ماجہ ۱/۵۰۵ صحیح الجامع ۵۰۶۸۔

² بخاری مع الفتح ۳/۱۶۳۔

³ صحیح مسلم ۹۳۴۔

⁴ صحیح مسلم ۳/۱۶۷۳۔

Marfat.com

ترجمہ: (جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چہرے کو مارنے اور چہرے کو داغنے سے منع فرمایا)

جہاں تک چہرے کو مارنے کا تعلق ہے تو بہت سے والدین اور اسکول ٹیچر بچوں کو سزا دیتے ہوئے ان کے چہروں پر تھپڑ رسید کرتے ہیں، یہی سلوک بعض لوگ اپنے نوکروں کے ساتھ روا رکھتے ہیں، اس طریقہ کی سزا میں چہرے کی تذلیل واہانت ہے اور اللہ تعالیٰ نے تو انسان کے چہرے کو عزت وتکریم بخشی ہے، چہرے پر مارنے سے چہرے میں موجود حواس واعضاء میں سے کسی عضو کے ضائع ہونے کا اندیشہ بھی موجود ہوتا ہے جو بعد میں ندامت اور پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں اور بعض اوقات نوبت قصاص اور بدلے کے مطالبے تک پہنچتی ہے۔

جہاں تک چہرے کو داغنے کا تعلق ہے، تو یہ چیز جانوروں کے چہروں کے ساتھ مروج ہے ،جس کی صورت یہ ہے کہ ان کے چہروں پر آگ سے ایک منفرد اور ممیز نشان لگا دیا جاتا ہے، تاکہ انسان با آسانی اپنے جانوروں کو پہچان لے، یا گم ہونے کی صورت میں اسکے خصوصی نشان کو پہچان کر اسکا جانور اسکو لوٹا دیا جائے۔ یہ عمل بھی حرام ہے اس میں بندہ جانور کو تکلیف دینے اور اسکے چہرے کو بگاڑنے کی حرکت کا مرتکب ہوتا ہے۔

اگر کوئی شخص کہے کہ یہ نشان ہمارے قبیلے کا عرف اور ہماری مخصوص نشانی ہے تو اسے کہا جائے کہ یہ مخصوص نشان اگر ضروری ہے تو چہرے کے علاوہ کسی اور جگہ لگائی جائے۔

Marfat.com

هجر المسلم فوق ثلاثة أيام دون سبب شرعي
(تین دن سے زیادہ کسی مسلمان کو بلا عذر شرعی چھوڑ دینا)

مسلمان کے مابین قطعِ تعلق اور بگاڑ پیدا کرنا شیطان کا اہم ترین منصوبہ ہے۔

بہت سے لوگ جو شیطانی قدموں کے پیروکار ہیں، اپنے مسلمان بھائیوں سے هجر اور کنارہ کشی اختیار کر بیٹھتے ہیں، جس کے اسباب بھی غیر شرعی ہوتے ہیں، مثلاً: مالی اختلاف یا کوئی دیگر ہلکی اور گھٹیا سی بات۔

بعض اوقات رنجشوں کا سلسلہ ایک عرصہ قائم رہتا ہے، بلکہ کچھ لوگ تو اپنے بھائی سے بات نہ کرنے اور کبھی اس کے گھر نہ جانے کی قسم کھا لیتے ہیں، کبھی اسے راہ چلتے دیکھ لیں تو منہ موڑ لیتے ہیں، وہ بھائی کسی مجلس میں بیٹھا ہو تو اس سے قبل اور بعد والے سے مصافحہ کر لیتے ہیں، لیکن اس کی گردن پھلانگ کر (بغیر مصافحہ) آگے بڑھ جاتے ہیں۔ یہ عمل اسلامی معاشرے کے اندر ضعف اور کمزوری پیدا کرنے کا بہت بڑا سبب ہے، اس لئے اس کے بارہ میں شرعی حکم انتہائی قطعی اور وعید انتہائی شدید ہے۔

ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[لاَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاَثٍ فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلاَثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ][1]

ترجمہ (کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے، جس نے تین دن سے زیادہ چھوڑا اور اس حال میں مر گیا تو وہ جہنم میں جائے گا)

---

[1] ابوداؤد ۵/۲۱۵ صحیح الجامع ۷۶۳۵۔

Marfat.com

ابو خراش الاسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ بِسَفْكِ دَمِهِ][1]

ترجمہ: (جس نے اپنے کسی بھائی سے سال بھر ہجر کئے رکھا (اسے چھوڑے رکھا) اس نے اسے قتل کر دیا)

مسلمانوں کے درمیان رنجش اور قطع تعلقی کا یہی عذاب کافی ہے، کہ ایسا کرنے والے گناہوں کی بخشش سے محروم کر دیئے جاتے ہیں۔

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[تُعْرَضُ أَعْمَالُ النَّاسِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ إِلَّا عَبْدًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيْهِ شَحْنَاءُ، فَيُقَالُ: اُتْرُكُوْا أَوْ أَرْكُوْا [يَعْنِي أَخِّرُوْا] هٰذَيْنِ حَتّٰى يَفِيْئَا][2]

ترجمہ: (ہفتہ میں دو بار بندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں، ایک پیر کے دن دوسرے جمعرات کے دن، چنانچہ ہر مؤمن بندے کو معاف کر دیا جاتا ہے، سوائے ان بندوں کے جن کے دلوں میں کینہ اور بغض ہو، انکے بارہ میں کہا جاتا ہے، ان کو چھوڑ دو (یا انکا معاملہ مؤخر کر دو) حتی کہ صلح کر کے لوٹ آئیں)

جو شخص اس گناہ سے توبہ کرنا چاہے تو اس کا طریقہ یہ ہے، کہ وہ اپنے بھائی کے پاس چلا جائے، اور اسے سلام کہے، اگر اس کا بھائی ملنے سے انکار کر دے تو سلام کے لئے جانے والا شخص بریٔ الذمہ ہو جائے گا، اور سارا گناہ اس شخص کے سر ہو جائے گا جو ملنے سے انکار کر دے۔

[1] الادب المفرد ۴۰۶ صحیح الجامع ۶۵۵۷۔
[2] صحیح مسلم ۱۹۸۸/۴۔

Marfat.com

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِيْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ] [1]

ترجمہ: (کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ کنارہ کرے، دونوں آپس میں ملتے ہیں، ایک اس طرف منہ پھیر لیتا ہے دوسرا اس طرف ـ ـ ـ ـ ـ دونوں میں بہتر اور افضل وہ ہے جو سلام میں پہل کرے)

(۱) اگر ھجر اس کے لئے فائدہ مند ہے، یعنی اس کے ھجر سے وہ اپنی برائی کا احساس کر کے اسے چھوڑنے پر آمادہ ہوجائے، تو اس صورت میں ھجر اور کنارہ کشی واجب ہے۔

(۲) اور اگر ھجر سے اس گناہ گار کا اعراض مزید بڑھ جاتا ہے، اور اس کے عناد، سرکشی اور نفرت میں اضافہ ہوجاتا ہے، تو پھر ھجر جائز نہیں ہے۔

کیونکہ دریں صورت کوئی شرعی مصلحت حاصل نہیں ہورہی، بلکہ بگاڑ میں اضافہ ہوجاتا ہے ، اس صورت میں بہتر یہی ہے کہ اس کے ساتھ تعلق نصیحت اور خیر خواہی کا سلسلہ برقرار رہے۔

آخر میں عرض یہ ہے کہ لوگوں کے بیچ پھیلے ہوئے حرام امور میں سے جس قدر جمع کرنا میری لئے ممکن ہوسکا، میں نے جمع کردیا۔

اللہ تعالیٰ سے اس کے اسماء الحسنی کے واسطہ سے دعا اور استدعا ہے، کہ ہمیں اپنی اتنی خشیت عطا فرمادے جو ہمارے اور گناہوں کے درمیان حائل ہوجائے۔ اور اتنی اطاعت کی توفیق عطا فرمادے جو ہمارے جنت میں پہنچنے کے لئے کافی ہوجائے۔ ہمارے تمام گناہ اور زیادتیاں معاف فرمادے، اور ہمیں اپنے حلال رزق کی برکت سے حرام امور سے مستغنی کردے اور اپنے

[1] بخاری مع الفتح ۱۰/ ۴۹۲۔

Marfat.com

فضل سے اپنے علاوہ ہر ایک سے بے نیاز کردے۔ہماری توبہ قبول فرمالے ،گناہوں کو دھوڈالے، بےشک وہ سننے والا اور قبول فرمانے والا ہے۔

وصل وسلم علی النبی الامی محمد واله وصحبه أجمعين والحمد لله رب العالمين

Marfat.com

Marfat.com